ناولزحب
ناولزحب
NovelsHub
من عشق سودائی
جانان شاہ
www.Novelshub.pk

مکمل ناول

سڑک کنارے درختوں کے زرد پتے گرے پڑے تھے پتوں کے بغیر درخت ویران نظر آرہے تھے ہلکی ہلکی ہوا نے موسم کو خوشگوار بنایا ہوا تھا ہوا کی آمد پہ بار بار زمین پہ پڑے پتے اپنی جگہ بدل رہے تھے لیکن وہ ان سب سے انجان اپنی سوچوں میں گم بیٹھی ہوئی تھی اس کی آنکھیں بلکل ویران تھی وہ آنکھیں کسی ان دیکھے شخص کی منتظر تھیں کسی کی راہ تکتی وہ خود سی ہی انجان لگ رہیں تھیں ہوا کا ایک تیز جھونکا اس کے بالوں کو چھو کے گزرا تھا اس کا ارتکاز ٹوٹا تھا اس نے آنکھیں بند کی تھیں چہرے پہ پلکوں کی بھاڑ سجدہ ریزہ ہوئی تھی وہ مسکرائی تھی اس کی مسکراہٹ کا آسمان پہ چھائے بادلوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا تھا اس نے اپنے چہرے پہ پانی کے قطرے گرتے ہوئے محسوس کیے تھے اس نے پلکوں کی بھاڑ اٹھائی تھی اس نے چہرہ آسمان کی جانب کر کے بادلوں پہ اک خفا سی نظر ڈالی تھی بدلے میں بادل زور سے برسے تھے پانی کے قطروں کی رفتار تیز ہوئی تھی وہ اداسی سے مسکرائی تھی وہ وہاں سے اٹھ جانا چاہتی تھی لیکن کسی کا انتظار اسے اٹھنے نہیں دے رہا تھا

کیا وہ کسی کا انتظار کر رہی تھی؟

مگر کس کا؟

اور کیوں؟

www.Novelshub.pk

وہ خود پر سے اپنا اختیار کھو رہی تھی کوئی ان دیکھی زنجیر اسے اپنے ساتھ باندھ رہی تھی وہ بھیگ چکی تھی مگر انتظار تھا کہ مزید بڑھتا جا رہا تھا اس نے خود کو ڈپٹا اس نے پھر سے آنکھیں بند کر کے خود ریلکس کرنا چاہا اس نے ابھی آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ اسکے چہرے پہ پڑتی بارش کی بوندوں نے اپنا راستہ بدل لیا اس نے ناک پہ بل ڈالے اوپر دیکھا بوندوں نے راستہ نہیں بدل تھا بلکہ ان کے راستے میں رکاوٹ حائل ہوئی تھی کوئی اس پہ چھتری تانے کھڑا تھا اس نے گردن ترچھی کر کے اس کو دیکھا وہ شائد وہی تھا جس کا وہ انتظار کر رہی تھی وہ اس کے سامنے کھڑا تھا بارش میں مکمل بھیگا ہوا، اسکے ماتھے پہ بندھی کالی پٹی کے اوپر اس کے بال بکھرے ہوئے تھے بالوں کی نوک پہ ٹھہرے پانی کے ننھے قطرے اسکی آنکھوں سے گزر کر تھوڑی تک کا سفر طے کر رہے تھے وہ بارش میں بھیگتا مسکرا رہا تھا اس کی مسکراہٹ قوس قزح جیسی تھی اسنے اپنے ارد گرد رنگ بکھرتے محسوس کیے تھے وہ مسکرائی تھی انتظار ختم ہوا تھا وہ اٹھ کھڑی ہوئی اب وہ دونوں اک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے فرق صرف اتنا تھا کہ وہ بارش میں بھیگ رہا تھا لیکن اس تک بارش کی بوندیں پہنچنے میں ناکام ہو رہی تھیں اس کے سر پہ تانی چھتری اسکے اور بارش کے درمیان رکاوٹ بنی کھڑی تھی اسنے اسکے کے ماتھے پہ بھیگتے بالوں کو سمیٹنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا

"حیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسی وقت اسے اپنے پیچھے سے کسی کی سخت آواز سنائی دی تھی اسکا ہاتھ وہی ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا اسنے اپنے پیچھے دیکھا اپنے پیچھے کھڑے وجود کو دیکھ کے اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی اس کے چہرے پہ نرمی تھی لیکن آنکھوں میں سختی تھی اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر اسنے اسکا ہاتھ تھما تھا وہ اسے لیے آگے بڑھ

www.Novelshub.pk

گیا تھا بارش کی بوندیں پھر سے اسے بھیگونے لگی تھیں اسنے آگے بڑھتے ہوئے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا وہ وہی ویسے ہی کھڑا تھا

بلکل ساکت

برف کی طرف جما ہوا

ہاتھ میں پکڑی چھتری بلکل ویسے ہی تھی لیکن اب وہ اسکے نیچے نہیں کھڑی تھی وہ دونوں ایک دوسرے کو خود سے دور ہوتا دیکھ رہے تھے صرف وہ آگے بڑھ رہی تھی وہ وہی کھڑا تھا حیا نے دیکھا تھا

موسم یک دم بدلہ تھا

بارش نے زور پکڑا تھا

آسمان پہ بجلی کڑکی تھی

ہوا میں جوش آیا تھا

سڑک پہ گرے پتے طوفان کی طرح اٹھے تھے

اسنے دیکھا اس سے دور ہوتا وجود سرخ مائع میں بدلتا ہوا میں تحلیل ہو رہا تھا اسکے دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سے برستی بوندوں کا رنگ بدلہ تھا گاڑھے خون جیسا سرخ رنگ وہ کہیں نہیں تھا لیکن اس کے وجود سے نکلا خون ہر طرف بکھرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

وہ محبت ہے اے ایس پی خنان کی اور عشق ہے رمض شہریار کا اب دیکھنا یہ ہے کہ محبت اور عشق کی جنگ میں فتح کس کا مقدر ٹھہرتی ہے

www.Novelshub.pk

چلو محبت کی نئ بنیاد رکھتے ہے

خود پابند رہتے ہیں

اسے آزاد رکھتے ہیں

ہمارے خون میں

رب نے یہی تاثیر رکھی ہے

برائی بھول جاتے ہے

اچھائی یاد رکھتے ھے

محبت میں کہیں ہم سے

گستاخی نہ ہو جاے

ہم اپنا ہر قدم

اس کے ہر قدم کے بعد رکھتے ہیں

خزاں کا موسم تھا درختوں کی شاخوں سے ٹوٹ کر پتے زمین پر ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ سورج کی روشنی

www.Novelshub.pk

ہر سو اپنے پر پھیلانے میں مصروف تھی اور صبح کی ٹھنڈی ہوا میں پرندوں کی آواز نے ارتعاش پیدا کیا ہوا تھا ہر کوئی

زی روح صبح کی روشنی کے ساتھ اپنے اپنے کام میں مصروف دیکھائی دیتا تھا اسے میں احمد ہاوس کے مکین بھی خدا

تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اپنے اپنے معمول کے کاموں میں مصروف تھے

امی ییییییی......... وہ کندھے پہ بیگ لٹکائے، ہاتھ میں کتابیں پکڑے نصرت بیگم کو پکارتے ہوئے سڑھیوں سے اتر رہی تھی اس کی آواز پورے احمد ہاؤس میں گونج رہی تھی اسکی آواز سنتے ہی نصرت بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی

اسلام علیکم امی جان!!

ان کے قریب کھڑے ہو کہ اسنے دھیرے سے سلام کیا

"وعلیکم سلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"انہوں نے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیا وہ مسکرائی اسکی مسکراہٹ ہوا میں خوشبو بکھرتے پھولوں جیسی تھی سانسوں کو معطر کر دینے والی۔۔۔دل کو چھو لینے والی

"امی الیان اٹھ گیا؟؟؟؟"

"خیر تو ہے میوٹ چھپکلی آج صبح صبح ہماری یاد کیسے آ گئ؟؟؟؟"

وہ اسکے سوال کا جواب دینے ہی لگی تھیں کہ الیان نے ان کے بولنے سے پہلے ہی اسکے سوال کے بدلے میں سوال کر ڈالا وہ ان کے پیچھے ہی کندھے پے اپنا کالج بیگ لٹکائے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا وہ آنکھیں چھوٹی کیے بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا

"بیٹا جی یہ اپ کن الفاظ سے اپنی بڑی بہن سے مخاطب ہیں؟" اپنے پیچھے سے آتی عثمان صاحب کی بارعب آواز سنتے ہی وہ تیزی سے سیدھا ہو کے کھڑا ہو گی

"وہ وہ وہ میں........." ان کے اچانک پوچھنے پہ وہ گھبرایا گیا تھا الفاظ تو اسکے کہیں کھو ہی گے تھے

ویسے بھی ہر اک کی بات کا منہ توڑ جواب دینے والا اپنے باپ کے سامنے الفاظ کھو دیتا تھا وجہ ان کی بارعب شحصیت تھی جو اس کو لڑ کھڑانے پر مجبور کر دیتی تھی اور پھر اس کے چہرے پے اسی معصومیت بسیرا کرتی تھی کے پھر وہ بھی خود کو اسے کچھ سخت کہنے سے روک لیتے تھے۔۔ لیکن جب بات آتی تھی ان کی بیٹی حیا کی تو وہ خود کو روک نہیں پاتے تھے

وہ ان کی لاڈلی بیٹی تھی انکی ہی نہیں بلکہ گھر میں موجود ہر فرد کی لاڈلی تھی وہ۔۔۔ وجہ اس کی معصومیت اور خاموش طبعیت تھی کہاوت ہے کہ

"کبوتر بلی کو دیکھ کے آنکھیں بند کر لیتا ہے"

لیکن وہ بلی مطلب کے مصیبعت کو دیکھ کے زبان بند کر لیتی تھی بقول الیان کے مصعبیت بیچاری کو گونگا سمجھ کے رحم کھا کے حتم ہو جائے گی یا پھر پیچھے ہٹ جاے گی

"جانے دے بھائی صاحب بچے ہے آپس میں ہنسی مزاق کرتے رہتے ہیں۔" الیان سے جب کچھ بولا نہ گیا تو حلیمہ بیگم نے اسے بچانے کے لیے مصلحتا" انداز اپنایا

www.Novelshub.pk

"ٹھیک ہے ہنسی مزاق کرے لیکن میری حیا کو میوٹ چھپکلی نہ کہا کرے سخت چڑ ہے مجھے اس لفظ سے اور الیان اگر تم نے دوبارہ یہ لفظ یوز کیا ناہ حیا بیٹی کے لیے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا......" انہوں نے حیا کو ساتھ لگاتے ہوئے تنبیہی لہجے میں کہا

"جی ی جی بابا جان......" الیان نے اسے مودبانا لہجے میں کہا نا جیسے وہ اب کبھی بھی یہ لفظ اپنی زبان پے نہیں لائے گا

وہ الیان عثمان احمد تھا اسے جس کام سے منع کیا جاتا تھا وہ کام تو اس نے لازمی کرنا ہوتا تھا اور وہاں پہ موجود ہر شخص یہ اچھی طرح جانتا تھا

"بی بی جی ناشتا ٹیبل پہ لگا دیا ہے......" نسرین نے کیچن میں داخل ہوتے ہوئے کہا

"الیان جاو حنان کو بلا کر لاو۔ پتا نہیں ابھی تک اٹھا بھی کے نہیں......" سب ناشتے کی ٹیبل کی جانب بڑھ گے پر وہ حلیمہ بیگم کے حکم کی بجا آوری کے لیے خنان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا

....

اسنے نے جھٹکے سے حنان کے کمرے کا دروازہ کھولا تھا حنان کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے قدم وہی رک گے تھے

www.Novelshub.pk

وہ بلکل تیار تھا وہ اسے تیار دیکھ کے حیران ہوا نظریں اسکے کے جوتوں سے ہوتی ہوئی چہرے پے جب گئی تھی تو اس کے منہ سے بے ساختہ "ماشااللہ" نکلا تھا

اے ایس پی حنان پانچ فٹ آٹھ انچ کے قد کے ساتھ گہری لائٹ براؤن آنکھوں میں سنجیدگی لیے پولیس یونیفارم میں ہاتھ میں چھری پکڑے اسکے سامنے کھڑا تھا

کتنی دفعہ کہا ہے کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دستک دیا کرو.........اس کے بنا دستک دیے کمرے میں داخل ہونے پر وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سختی سے بولا

چشم بتول.........

ماں صدقے ماں واری

آج تو اے ایس پی کی چھپ ہی نارالی

الیان نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اور اس کے ارد گرد گومتے ہوئے دیسی ماوں کی طرح ہاتھوں سے بلائے لیتے ہوے کہا

اسکے اس طرح کہنے سے حنان کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ نے بسرا کیا تھا جو کے الیان کی نظروں نے بھی دیکھ لی تھی

اور وہ پھر شروع ہو گیا

"اوہووووو.........اے ایس پی صاحب آج مسکرا بھی رہے ہے۔ آج سورج کہیں مغرب سے طلوع ہوا ہے کیا؟؟؟"

اس نے بھونیں اچکا کے سوال کیا

www.Novelshub.pk

"چلو دیر ہو رہی ہے ناشتے پہ سب انتظار کر رہے ہوگ ئے........."

حنان نے اس کی بات کو فٹے منہ کہتے ہوئے اس کے سر پہ چپت لگائی اور اپنے قدم دروازے کی جانب بڑھا دیے تھے وہ بھی مزید کچھ کہے اس کے پیچھے چل دیا تھا

حنان کو شروع سے ہی پولیس فورس جوائن کرنے کا شوق تھا اور سی ایس ایس کرنے کے بعد وہ اب اے ایس پی کے عہدے پہ فائز ہو چکا تھا

اسلام علیکم !!!!

حنان نے ڈائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے سب کو با آواز سلام کیا اور پھر جب سب کی نظر آواز کے تعاقب میں اسکی طرف اٹھئ تو سب کی زبان سے الیان کی طرح بے ساختہ "ماشاءاللہ" نکلا اور حلیمہ بیگم نے تو باقائدہ اس کی نظر اتاری

"بیٹا جی چونکہ آج آپ کا پہلا دن ہو گا تھانے میں "تو بیسٹ آف لک" عثمان صاحب نے تھمبز آپ کرتے ہوئے کہا اسی طرح ناشتے کے ساتھ ساتھ باتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا تھا لیکن حیا خاموشی کے ساتھ ناشتہ کرنے میں

مصروف رہی وہ تھی ہی ایسی خاموش طبعیت کی مالک وہ خاموش رہتی تھی مگر اس کے کے چہرے پہ مسکراہٹ ہر وقت احاطہ کیے رکھتی تھی اور اسکی خاموش سی مسکراہٹ پہ ہی تو اے ایس پی حنان فدا تھا

بات بات پہ مسکراتے ہو کیوں بار بار

جان لینے کے طریقے تو اور بھی ہے"

حنان نے اسکے کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھتے ہوئے سوچا تھا

www.Novelshub.pk

--------،،،،،،،،،،،،،،،،-،-------------------------

احمد صاحب اپنے والدین کے اکلوتے سپوت تھے اللہ نے احمد صاحب کو دو بیٹوں سے نوازہ تھا مرتضیٰ احمد اور عثمان احمد سے۔۔۔۔۔ مرتضیٰ احمد کی شادی حلیمہ بیگم سے ہوئی تھی اور ان کا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔۔۔۔۔ حنان مرتضی احمد۔۔۔۔۔۔

عثمان احمد کی شادی نصرت بیگم سے ہوئی تھی اور اللہ نے ان کو دو جڑواں بیٹیوں۔۔۔۔۔۔ماہ نور اور حیا نور۔۔۔۔۔اور ایک بیٹے الیان عثمان احمد سے نوازہ تھا احمد صاحب اور ان کی اہلیہ کچھ عرصہ پہلے خالق حقیقی سے جا ملے تھے اب احمد ہاوس میں انکے دونوں سپوت اتفاق اور پیار و محبت سے رہ رہے تھے۔۔۔۔۔ گھروں میں زیادہ تر لڑائی جگڑا عورتوں کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن احمد صاحب کی دونوں بہویں صاف دل کی مالک تھیں جس طرح دونوں بھائیوں میں خلوص و محبت تھا اسیطرح حلیمہ بیگم اور نصرت بیگم کی محبت بھی مثالی تھی یوں کہنا درست ہو گا کہ احمد ہاوس کے مکین اک دوسرے سے جوڑے ہوئے تھے کیسی اک فرد کی غیر موجودگی بھی احمد ہاوس کو ویران کر دیتی تھی

___________________________-___________________-__-__

____

www.Novelshub.pk

چھوٹی سی زندگی ہے

ہر حال میں خوش رہو

جو چہرا پاس نہ ہو

اس کی آواز میں خوش رہو

کوئی روٹھا ہو تم سے

اس کی انداز میں خوش رہو

جو لوٹ کر نہیں آنے والے

ان لمحوں کی یاد میں خوش رہو

کل کس نے دیکھا ہے

اپنے آج میں خوش رہو

اسلام آباد کے شہر میں لوگ اپنے اپنے کاموں میں روزگار کے لیے اپنے غموں کو بلائے اور چہروں پہ مسکراہٹ

لیے مصروف دیکھائی دیتے تھے ماضی کو بلائے اپنے حال میں مگن۔۔۔۔۔۔ ہر سو گھما گھمی کا عالم تھا

www.Novelshub.pk

لوگوں کی آوازوں کے ساتھ ساتھ جانوروں اور پرندوں کی آوازوں نے بھی ماحول میں اک عجیب سا سما پیدا کیا ہوا تھا ایسے میں اسلام آباد کے اک کم گنجان علاقے میں اک انسانی وجود اپنی بائیک کے ہینڈل پہ ہاتھوں پہ سر رکھے اور ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے آرام سے لیٹا ہوا تھا اسنے آنکھوں اور ناک کو کیپ سے ڈھکا ہوا تھا اور منہ میں ڈالی ہوئی سٹیک کو دائیں سے بائیں گھمانے میں مصروف تھا (جیسے اس کو اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام ہی نہ ہو)

بھائی!!!!

اسے اپنے سب سے خاص بندے کی (بلکہ اس کو اس کا دایاں بازوں کہنا غلط نہیں ہو گا)
آواز سنائی دی
"ہمم..............." اسی حالت میں بنا وجود میں جنبش کیے صرف یک لفظی جواب دینے پہ اکتفا کیا گیا

"بھائی وہ چیمے کا بندہ آیا ہے پیغام لایا ہے کے چیمہ آپ سے ملنا چاہتا ہے اپنے ٹھکانے پہ بلایا ہے آپ کو اس نے۔۔۔کوئی خاص کام ہے" عابد نے اس وجود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

یہ چیمہ کون ہے؟؟؟؟
"بھائی سمگلنگ کرتا ہے ہیروں کی یہاں پاس ہی اس کا ٹھکانا ہے باظاہر تو شریف دیکھائی دیتا ھے لیکن اندر سے بہت گھٹیا انسان ہے پیسے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے،،،،،" عابد نے فوراً جواب دیا
"اس کے آدمی کو بول کے چیمے سے کہے کہ خود آئے میرے پاس اگر کام کروانا ہے مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔
اس کے باپ کا نوکر نہیں ہو میں جو وہ مجھے حکم دے گا اور میں دوڑا چلا جاو گا اس کے پاس........."
ہنوز اسی حالت میں برقرار جواب دیا گیا

www.Novelshub.pk

"جی بھائی جیسا آپ کہے ....اور ہاں بھائی!! بی جان آپ کو یاد کر رہی تھیں........."

اچانک یاد آنے پہ اس نے موڑتے ہوئے اسے اطلاع دینا ضروری سمجھا

"وہ کب آئیں ؟؟؟" وہ اک دم بائیک سے سیدھے ہوا

"ایک ہفتہ ھو گیا ہے ان کو آئے ہوئے......"

"ابے گدھے !الو کے پھٹے !!پہلے کیوں نہیں بتایا ؟؟؟؟" اس نے کھڑے ہوتے ہوے سنجیدہ لہجے میں پوچھا

"بھائی آپ نے پوچھا ہی نہیں......... "وہ نظریں جھکا گیا

"میں پوچھا گا نہیں اور تو بتاے گا بھی نہیں ؟؟؟"

اس نے صدمے سے پوچھتے ہوئے منہ سے stick نکالی

"بھائی غلطی ہو گی بتانا چاہیے تھا آپ کو......... "وہ منہ کو لٹکاتے ہوئے بولا

"اچھا منہ لٹکانا اب بند کرو۔۔۔۔۔۔ جاؤ جا کے اس چیمے کے بندے کو بھگتا کے آؤ............اب بی جان شکایت کرے گئی کہ میں ان سے ملنے کیوں نہیں آیا.........اس نے ہاتھ سے ماتھے کو مسلہ عابد نے وہاں سے نکلنے کی کیٔ اور پیچھے مڑ کے بھی نہ دیکھا کہ وہ کہہ کیا رہا ہے ؟ دراصل وہ چاہتا ہی یہیٔ تھا کہ اسکی بی جان سے کلاس لگے اسی لیے اس نے اسے نہیں بتایا تھا کہ وہ واپس آچکی ہیں کیونکہ وہ ڈرتا ہی صرف بی جان سے تھا اب وہ ادھر ادوھر چکر لگاتے ہوئے بہانے سوچنے میں مصروف تھا

www.Novelshub.pk

....

....

ہم تو اپنے ہنر میں آج بھی دم رکھتے ہیں
اڑ جاتے ہیں رنگ لوگوں کے۔۔۔۔
جب ہم محفل میں قدم رکھتے ہیں

پولیس سٹیشن میں تمام اہلکار اپنی اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھے کوئی اک دوسرے سے گپ شپ لگانے میں
مصروف دیکھائی دیتا تھا تو کوئی کیس کی فائلوں میں سر دیے بیٹھا تھا تو کوئی چائے سے لطف اندوز ہونے میں مصروف تھا کوئی ملزوموں پہ چلا رہا تھا تو کوئی نیند پوری کرنے میں ہلکان ہو رہا تھا ایسے میں اے ایس پی حنان نے اپنے پولیس سٹیشن میں قدم رکھا تو سب اہلکار جھٹکے سے اپنی اپنی جگہ پہ کھڑے ہو گے تھے اور ساتھ ہی اے ایس پی کو سلوٹ بھی کیا تھا اے ایس پی کی سنجیدہ نظروں نے اک دفعہ تو سب کو اپنی اپنی جگہ پہ منجمد کر دیا تھا اور وہ ویسے ہی۔ نظریں جھکاے کھڑے رہے اور وہ سلوٹ کا جواب دیتے ہوے بنا کچھ کہے اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا تھا
اور پیچھے سے اہلکاروں نے اس کے بارے میں سرگوشیاں کرنا شروع کر دی تھیں

www.Novelshub.pk

آفس میں داخل ہوتے ہوئے اک نظر اس نے اپنے آفس کو دیکھا اور ٹیبل کے پاس رکھی گی کرسی پر بیٹھ گیا دروازے پر

دستک دیتے انسپکڑا اسلم اندر داخل ہوا اور سلوٹ کیا

خوش آمدید سر !!!،،،ُ
"سر میں انسپکڑ اسلم ہوڈی ای جی نے مجھے آپ کے انڈر کام کرنے کا حکم دیا ہے سر میری پوری کوشش ہو گئی کے آپ کو مایوس نہ کروں" اس نے مودبانے لہجے میں کہتے ہوئے اپنا تعارف کروایا

"ہمممم۔ چلو دیکھ لے گے پھر کہ کیسی کارکردگی ہوتی ہے تمھاری اک بات یادرکھنا انسکٹر میں اپنے پیشے کے ساتھ
مخلص ہو مجھے ایمان داری پسند ہے بے ایمانی کبھی بھی مت کرنا میرے ساتھ اور مجھے دھوکہ دینے کی کوشش تو ہرگز مت کرنہ میں دھوکہ دینے والوں کو بخشتا نہیں............." حنان نے تنبیہی لہجے میں اسے باور کروایا تھا

"جی سر................."

"آج کی صورت حال بتاو...... "اسنے فائلوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"جی سر............ "وہ کہتے ہوئے میز پہ پڑی فائل کو کھول کر تھانے کے معملات بتانے لگا

....

....

چپ رہنا ہی بہتر ہے

لوگ اب الفاظ کا غلط

مطلب نکال لیتے ہے......

"حیا............ "لہجے میں ڈھیروں پیار سموئے علیزہ نے اسے پکارا

دونوں اس وقت آف پیریڈ میں یونی کے گرونڈ میں امنے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں

"ہممممم............ "مسکرا کر صرف ہممممم کہنے پہ ہی اکتفا کیا گیا تھا

"مت اتنا مسکرایا کرو نظر لگ جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ اسکی مسکراہٹ میں کھوئی کھوئی سی بولی

www.Novelshub.pk

"کس کی۔۔۔۔۔۔؟"

"میری اور کس کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"تمہاری نظر اتنی ہی بری ہے؟؟۔۔۔۔۔۔"

"ہاں ناہ علیزہ شاہ کی نظر ہے بری تو ہو گی ناہ۔۔۔۔۔۔" وہ گردن اکڑا کے بولی

"اپنی نظر کو اپنے قابو میں رکھو۔۔۔۔۔۔"

"کیا کروُ کمبخت قابو میں آتی ہی نہیں ہے۔۔۔" وہ معنی خیزی سے اسکی طرف دیکھ کے مسکرائی حیا خجل ہوئی

"بکواس نہیں کرو۔۔۔" حیا نے اسے آنکھیں دیکھائی وہ کھکھلا کے ہنسی

"حیا ایک بات تو بتاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ اب سیریس تھی

"تم بہت کم بولتی ہو کیوں؟؟"

وہ کہتے ہے نہ کے "اتنا زیادہ نہ بولوں کہ لوگ تمہارے چپ ہونے کا انتظار کریں بلکہ اتنا بول کہ چپ ہو جاوں کے
کے لوگ تمہارے بولنے کا انتظار کریں"

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ ہمہ تن گوش ہوئی

"اسی نصحیت کو پلے باندھا ہوا ہے میں نے۔۔۔۔۔۔"

"حیا میں سیریس ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

تمہارا سوال ہی فضول تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اٹھو اب کلاس کا وقت ہو رہا ہے،،،،ءء حیا نے کھڑے ہوتے ہوئے اسے یاد کروایا اور ساتھ چلنے کا بھی کہا اور پھر وہ دونوں کلاس کی جانب بڑھ گئ تھی

علیزہ شاہ حیا کی اکلوتی اور سب سے آچھی دوست تھی دونون کی دوستی کا آغاز یونی کے پہلے دن سے ہوا تھا علیزہ بہت باتونی تھی اور حیا خاموش طبعیت کی مالک تھی علیزہ نے اپنی باتوں سے حیا کا دل جیت لیا تھا اور حیا نے اپنی خاموشی سے علیزہ کا دل جیت لیا تھا اسی طرح ان کی دوستی کا آغاز ہوا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ دونوں کی دوستی گہری ہوتی گی تھی دونوں اک دوسرے کے دکھ سکھ کی ساتھی تھیں

....

رات کی سیاہی دن کے اجالے کو آہستہ آہستہ ختم کرنے کے درپہ تھی خدا کی پیدا کردہ ساری مخلوق اپنے اپنے کاموں کو پس پشت ڈالے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف گامزن ہونے کی جلدی میں تھی ایسے میں کراچی کے اک کم آبادی والے علاقے میں ایک چھوٹے سے مکان کے صحن میں چارپائی پہ اک بوڑھا وجود ہاتھ میں
تسبیح پکڑے خدا کی حمد وثناء میں مگن دیکھائی دیتا تھا اور ان کی نظر آسمان پہ آڑتے پرندوں کی جانب تھی جو کہ شاید دن بھر کے تھکے ہوئے اب آرام کی غرض سے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف بڑھ رہے تھے
دروازے پہ ہوتی دستک نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا اور ان کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ دیکھائی دی شاید وہ

www.Novelshub.pk

دستک دینے والے کو پہچان گئ تھیں محبت سے بھرپور لہجے مین اندر آنے کی آجازت دی گئی اندر آنے والی شحصیت
نے مودبانہ لہجے میں سلام کرتے ہوے اپنا سر ان کے آگے جھکایا........بی جان نے سلام کا جواب دیتے ہوے اس
کے سر پہ ہاتھ پھیراا اور وہ چارپائی کے پاس رکھی ہوئی کرسی پہ بیٹھ گیا

"آج ہماری یاد کیسے آگئی برخودار کو؟؟؟؟"
بی جان نے چہرے پہ مسکراہٹ لیے شکوہ کناں لہجے میں پوچھا

"بی جان پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ واپس آگئی ہیں آج ہی عابد نے بتایا ہے اور میں چلا آیا بلا آپ آئے اور میں آپ
سے ملنے نہ آؤ یہ ہو سکتا ہے کیا؟؟؟............" نظریں جھکایں وہ کہنے لگا

"رمض بیٹا میری بات مان لو......"

وہ اچھی طرح جانتا تھا وہ کس کی بات کر رہی تھیں لیکن پھر بھی انجان بنتے ہوئے پوچھنے لگا
"کون سی بات بی جان؟؟؟؟؟"

www.Novelshub.pk

"تم جانتے ہو میں کس کی بات کر رہی ہو....... "
بے جان نے اس کی طرف دیکھا وہ ہنوز نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کو مسلسل دیکھ رہا تھا
"یہ غنڈو گردی چھوڑ دو ...."آج پھر بی جان نے بڑے مان سے کہا تھا

رمض کا جھکا سر مزید جھک گیا اور وہ پھر گویا ہوا
"نہیں چھوڑ سکتا بی جان اب تو بہت آگے نکل آیا ہو کاش جب میں نے اس میں قدم رکھا تھا آپ اس وقت میرے
پاس ہوتیں اور مجھے روک لیتیں اب چاہ کی بھی نہیں چھوڑ سکتا........."

بی جان دکھ سے اسے دیکھنے لگیں اس کی بات پہ وہ کچھ بول ہی نہ پائی تھیں

"چھوٹی کہا ہے ؟؟؟؟ "اسنے ارد گرد دیکھتے ہوئے خاموشی کو توڑا
اندر ہے سو رہی ہے تمہاری آواز سن کے جاگ گی ہو گی ابھی آتی ہی ہو گی تمہارا سر کھانے...........

"اسلام علیکم رمض بھیا!!!!"

www.Novelshub.pk

بی جان کے بس کہنے کی دیر تھی کہ وفا ابراہیم کی آواز نے دور سے ہی رمض کو اور بی جان کو اپنی طرف متوجہ کیا

"لو آ گئی اب............" بی جان نے وفا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"کیسی ہے میری گڑیا؟؟؟؟" اس نے وفا کے سر پہ ہاتھ رکھا

"میں تو بالکل فٹ ہو آپ اپنا بتائے آج اتنے دنوں بعد آپ کو ہماری یاد کیسے آ گئی کہیں راستہ تو نہیں بھول گے ...."

وفا نے چارپائی پہ بیٹھے ہوے سوالیہ انداز میں پوچھا

"یہ ہی سمجھ لو کے راستہ بھول کے پری کے دیس میں آ گیا ہو اب پتہ نہین پری کیسا سلوک کرے گئ میرے ساتھ........." رمض نے منہ بناتے ہوئے کہا

"ہاہاہاااااا......... فکر نہیں کرے پری بہت رحم دل ہے کچھ نہیں کہیں گئ آپ کو۔..........." وفا نے ہنستے ہوے کہا

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے تمہاری ؟؟؟؟؟"

"مت پوچھے رمض بھیا اس پڑھائی نے مجھے سولی پہ لٹکایا ہوا ہے.............." اسنے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے

مظلوم لہجے میں دہائی دی

دور کہیں مسجد میں مغرب کی آزان فضا میں بلند ہونے لگی تھی بی جان اٹھ کے اندر نماز کے لیے بڑھ گئی اور پیچھے رمض اور وفا کی نہ ختم ہونے والی باتیں شروع ہو گئی تھیں

.................................^.........^..

^...........................

اتھے کئیاں نوں مان وفاواں دا

تے کئیاں نوں ناز اداواں دا

اسی پیلے پتے درختاں دے

سانوں رہندا خوف ہواواں دا

www.Novelshub.pk

(وارث شاہ)

حیاااا...............

حیالان میں پودوں کے درمیان گھاس پہ بیٹھی وارث شاہ کے قلم سے لکھے گے خوبصورت الفاظ پڑھنے میں مگن تھی اسنے الیان کی آواز پہ کتاب پہ جھکا ہوا سر اٹھایا اور الیان کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے پوچھا

"جی..............."

"حیا ای ایس پی کے آنے کا وقت ہو گیا ہے........." وہ کہتے ہوئے اسکے سامنے بیٹھ گیا

"تو............." حیا نے کتاب بند کرتے ہوئے گود میں رکھی

"تو کیوں نہ اے ایس پی کے دن کو یادگار بنایا جائے ؟؟۔؟"

کیسے ؟؟؟؟؟ " حیا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"ایسے............." اس نے دائیں ہاتھ کے آنگھوٹے اور درمیان والی انگلی کو آپس میں رگڑتے ہوئے آنکھ دبائی

"ہمممم۔۔۔ ٹھیک ہے................" حیا نے سوچتے ہوئے حامی بھری تھی

www.Novelshub.pk

....

....

"حنان بھائی............ "

حنان گاڑی سے نکل کر اندر کی طرف بڑھ رہا تھا حیا کی آواز پہ روکا اور اندر جانے کے بجائے لان میں پودوں کو پانی

دیتی حیا کی جانب بڑھ گیا

"کیا بات ہے حیا سب ٹھیک ہے نہ............ "وہ پریشانی سے پوچھتا حیا کے پاس آکر کھڑا ہو گیا

"جی بھائی...... "حیا نے ہاتھ میں پکڑا پائپ نیچے پودوں کی کیاری میں رکھا اور اپنا رخ حنان کی طرف موڑا (حنان کو حیا کا بھائی کہنا بہت برا لگتا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کہ سکتا تھا حنان کی اب بس اک ہی تو خواہش تھی کہ حیا اس کو بھائی نہ کہے اب پتہ نہیں اس کی خواہش پوری ہونی تھی یا پھر خواہش ہی رہنی تھی) محبوب کے منہ سے اپنے لیے بھائی کا لفظ سننا اور وہ بھی بار بار کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے کوئی حنان مرتضی احمد سے پوچھتا اب بھی حیا کا بھائی کہنا اسے اندر تک سلگا گیا تھا لیکن چہرے پہ اس نے بلکل نہ ظاہر ہونے دیا تھا

"اپنا موبائل دیں............ "حیا نے اپنی دائیں ہیتھلی آگے کی

حنان نے بنا کچھ کہے اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر حیا کے ہاتھ پہ رکھ دیا اور بلاوجہ ہی حنان کی چہرے پہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا

"اوکے۔۔۔۔اب یہی کھڑے رہے............"وہ کہتے ہوئے فاصلے پہ جا کے کھڑی ہو گئی

"کیوں؟؟؟؟؟؟"وہ ابھی بے یقینی سے حیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ ہی رہا تھا کہ الیان جو کہ پودوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا اک دم سامنے آیا اور کیاری سے پائپ اٹھایا (جس سے حیا پودوں کو پانی دے رہی تھی) اور اس سے نکلتے پانی کا رخ حنان کے چہرے پہ کیا ایک منٹ سے بھی کم وقت لگا تھا اسے پورا بھیگنے میں پہلے تو اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے؟ لیکن جب اس کے حواس کام کرنا شروع ہوئے تو وہ خطرناک تیور لیے الیان کی طرف بڑھا
"میبوٹ چھپکلی بھاگووو.................."الیان نے وہی کیاری میں پائپ پھینکھا اور بھاگتے ہوئے فاصلے پہ کھڑی ہنستی ہوئی حیا کا ہاتھ پکڑا اور یہ جا وہ جا

"الیان تمہیں میں چھوڑوں گا نہیں اک دفعہ ہاتھ تو آؤ میرے............"پیچھے سے حنان غصے سے چلایا

www.Novelshub.pk

امیییییییی..................وہ وہی گھاس پہ آلتی پالتی مار کے بیٹھ گیا اور حلیمہ بیگم کو آوازیں دینے لگا (کیونکہ وہ اس حالت میں اندر جا کر جنگ عظیم کو دعوت نہیں دے سکتا تھا)

"اس الیان کو تو نہیں چھوڑوں گا میں............"اسنے دانت چباتے ہوئے کہا اور دل ہی دل میں اس نے الیان سے بدلہ لینے کے بھی ٹھانی تھی

....

....

مجھے کن سے کر تو قریب تر

مجھے اپنے در کی گدھائی دے

مجھے اس جہاں سے غرض نہیں

مجھے اس جہاں کی رسائی دے

www.Novelshub.pk

سندھ میں سورج نکلنے میں ابھی وقت تھارات کے اندھیرے نے چار سو پر پھیلائے ہوئے تھے فجر کی آذان کی آواز فضا میں بلند ہو رہی تھی ہر سو خاموشی کا راج تھا اس خاموشی میں آذان کی آواز۔۔۔۔سننے والوں کو دلی سکون مہیا کر رہی تھی وہ اپنے گھر کے لان میں نرم سی گھاس پہ بیٹھی آنکھوں کو بند کیے آزان کی میٹھی سی آواز کو سن رہی تھی اور اس کے لب آذان کے جواب میں آہستہ آہستہ ہل رہے تھے آذان کے ختم ہونے پر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور ہلکا سا مسکرائی اٹھ کر وضو کیا اور وہی گھاس پر جائے نماز بیچھا کر نماز ادا کرنے لگی نماز ادا کرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے وہ کافی دیر تک ہاتھوں کو ایسے ہی اٹھائے آنکھیں بند کیے دل ہی دل میں خدا سے مانگتی

رہی وقفے وقفے سے اس کے لب ہلکا ہلکا سا مسکراتے جیسے اسے کچھ مانگتے ہوئے شرم آرہی ہو یا پھر خدا سے مانگنا اسے آچھا لگ رہا ہو اور اسے امید ہو کے وہ جو مانگ رہی ہے اسے ضرور ملے گا دعا مانگنے کے بعد اس نے دونوں ہاتھوں کو چہرے پہ پھیراا اور اٹھ کر جائے نماز تہ کر کے پاس پڑی ٹیبل پہ رکھ دیا اور بغیر جوتوں کے گھاس پر ٹہلنے لگی

"میں آپ لوگوں کو بہت یاد کرتی ہو اور میں بہت جلد واپس آرہی ہو بس کچھ دن اور میں نے آپ لوگوں کے بنا یہ دن کیسے گزارے میں بتا نہیں سکتی یہاں پہ آنا میرا شوق تھا لیکن میرے اس شوق نے مجھے آپ لوگوں سے دور کر دیا......"

اس نے گہرا سانس لیا

www.Novelshub.pk

"میں نے پل پل آپ لوگوں کو یاد کیا ہے اب اور انتظار نہیں بہت جلد ہم پھر اکھٹے ہوگے اور حنان اب تو تم نے پولیس فورس بھی جوائن کر لی ہے پولیس یونیفارم میں تم کیسے لگتے ہوگے ؟؟" وہ اپنے تخیل میں حنان سے مخاطب ہوئی

"سب سے زیادہ تمہیں دیکھنے کی جلدی ہے مجھے وہ بھی پولیس یونیفارم میں پتا نہیں اب یہ دن کیسے کاٹے گے ...." اس نے ٹھنڈی آہ بھری

سورج کی سرخی اب آہستہ آہستہ اندھیرے پر غالب آ رہی تھی اور وہ یوہی خود سے باتیں کرتی آہستہ آہستہ ٹہلتی رہی

....

....

اسلام آباد میں سورج مکمل طور پر آسمان پہ چھا چکا تھا لوگ سورج کی روشنی کے ساتھ ساتھ ہی اپنے اپنے روز کے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے لیکن اک وجود ایسا تھا جو ابھی تک اپنے کمرے میں چارپائی پر اوندھے منہ لیٹا خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا روشن دان سے آتی سورج کی کرنیں کمرے کو روشن کیے ہوئے تھیں جس سے کمرے کی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا کمرے کی حالت ایسے تھی جیسے

www.Novelshub.pk

صدیوں سے وہاں کیسی نے صفائی نہ کی ہوئی کونوں میں مکڑی کے جالے لٹک رہے تھے کمرے میں پڑی میز اور کرسیوں پہ مٹی کی تہ جم چکی تھی جگہ جگہ کاغز بکھرے پڑے تھے گندے کپڑوں کو بھی بے ترتیبی سے پھینکا گیا تھا (کہتے ہے گھر عورت سے ہوتا ہے جس گھر میں عورت نہ
ہو اس گھر کا حال اسی طرح ہوتا ہے)

"بھائی............... "کمرے کا دروازہ کھلا اور عابد کی آواز نے کمرے میں چھائی خاموشی کو توڑا

اندر داخل ہوتے ہوئے عابد نے اوندے منہ لیٹے ہوئے وجود کو دیکھا اور اپنا ہاتھ ماتھے پہ مارا اور اس کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولا

"بھائی اٹھے............ "اسکے وجود میں ہلکی سی بھی جنبش نہیں ہوئی تھی

"بھائی اٹھے نہ...... "اس دفعہ عابد نے اس کے کندھے کو زور سے ہلایا

"ہنہہہ......عابی نہ تنگ کرو سونے دو............ "نیند سے بوجھل لہجے میں ہنوز اسی حالت میں کہا گیا تھا

"بھائی اٹھے چیمہ آپ سے ملنے آیا ہے......"

www.Novelshub.pk

"اتنی صبح صبح کیوں ملنے آیا ہے۔۔۔۔اور یہ چیمہ ہے کون ؟؟......... تھوڑے وقفے کے بعد یاد آنے پہ اس نے پوچھا۔۔۔عابد کا دل کیا کے اس کی یاداشت پہ اپنا سر پیٹ لے لیکن وہ صبر کے گھونٹ پی کے رہ گیا

"بتایا تو تھا آپ کو کل جب اس کا بندہ آیا تھا صبح صبح نہیں آیا بارہ بج چکے ہیں......"عابد نے اس کو یاد کروایا

"ہمم۔........ جاو تم آتا ہو میں......"بنا آنکھیں کھولے وہ بولا اٹھنے کی زحمت اب بھی نہیں کی گئی تھی

"اب میں نہیں آؤ گا اٹھانے .... "عابد نے دروازے کے پاس پہنچتے ہوئے بنا مڑے کہا لہجے میں صاف وارنگ تھی کے وہ اب نہین آئے گا جب کوئی جواب نہ آیا تو دروازے کے ہنڈل کو پکڑے اس نے گردن موڑ کے سوئے ہوئے شیر وکو دیکھا اس کے وجود میں ہلکی سی بھی جنبش نہ پا کر اس نے سر جھٹکا اور زور سے دروازہ بند کر کے میٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا جہاں چیمہ صاحب انتظار کی سولی پہ لٹکے ہوئے تھے پیچھے سے شیر وشاہ کی آواز پہ جھٹکے سے اٹھا اور بے یقینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جب حواس بیدار ہوے تو سر جٹک کر فریش ہونے کے لیے واش روم کی طرف بڑھ گیا

....۔

www.Novelshub.pk

ادھر میٹنگ روم میں آے جہاں چیمہ صوفے کے ہتھے پہ اپنا بازوں رکھے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بڑے کروفر سے بیٹھا ہوا تھا تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے کلین شیو کے ساتھ چہرے پہ بیزاریت چھائی ہوئی تھی بار بار اس کی نظریں بایئں ہاتھ پہ پہنی ہوئی قیمتی گھڑی کی طرف اٹھتی اب وہ آنکھیں بند کیے شاید خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا دروازہ کھولنے کی آواز پہ اس نے آنکھیں کھولیں عابد اندر داخل ہوا اور اس کے سامنے رکھے ہوئے صوفے پہ بیٹھ گیا

میٹنگ روم کی حالت اس کمرے سے کافی بہتر تھی شاید اس کی صفائی باقائدگی سی کی جاتی تھی کمرے کے وسط میں آمنے سامنے ڈبل سیٹ صوفے رکھے گے تھے درمیان میں جدید طرز کا شیشے کا میز پڑا ہوا تھا میز کے اوپر خوبصورت سا شیر کی طرح کا ڈیکوریشن پیس رکھا گیا تھا دیواروں پہ بھی شیر کی پینٹنگز لگا رکھی تھیں جس صوفے پہ وہ برجمان تھا اس صوفے کے بلکل سامنے والی دیوار پہ رمض شہریار کی تصویر پورے وثوق کے ساتھ قابض تھی جو دیکھنے والے کو اک دفعہ تو ضرور اپنی طرف متوجہ کرتی تھی وہ تصویر میں دریا کنارے کھڑا تھا۔۔۔دریا کنارے پانی کی لہروں پہ۔۔۔ماتھے پہ کالی پٹی پہنے۔۔۔دائیں پاوں کو بائیں پاوں سے تھوڑا آگے فاصلے پر رکھے ۔۔۔بائیں ہاتھ کو جینز کی پاکٹ میں ڈالے۔۔۔دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں ماچس کی سٹک کو پکڑے۔۔۔۔۔اور چہرے پہ مسکراہٹ لیے وہ سامنے دیکھ رہا تھا مسکرانے سے اس کی آنکھوں میں اک انوکھی سی چمک تھی جو اس کی آنکھوں کو دلکش بنا رہی تھی وہ کسی فلم کا خوبصورت ہیرو تو

www.Novelshub.pk

نہیں لیکن خوبصورت ساویلن ضرور لگ رہا تھا کمرے کے کونوں میں پھولوں کے گلدان رکھے گے تھے چھوٹا سا کمرہ زیادہ خوبصورت تو نہیں لیکن گزارے لائق ضرور تھا

"کب آے گا وہ؟؟؟؟" لہجے میں بیزاریت لیے پوچھا گیا

"آجاتے ہیں بس تھورا انتظار اور کر لو............" عابد نے بھی اسی کا لہجہ اپنایا

دروازہ کھولنے کی آواز پر دونوں دروازے کی طرف متوجہ ہوئے عابد تو فورا کھڑا ہو گیا لیکن چیمہ صاحب اسی حالت میں صوفے پر براجمان رہے صرف دیکھنے پہ ہی اکتفا کیا گیا تھا
رمض شہریار عرف شیرو ماتھے پہ پٹی باندھے ہاتھوں کو پینٹ کی پاکٹس میں ڈالے شان بے نیازی سے چلتا ہوا اسی کے انداز میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اس کے سامنے آ کے بیٹھ گیا اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے اور عابد شیرو کے پیچھے کھڑا جانچتی نگاہوں سے چیمہ صاحب کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا

""ہمم۔۔۔ چیمہ صاحب خریت ہے؟؟؟ آج یہاں کیسے تشریف لے آئے؟؟؟؟" بات کا آغاز شیرو نے کیا

"کام کے سلسلے میں آیا ہو ویسے کوئی شوق نہیں تھا مجھے یہاں آنے کا........." وہ اس کی طرف دیکھتے ناک چڑھاتے ہوئے بولا نگاہیں مسلسل شیرو کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں

www.Novelshub.pk

"کیا کام ہے بولو................"

"میرے اک بندے سے ہیرے لانے ہے تمہیں............"

"تم غلط پتے پہ آئے ہو چیمے میں صرف ہڈیاں توڑتا ہو لوگوں کی ایسے کام مجھے زیب نہیں دیتے............
" اپنے بارے میں اسے سنجیدہ لہجے میں بتایا گیا تھا

"جانتا ہو............ لیکن یہ کام صرف تم کرسکتے ہو اسے لیے تمہارے پاس آیا ہو......"چیمے نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟؟؟؟"

"ان کی خبر لیک ہو چکی ہے پکڑے جانے کا خطرہ ہے۔۔۔۔۔وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا اور جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے تم ان خطرے والے کاموں کو دل وجان سے کرنے کے شوقین ہو تم وہ ہر کھیل کھیلتے ہو جس میں چور سپاہی دونوں ہو........."وہ شیرو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

www.Novelshub.pk

"کیا نہیں ہو؟؟؟؟"

"یہ تو پتا کروالیا کیا یہ پتا نہیں کروایا کے میں بنا معاوضے کے کام نہیں کرتا؟...........وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔شیرو کی بات پہ وہ تھوڑا آگے ہو کے بیٹھا

"آج کے دور میں بنا معاوضے کے کام کرتا اور کرواتا کون ہے؟؟؟ "سوال کے بولے میں سوال کیا گیا تھا

شیرو نے اس کی بات کو سمجھتے ہوئے ہلکا سا سر ہلایا

"تو پھر ٹھیک ہے تمہارا کام اک نیا ایڈونچر سمجھتے ہوے کر دو گا کہتے ہے کہ "زندگی میں کچھ نیا بھی کرنا چاہیے" چلو ہم بھی اب کچھ نیا کرتے ہے کیوں عابد؟؟؟ "اس نے پیچھے کھڑے عابد کی بھی رضامندی چاہی

"جیسے آپ کو مناسب لگے بھائی.........."عابد مودبانہ لہجے میں بولا (ایسے جیسے کسی لڑکی سے اس کی شادی کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ چہرے پہ بنا کوئی تاثر لائے کہہ دے "جیسے آپ کو مناسب لگے" جبکہ اندر سے لڈو پھوٹ رہے ہو)

www.Novelshub.pk

"ویسے بھی چیمے تم امید اور یقین کے ساتھ آئے ہو میرے پاس۔۔اس لیے تمہارہ یہ کام کر دو گا کیونکہ میں کیسی کے بھی یقین اور امید کو ٹوٹنے نہیں دیتا لیکن......"وہ لیکن پہ زور دیتے ہوئے بولا

"میں کام کی گارنٹی نہیں دو گا کام ہو گیا تو ٹھیک نہ ہوا تو تمہاری قسمت..........."

"ٹھیک ہے جو ہوا دیکھا جائے گا........."وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا اور پھر وہ شیر و کو ہیروں کے بارے میں بتانے لگا تھا

"تھانے میں جو نیا اے ایس پی آیا ہے اس کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرو عابد..........."
چیمے کے جانے کے بعد شیر و عابد سے مخاطب ہوا تھا

"جی بھائی ابھی سے کرتا ہو..........."
عابد کہتے ہوئے باہر نکل گیا تھا

وہ وہی صوفے پہ ٹانگیں لمبی کیے لیٹ گیا اور اپنے نئے ایڈونچر کے بارے میں سوچنے لگا
یہ اس کا پہلا ایڈونچر اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا وہ اس سے بے خبر اپنی ہی سوچوں میں گم نیند کی وادیوں میں چلا گیا تھا

www.Novelshub.pk

بڑا عشق عشق تو کرنا اے

کدی عشق دا گنجل کھول تے سعی

تینوں مٹی وچ نہ رول دیوے

دو پیار دے بول بول تے سعی

سکھ گھٹ تے درد ہزار ملن

کدی عشق نوں تکڑی تول تے سعی

تیری ہستی آنکھ وی پیچھ جاوے

www.Novelshub.pk

کدی سانوں اندروں پھول تے سی

(وارث شاہ)

"کہاں رکھی تھی؟؟یہی تو رکھی تھی "...........حیانور اپنے سٹڈی ٹیبل پہ پہ پڑی کتابوں کو ادھر ادھر کرتے ہوئے خود سے ہی بڑبڑا رہی تھی

"کہاں گئی اب ؟؟؟خدا کے لیے مل جاؤ بس نکل جائے گئ پہلے ہی لیٹ ہو آج ....امییییی......... "وہ جنجھلاتے ہوئی بولی

"کیا ہوا ہے حیابی بی ؟؟؟"نسرین کھلے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے بولی

"نسرین تم نے دیکھی ہے یہاں پیلے رنگ کی اک فائل پڑی ہوئی تھی".........حیانے شکر کا سانس لیا کے کوئی تو آیا ہے اس کی مدد کے لیے

"نہیں حیابی بی میں نے تو نہیں دیکھی جی"

"تو پھر لینے کیا آئی ہو یہاں پہ"؟؟؟اسنے غصے سے نسرین کی طرف دیکھا

"وہ تو جی مجھے چھوٹی بیگم حاحبہ نے بولا تھا آپ ان کو بلا رہی تھی نہ"............نسرین نے حیرانگی سے اس کی طرف

www.Novelshub.pk

دیکھتے ہوئے جلدی جلدی صفائی دی کہیں مزید ہی نہ کچھ کہہ دے

"اچھا جاؤ امی سے پوچھ کے آؤ کہیں انھوں نے نہ آگے پیچھے کر دی ہو ".........

"اچھا جی حیا بی بی "............

"بی بی جی وہ......" وہ جاتے ہوئے اچانک کچھ یاد آنے پہ مڑی

"کیا ہے اب نسرین........."

وہ جی یاد آ گیا بی بی جی "........

"کیا یاد آ گیا؟؟؟؟" حیا نے نسرین کی طرف دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیا اک تو وہ پہلے ہی پریشان تھی اوپر سے نسرین اس کو اب تجسس میں ڈال رہی تھی

"وہ جی بی بی جی......

بول بھی دو اب یہ بی بی جی بی بی جی کیا لگا رکھا ہے "......... اب کی بار وہ تھوڑا اونچا بولی تا کہ اس کی بی بی جی کی

رٹ تو ختم ہو

www.Novelshub.pk

"وہ کل الیان صاحب آئے تھے آپ کے کمرے میں جب وہ نکلے تھے تو ان کے ہاتھ میں تھی اک پیلے رنگ والی فائل"

اب کی بار وہ بھی بی بی جی کہے بنا اک ہی سانس میں جلدی جلدی بولی کہ کہیں وہ اب زیادہ نہ اس پہ چلانا شروع کر دئے

"شکر ہے تمہیں یاد تو آیا...... میرا بیگ اور چادر لے کے نیچے آؤ جلدی"......... وہ نسرین سے کہتی ہوئی تیز تیز قدم اٹھاتی الیان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

....

حیا نے جھٹکے سے الیان کے روم کا دروازہ کھولا اور شکر ادا کیا کے لاک نہیں تھا اکثر وہ اپنے کمرے کو لاک کر کے سوتا تھا وہ بیڈ پہ منہ تک کمبل اوڑھے بے خبر سویا پڑا تھا کالج سے آف تھا اس کا اس لیے وہ ابھی تک سویا ہوا تھا

"الیان اٹھو۔ میری فائل دو وہ بہت ضروری اسئیمینٹ ہے میری آج لاسٹ ڈیٹ ہے مجھے جمع کروانی ہے".........

حیا اس کے منہ سے کمبل ہٹاتی تفصیل سے بتانے لگی کہ شاید وہ اٹھ کے دیں دے لیکن وہ تو مردوں سے شرط لگا کے سویا ہوا تھا زرا سا بھی ٹس سے مس نہ ہوا

"الیان پلیز اٹھ کے دے دو نہ میری بس نکل جائے گی"......... اب کی بار وہ گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے منت کرتے ہوئے بولی لیکن اسے پھر بھی شرم نہ آئی اور وہ ہنوز اس طرح سوتا بنا

"اللہ پوچھے الیان تمہیں"......... جب اسے لگا کے یہ اب اسے نہیں اٹھے گا تو وہ پاؤں پٹختے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی

"الیان ن"............ عثمان صاحب کی روعب دار آواز اسے کمرے میں سنائی دی تو وہ جلدی سے اپنے اوپر سے کمبل ہٹاتا بیڈ سے اوٹھ کر نیچے کھڑا ہو گیا

"جی جی بابا جان"......... وہ اٹھ تو حیا کے آنے سے ہی گیا تھا لیکن اسے تنگ کرنے کے لیے میسا بنا رہا اب عثمان صاحب کو اپنے کمرے میں دیکھ کر صیح ہوش اوڑھے تھے اس کے

"حیا بیٹا کی فائل لے کے باہر آؤ پانچ منٹ ہے تمہارے پاس"......... وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے اور باہر ناشتے کی ٹیبل کی طرف بڑھ گے

www.Novelshub.pk

پیچھے سے الیان نے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے گہرا سانس لیا اور خود کو پر سکون کیا اور فائل پکڑے (جو کہ اس نے اپنے تکیے کی نیچے رکھی ہوئی تھی) ناشتے کی ٹیبل کی طرف بڑھ گیا تھا

....

"یہ لو حیا"......... ڈائینگ روم میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا حیا کے پاس گیا جو عثمان صاحب کے پاس کھڑی ناخن چباتے ہوئے بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی الیان نے فائل اس کی طرف بڑھائی

"میبوٹ چھپکلی"............وہ حیا کی طرف دیکھتے ہوئے دل میں بولا اونچا بول کر وہ مذید مصیبعت کو دعوت نہیں دے سکتا تھا

"بابا جان بس تو نکل گئی اب میں کیسے جاؤ گئی" حیا عثمان صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی

"حنان بیٹا آپ چھوڑ دو گے نہ حیا بیٹی کو؟؟؟؟" عثمان صاحب نے اپنے پاس بیٹھے ناشتہ کرتے ہوئے حنان سے پوچھا

"جی جی کیوں نہیں میں چھوڑ دو گا چلو حیا"......... حنان تابعداری سے اٹھتا ہوا بولا

"الیان تمہیں کتنے دن کا آف ہے کالج سے؟؟؟" عثمان صاحب الیان سے مخاطب ہوئے

"تین دن کا بابا جان "......

www.Novelshub.pk

"ہمم تو بیٹا جی آپ تین دن گھر سے باہر نہیں نکلے گ ئے اور نہ ہی آپ کا کوئی دوست گھر آ ئے گا"......... وہ بنا اس کی طرف دیکھے ناشتا کرتے ہوئے بولے

عثمان صاحب کے بات پہ اس کا منہ کھولے کا کھولا ہی رہ گیا تھا

"• منہ تو بند کروانکل ابھی تو میرا ابھی بدلہ باقی ہے"......پاس سے گزرتے ہوئے حنان نے اس کے کان کے نزدیک سر گوشی کی اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے

"حیا مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی"......وہ پاس سے گزرتی حیا سے دھیمی آواز میں بولا

"الیان مجھے بھی تم سے یہ امید نہیں تھی".........وہ بھی اسے اسی کے انداز میں کہتی حنان کے پیچھے چل دی
پیچھے سے وہ بھی دونوں کو برا بلا کہتے ہوئے منہ لٹکا کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا

....

ہر کوئی میرا ہو جائے

www.Novelshub.pk

ایسی میری تقدیر نہیں

میں وہ شیشہ ہو

جس کی کوئی تصویر نہیں

درد سے رشتہ ہے میرا

خوشیاں میرا نصیب نہیں

مجھے بھی کوئی یاد کرے

میں اتنا بھی خوش نصیب نہیں

(نامعلوم)

www.Novelshub.pk

آج اسلام آباد کے موسم کا ارادہ کھل کے برسنے کا تھا بادلوں نے ہر سو بسرا کر رکھا تھا سورج کہیں چھپ سا گیا تھا بادلوں میں ٹھنڈی ہوائیں بھی بادلوں کا بھرپور ساتھ دے رہیں تھیں ہر طرف چھائے بادل اور ہوا سے لہلہاتے درخت

ماحول کو خوش گوار بنا رہے تھے ایسے میں امیر لوگ تو سڑکوں پر نکل آے تھے موسم سے لطف اندوز ہونے اور خود کو پر سکون کرنے جب کے غریب لوگ اپنے اپنے کاموں کو نبٹانے کی جلدی میں تھے تا کے بادل برسنے سے پہلے ہی وہ اپنے اپنے آشیانوں کی طرف بڑھ سکیں ہر سو افرا تفری کا عالم تھا وہ اس سب سے انجان اپنے گھر میں اپنی تیاری کو مکمل کرنے میں مصروف تھا یہ وہ پہلی دفعہ کرنے لگا تھا نہ تو وہ ڈر رہا تھا اور نہ ہی گھبرا رہا تھا اسنے ڈرنا کب سیکھا تھا بلکہ وہ تو ڈراتا تھا لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں اس کا دل بے چین سا تھا اپنی اس کفیت کو وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا لیکن وہ پھر بھی دل کو ڈپٹے اپنے دماغ کی مانتے ہوئے اپنی کام میں مصروف رہا دروازہ کھولنے کی آواز پر وہ اک لمحے کے لیے روکا اور مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر سے ویسے ہی اپنے کام میں مصروف ہو گیا دروازہ کھول کر عابد اندر داخل ہوا تھا اور اس کے پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا

"کیا انفارمیشن لائے ہو اس اے ایس پی کے بارے میں "......... وہ مصروف سا بولا

"بھائی وہ بہت اچھا ہے "......... وہ شیرو کی تیاری کو دیکھتے ہوئے بولا لہجے میں شرارت تھی تو.........

"اور خوبصورت بھی ماشااللہ سے بہت ہے اک دفعہ دیکھ لے تو دل کرتا ہے بار بار دیکھے "........

www.Novelshub.pk

"عابد کام کی بات بتاؤ میں نے اس کا رشتہ لینے نہیں جانا جو تم مجھے اس کی اچھائیاں بتا رہے ہو".........وہ بھی عابد کی شرارت کو سمجھ گیا تھا اس لیے وہ بھی اسی کے انداز میں بولا

"بھائی نام اس کا حنان مرتضی احمد ہے ایماندار پالیس آفیسر ہے وہ سنجیدہ سا اور نرم گو ہے لیکن مجرموں کے معملے میں سخت بھی بہت ہے جدی پشتی کاروباری لوگ ہیں اسے پولیس فورس میں انٹرسٹ تھا اس لیے اس نے پولیس فورس کو جوائن کیا ہے......"اب کی بار وہ سیدھی بات پہ آتا تفصیل بتانے لگا

"ٹھیک ہے تمہاری طرف سے ساری تیاری مکمل ہے ؟؟؟؟"شیر و نے اپنے پسٹل کو ریلوڈ کیا اور پیچھے اپنی پینٹ میں آڑھ سا اب وہ جانے کے لیے بلکل تیار تھا

"جی بھائی ".........عابد اس کی تیاری کو سر تا پیر دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں اس کی نظر بھی اتار رہا تھا

اس نے بلیک پینٹ کے اوپر بلیک شرٹ پہن رکھی تھی جو کے بلکل ہی سادہ تھی اور اس شرٹ کے اوپر اس نے بلیک ہی اپر پہنا ہوا تھا جس کی زیپ آگے سے کھولی ہوئی تھی پاؤں میں کالے ہی جو گرز پہن رکھے تھے اور ماتھے پہ بھی کالی پٹی باندھی ہوئی تھی جو کی وہ ہمیشہ باندھے رکھتا تھا اور چہرے پہ ہلکی سی بڑھی ہوئی داڑھی اسے پر کشش بنا رہی تھی وہ زیادہ خوبصورت تو نہیں تھا لیکن پھر بھی اک دفعہ دیکھنے والا اس کو مڑ کر دوسری دفعہ ضرور دیکھتا تھا اس کے نین نقش میں کشش تھی جو دوسرے کو اپنی طرف دیکھنے پہ مائل کرتی

تھی اس کی آنکھوں کا رنگ عام سا تھا لیکن غصے میں اس کی آنکھیں ہلکی سی بلیو ہو جاتی تھیں جو دیکھنے والے کے ہوش تک اڑا دیتی تھیں

"کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو گئی ؟؟؟؟؟؟" وہ میز سے بائیک کی چابی اٹھاتے ہوئے بولا

"نہیں ہو گئی........." عابد بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

"اگر ہوئی تو......... شیر و نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھا

تو عابد سب سنبھال لے گا"...... وہ دوبدو بولا

"ایڈہ تو آیا ہاشم کردار"......... شیر و اسے کہتا ہوا باہر نکل گیا وہ جانتا تھا بلکہ اس کو یقین تھا اگر کوئی مسلئہ یا کوئی بھی گڑبڑ ہوئی تو واقعی ہی عابد سب سنبھال لے گا

شیر و کے جاتے ہی وہ بھی اپنے کام میں مصروف ہو گیا کیونکہ اسے بھی نکلنا تھا

اس کے پیچھے وہ۔۔۔

اس کو اکیلا کیسے جانے دے سکتا تھا

....

www.Novelshub.pk

بولیس سٹیشن میں بھی روز کی گہما گہمی جاری تھی اے ایس پی حنان اپنے آفس میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اپنے ہی خیالوں میں گم تھا آجکل کوئی خاص کیس چل نہیں رہا تھا تھانے میں اس لیے ہی وہ ریلکس سا بیٹھا ہوا تھا

"اسلام علیکم! سر"......... انسپکٹر اسلم کی آواز پہ وہ اپنے خیالوں سے نکلا سیدھے بیٹھتے ہوئے اس نے سلام کا جواب دیا

"سر ڈی ائی جی نے اک فائل بھیجی ہے"......... اسلم نے فائل حنان کی طرف بڑھائی

"سر ان کا حکم ہے کے اس کے بارے میں تحقیق کی جائے سر باظاہر تو یہ اک بزنس مین ہے لیکن ان کو اس پر شک ہے کے یہ کسی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہے اس لیے وہ چاہتے ہے کے آپ اس کے بارے میں تحقیق کرے اور پتا لگوائے کے واقعی ہی یہ بھی ملک کا اور عوام کا مجرم ہے کہ نہیں"............... اسلم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"شفقت چیمہ "......... حنان نے اسلم کی بات سننے کے بعد فائل کھولی اور فائل کے پہلے صفحے پہ ہی اس کے لکھے گے نام کو با آواز پڑھا اور پھر اس کی فائل کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا اور اسلم ویسے ہی مودبانہ انداز میں وہی پہ کھڑا رہا تھا

....

www.Novelshub.pk

زندگی میں تعلق ہوتا ہے

تعلق میں زندگی نہیں

کچھ لوگ غلطی سے

زندگی کو تعلق سمجھ بیٹھتے ہیں

تعلق ٹوٹنے پر خود بھی ٹوٹ جاتے ہیں

اسی طرح

زندگی میں محبت ہوتی ہے

محبت میں زندگی نہیں ہوتی

زندگی میں حادثہ ہوتا ہے

جناح سپر مارکیٹ میں معمول کارش تھا رمض شہریار سر پہ ہڈی پہنے جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے ہجوم میں سے راستہ بناتا گزر رہا تھا اس کی آنکھیں ہجوم میں کسی کی متلاشی تھیں وہ اپنے ارد گرد چلتے ہر شخص کا بڑی غور سے جائزہ لے رہا تھا لیکن پھر بھی جس کی تلاش تھی وہ کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا

("وہ کہاں کس جگہ ہو گا کوئی بھی نہیں جانتا تمہیں خود اسے بھیڑ میں ڈھونڈنا ہے")

چیمے کے ساتھ ہوئی ملاقات کے دوران ہونی والی گفتگو کے الفاظ اس کے ذہن میں گونج رہے تھے کے اچانک اس کی نظر من ہائز کی سیڑھیوں پہ بیٹھے اک نفوس پہ جا رکی جو کے بلکل شیر و جیسے حلیے میں تھا فرق

صرف اتنا تھا کے اس نے سر پر ہڈی نہیں پہنی ہوئی تھی اس کے چہرے پہ ماسک تھا اس کو دیکھتے ہی شیر و کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ نے اپنی جھلک دیکھائی تھی شاید جیسے وہ ڈھونڈ رہا تھا وہ اسے مل گیا تھا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھنے لگا اس کی نزدیک پہنچ کر وہ رکا

"CKDH"

شیر و اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی آواز میں بولا

پاس سے آتی دھیمی سی آواز پہ اس نے اپنی نظریں اٹھائیں جو کے پہلے زمین کو گھور رہی تھیں اب وہ شیر و کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں اس نفوس نے شیر و کو اک نظر دیکھنے کے بعد اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے اک تھیلی نکالی اور اور بنا کچھ کہے شیر و کی طرف بڑھا دی شیر و نے اک نظر اپنی طرف بڑھی ہوئی تھیلی کو دیکھا اور پھر اس نے اس سے تھیلی لے کر اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ڈال لی شیر و کے تھیلی پکڑتے ہی وہ شخص اٹھا اور اندر دکان میں چلا گیا
پیچھے سے شیر و بھی کندھے اچکاتا ارد گرد دیکھتا جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا اب اس کا رخ جیمے کے ٹھکانے کی طرف تھا -

....

"رک جاؤ شیر و...... اتنی بھی کیا جلدی ہے"

www.Novelshub.pk

مغرب کے بعد کا وقت تھا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا بادلوں نے بھی آسمان پر بسرا کیا ہوا تھا اور برسنے کو بے تاب تھے سڑک ویران تھی اور اس کے ارد گرد گھنے درخت تھے اس وقت سڑک پر اس کے علاوہ کوئی اور نظر نہیں آ رہا تھا وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چیمے کی بتائی ہوئی جگہ پر جا رہا تھا جب پیچھے سے آتی آواز پہ وہ رکا وہ مڑا نہیں تھا آواز دینے والے کو اس کے سامنے آنا پڑا

"کہا جا رہے ہو شیرو"؟؟؟ اس نے شیرو کے سامنے آتے ہی نرمی سے پوچھا

"یہ کالا بیلا ہے کون؟ پوچھ ایسے رہا ہے جیسے میں اس کے "مامے کا پتر ہوں"......... اس کو حیرت سے دیکھتے ہوئے شیرو نے سوچا جو اس کو مسلسل دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا

"جہاں بھی جا رہا ہو تم سے مطلب...... تم نے ساتھ چلنا ہے کیا؟؟؟" شیرو اسے گھورتے ہوئے بولا
"جس چیز کو تم لے کے جا رہے ہو نہ وہ شرافت سے میرے حوالے کرو"...... اس نے شیرو کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائی
جیسے وہ ابھی اس کے اوپر رکھ دے گا
اس دفعہ اس کی آواز بھی تھوڑی سخت تھی
شیرو نے حیرت سے اس کی بڑھی ہو ہتھیلی کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو

www.Novelshub.pk

"واقعی میں رکھ دو گا اتنا یقین ہے تمھیں"

"شرافت تو میرے پاس ہے ہی نہیں کیسے دو میں تمہیں شرافت کے ساتھ ؟؟؟" وہ معصومیت سے بولتا ہوا اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس کا اسطرح معصومیت سے دیکھنا سامنے والے کو تعیش میں مبتلا کر گیا تھا

"چپ چاپ ہیرے دے دو مجھے ورنہ......"

"ورنہ کیا کر لو گے تم"............اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی شیر و نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

"ورنہ چھین لو گا تم سے ......"وہ بھی شیر و کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا دانت چبا کر بولا تھا

"تو چھین لو پھر"......کمال بے نیازی سے کہا گیا تھا

"بلیک ٹائیگر سے الجھ رہے ہو تم......جو بلیک ٹائیگر سے الجھتا ہے وہ منہ کی کھاتا ہے کیونکہ بلیک ٹائیگر کتوں کو بھی اس کی ہڈیاں نصیب نہیں ہونے دیتا آخری دفعہ کہہ رہا ہو ہیرے مجھے دے دو".........

وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا لیکن شیر و تو اِس کے خود کو بلیک ٹائیگر کہنے پہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے ہی جارہا تھا کہ

کہاں سے یہ بلیک ٹائیگر لگتا ہے ؟ اسکا حلیہ اور رنگ تو کالے بلے جیسا ہے

خود کو کہہ کیا رہا ہے ؟

"بلیک ٹائیگر"

www.Novelshub.pk

بیچارہ ٹائیگر بھی اسے دیکھ کے ڈر جائے گا اور شرم سے ڈوب مرے گا ٹائیگرز کا تو نام بدنام کر رکھا ہے ایسے لوگوں نے۔۔ شیرو نے تاسف سے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے سوچا

"تم دے رہے ہو یا پھر تمہاری ہڈیوں کا بھی سرمہ بناؤ میں ؟؟........."شیرو کو اپنی طرف گھورتے دیکھ کر اس دفعہ وہ بولا نہیں بلکہ دھاڑا تھا سامنے بھی شیرو تھا جو اس کی دھاڑ سے ڈر جاتا ناممکن تھا کیونکہ وہ ڈرتا نہیں ڈراتا تھا

"کب سے بھونکے ہی جا رہے ہو کالے بلے عمل بھی تو کرو"...... شیرو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے اکسایا کہ "کچھ کر پھر تجھے بتاتا ہو میں"

شیرو کی بات نے اسے شیرو کو مکا مارنے پہ مجبور کر دیا تھا آخر اس کی بھی عزت کا سوال تھا لیکن ہائے رے اس کی قسمت سامنے کوئی اور نہیں شیرو تھا جس نے اس کے مکے کو ہوا میں ہی روک دیا تھا

"آج تک کسی نے شیرو پہ ہاتھ اٹھانے کی ہمت نہیں کی تمہاری اتنی ہمت کے تم شیرو پہ ہاتھ اٹھاؤ"

........وہ دانت پیستے ہوئے بولا اور ساتھ ہی اپنی پوری طاقت سے اس کے ہاتھ کو بھی جھٹکا

شیرو کے ہاتھ جھٹکنے پہ درد کی اک تیز لہر اس کے بازو میں اٹھی تھی

وہ بھی کالا بلا مطلب بلیک ٹائیگر تھا اتنی جلدی ہار نہیں مان سکتا تھا اب کی بار وہ بولا تو کچھ نہیں تھا پر شیرو کی بات پہ عمل کرتے ہوئے بولنے کے بجائے اس نے دوبارہ حملہ کیا جو کہ پھر ناکام ٹھہرا لیکن اس نے بھی ہمت نہ ہاری اور مسلسل شیرو پہ حملہ کرتا رہا جو کہ ہر دفعہ ناکام ہی ٹھہرتا کیونکہ شیرو بڑی مہارت سے اس کے ہر وار کو روک رہا تھا وہ خود اس پہ حملہ نہیں کر رہا تھا صرف اس کے وار سے خود کو محفوظ کر رہا تھا شاید وہ اس کو

مارنے کے موڈ میں نہیں تھا یا پھر وہ اسے مارنا ہی نہیں چاہتا تھا جب بلیک ٹائیگر کو لگا کہ اس طرح سے وہ اس سے ہیرے نہیں چھین پائے گا تو وہ تھک کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اس کے روکتے ہی اس کی نظر سامنے سے آتی لڑکی پر پڑی جو کندھوں پہ شال کو لپیٹے ہاتھ میں موبائل پکڑے اور کانوں میں ہینڈ فری لگائے بنا آس پاس دیکھے اپنے آپ میں گم بے فکری سے چل رہی تھی شیرو تو اسے نہیں دیکھ سکتا تھا کیونکہ وہ اس کے پیچھے سے آرہی تھی

بلیک ٹائیگر کی اس لڑکی پہ نظر پڑتے ہی شیطانی مسکراہٹ نے اس کے چہرے پہ احاطہ کیا جو کے شیرو نے بھی دیکھ لی تھی شیرو کے سمجھنے سے پہلے ہی وہ لڑکی ان کے پاس سے گزرنے ہی لگی تھی کہ بلیک ٹائیگر نے جھٹکے سے اس اپنی طرف کھینچا اور لمحے کی بھی دیر کیے بنا اپنی جیب سے پسٹل نکال کر اس پہ تانی وہ جو اپنے ہی خیالوں میں گم مست ہو کہ چل رہی تھی اچانک اس افتاد پہ بوکھلا گئ ہاتھ میں پکڑا موبائل نیچے زمین پہ گر گیا تھا وہ بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے کبھی اپنے سر پہ تانی پسٹل کو دیکھ رہی تھی تو کبھی سامنے کھڑے رمض شہریار کو

"اس لڑکی کی جان دے گا یا ہیرے ؟؟ "اس نے سیدھی بات کی تھی کیونکہ اس کو جلدی یہاں سے نکلنا تھا تاکہ کوئی اور نہ آجائے لیکن شیرو اسے مسلسل لٹکا رہا تھا

وہ جو مسلسل اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو بے یقینی سے دیکھے جا رہا تھا اور سوچ ہی رہا تھا کہ یہ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہے ؟

اس کی بات پہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا

www.Novelshub.pk

"لے لے اس کی جان کیونکہ ہیرے تو میں تمہیں دینے والا نہیں............" وہ لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی وہ اس لڑکی کے (اپنی کہی ہوئی بات پہ) تاثرات جانچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ واویلا مچائے گئی لیکن اس بیچاری نے کیا واویلا مچانا تھا وہ تو ابھی تک بے یقینی سے اس کی طرف دیکھے ہی جا رہی تھی وہ ان کی باتوں کو نہیں بلکل اپنے ساتھ ہونے والی صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اس کے کچھ نہ بولنے پر شیرو کو حیرت ہوئی تھی اسے لگا تھا شاید یہ ابھی بولے گی کہ "مجھے بچا لو اسطرح مت کہو" لیکن وہ تو بلکل ساکت کھڑی بس آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے ہی جا رہی تھی اس طرح اس کے دیکھنے سے شیرو کو کوفت ہو رہی تھی

وہ جو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ اس لڑکی کی جان کے بدلے وہ ہیرے دیں دے گا شیرو کے اس طرح کہنے پہ دھچکا ہی تو لگا تھا اسے لیکن وہ پھر بھی گویا ہوا

"سوچ لو شیرو بے گناہ کی جان جائے گی تمہاری وجہ سے ".........

"بھائی جلدی نکلے پولیس پہنچنے والی ہے"......کان میں لگے بلیوٹوتھ سے اسے عابد کی آواز سنائی دی جو دور کھڑا ساری کاروائی دیکھ رہا تھا اور پولیس پہ بھی نظر رکھے ہوئے تھا شاید اس پتا تھا کہ یہاں پولیس آئے گی عابد کے کہنے کی دیر تھی کہ اس نے لڑکی کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور بلیک ٹائیگر کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اک زور دار مکا اس کے منہ پہ مارا مکا اتنی زور کا تھا کہ وہ منہ کے بل زمین پہ گرا اور ہاتھ سے پسٹل چھوٹ کر دور جا گری شیرو نے جلدی سے جیب سے ہیرے نکال کر اس کی طرف پھینکے لڑکی کا بازو اس نے

www.Novelshub.pk

ابھی تک پکڑ رکھا تھا وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ شیر و نے پھر اپنے دائیں پاوں سے زور دار ٹھوکر اس کے پیٹ میں ماری اک درد سے بھری کراہ اس کے منہ سے نکلی تھی اور وہ وہی لیٹتا چلا گیا

"جلدی کریں بھائی"...... اسے پھر سے عابد کی آواز کان میں سنائی دی وہ اسی طرح لڑکی کا بازو پکڑے سڑک کے کنارے لگے گھنے درختوں کی اوٹ میں ہو گیا وہ بھی کسی بے جان گڑیا کی طرح اس کے ساتھ کھنچتی چلی گی اس طرح کی صورتحال میں اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی مفلوج ہو جاتی تھی

وہ جو زمین پہ اوندھے منہ لیٹا ہوا درد سے دوہرا ہو رہا تھا شیر و کے جاتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سامنے سے آتی پولیس کو دیکھتے ہوئے اس کے صیح معنوں میں ہوش اڑے تھے سامنے اے ایس پی حنان اپنے اہلکاروں کے ساتھ ہاتھ میں گن پکڑے اس کی طرف بڑھ رہا تھا

"جو بھی ہو تم ہلنا مت"......... اے ایس پی حنان اس کے پاس آ کے بولا اور جھک کر اس کے پاس پڑی ہوئی تھیلی کو اٹھایا باقی اہلکار اس کے گرداب دائرے کی شکل میں کھڑے ہو چکے تھے

"ہیرے ۔۔اسلم خبر درست تھی یہ ہیرے ہی ہے"...... حنان نے تھیلی کے اندر دیکھتے ہوئے انسپکٹر اسلم سے کہا

" پکڑ لو اسے اسلم حوالات کی سیر کرواؤ اسے ہیروں کے بارے میں باقی کی انفارمیشن اس چور سے حوالات میں ہی لے گ ئے"...... خنان نے کہتے ہوئے تھیلی کو دوبارہ بند کیا اور وہ بھی اسلم کی طرف بڑھا دی

"مجھے چھوڑ دو ورنہ اچھا نہیں ہو گا اے ایس پی "......... اپنے چاروں طرف پولیس کو دیکھ کہ وہ جان چکا تھا کہ وہ پھنس چکا ہے وہ بھی بری طرح لیکن پھر بھی دھمکی دینے سے باز نہیں آیا تھا

www.Novelshub.pk

"کیا اچھا نہیں ہو گا؟؟ دیکھ لے گے تو چل تو سہی ہمارے ساتھ "......... حنان کے بجائے اسلم اسے ہتھکڑی لگاتے ہوئے بولا تھا

"سر یہ موبائل بھی پڑا ہوا تھا وہاں ...."اک پولیس اہلکار ہاتھ میں موبائل پکڑے اس کے پاس آیا اور موبائل حنان کی طرف بڑھایا

موبائل کو دیکھتے ہی حنان کو دھچکا لگا تھا وہ جلدی جلدی موبائل کو الٹا سیدھا کرتے دیکھنے لگا

"یہ تو حیا کا ہے "...... صدمے کے مارے اس کے منہ سے دھیمی سی آواز نکلی تھی

"جی سر کچھ کہا آپ نے "۔۔۔۔ پاس کھڑے اہلکار کو اس کی بات سمجھ نہ آئی تو وہ پوچھ بیٹھا

حنان نے اس کی طرف دیکھا اور نفی میں سر ہلایا

"اسلم اسے دھیان سے لے کے تم جاؤ میں کچھ دیر تک پہنچ جاؤ گا"...... کچھ سوچتے ہوئے اس نے اسلم سے کہا

"جی سر...... لیکن سر آپ کیوں نہیں آرہے ؟؟ خیریت تو ہے نہ سر؟؟"اسلم اس کے چہرے پہ پریشانی دیکھتے ہوئے بولا

"ہاں ۔۔۔ اسلم میں تجھ پہ بھروسہ کر کے اس کو تمہارے ساتھ بھیج رہا ہو کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے سمجھے "۔۔۔ اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے اس نے اسلم کو تنبیہ کرنا بھی ضروری سمجھا تھا

"جی سر فکر نہیں کرے آپ میں مایوس نہیں کرو گا آپ کو"۔۔۔ وہ تابعداری سے کہتا ہوا بلیک ٹائیگر کی طرف مڑ گیا

www.Novelshub.pk

اور دوسرے اہلکاروں کو بھی چلنے کا اشارہ کیا وہ اسے لیے پولیس وین کی طرف بڑھ گے جو کہ تھوڑی دور فاصلے پر کھڑی کی گئی تھی

ان کے جاتے ہی اس نے گہرئی سانس لی اور جیب سے اپنا موبائل نکال کر گھر کال کی اس کا دل مسلسل دعا کر رہا تھا کہ حیا گھر پہنچ گی ہو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ حیا اس موسم میں اس طرف کا چکر ضرور لگاتی تھی وہ دیوانی تھی اس موسم کی، حیا کا ٹوٹا پھوٹا موبائل اسے کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہا تھا اور بلیک ٹائیگر کی حالت بھی کسی دوسرے بندے کی موجودگی کا صاف پتہ دے رہی تھی جس سے اس کا دل عجیب سے وسوسوں میں گر رہا تھا لیکن پھر بھی اس کے دل میں اک امید سی تھی کہ وہ گھر پہنچ گئی ہو گی

اسلام علیکم !!! اسے فون میں سے الیان کی آواز سنائی دی

"حیا کہاں ہے۔۔۔؟" بنا سلام کا جواب دیے اس نے فوراً حیا کا پوچھا دل اس کا دھک دھک کر رہا تھا

"حنان بھائی آپ اسطرح حیا کا کیوں پوچھ رہیں ہے سب خریت ہے نا حیا تو ٹھیک ہے نا؟؟؟" حنان کے اسطرح

پوچھنے پہ الیان بھی گھبرا گیا تھا اس لیے وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا

"الیان جتنا پوچھا ہے اس کا جواب دو۔۔۔ حیا کہا ہے؟؟" ۔۔۔ اب کی بار وہ ذرا اونچی آواز میں بولا تھا

www.Novelshub.pk

"وہ گھر پہ نہیں ہے باہر نکلی ہوئی ہے چہل قدمی کے لیے"...... الیان کے بتانے پر اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑئی تھیں وہ آگے بھی کچھ پوچھ رہا تھا لیکن اس نے جلدی سے کال کاٹ دی تھی

"حیا!!!!!!!------------- کال کاٹتے ہی وہ زور سے چلایا تھا

حیا............ حیا...... حیا......" پھر وہ رو کا نہیں تھا وہ اسے پکارتا سڑک پر دیوانہ وار بھاگ رہا تھا شاید اس کی آواز سن کے وہ کہیں سے آجائے وہ اپنے دل کو کچھ بھی غلط سوچنے سے روک رہا تھا وہ خود کو ساتھ ساتھ تسلی بھی دے رہا تھا کہ حیا یہاں کہیں کسی درخت کی آڑ میں ڈر کے چھپی ہوئی ہو گئی اسکے آواز دینے پہ سامنے آجا گئی وہ مسلسل اسے پکارے ہی جا رہا تھا

دوسری طرف اس کے اسطرح کال کاٹ دینے پر الیان کو سخت پریشانی نے آگھیرا تھا اسے بھی کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا حیا کے لیے وہ بھی اب پریشان ہو گیا تھا وہ باہر اس کے پیچھے بھی نہیں جا سکتا تھا، کیو نکہ عثمان صاحب نے اسے سختی سے منا کر رکھا تھا وہ مسلسل حیا کی خیریت کے لیے دعائیں مانگتا ٹہلنے لگا تھا

ادھر درخت کی آڑ میں چھپا رمض شہریار اپنے سامنے ہوتی ہوئی ساری کاروائی کو دیکھ رہا تھا ایک ہاتھ سے اسنے حیا کو بازو سے پکڑا ہوا تھا اور دوسرہ ہاتھ حیا کہ منہ پہ سختی سے جمایا ہوا تھا حیا ابھی تک بے یقینی کی کفیت میں تھی وہ بلکل ساکت رمض شہریار کے ساتھ درخت کے پیچھے کھڑی رہی وہ اتنا ڈری ہوئی تھی کہ وہ تھوڑی سی مذہمت بھی نہ کر سکی کہ اچانک اپنے نام کی پکار پہ اس کے حواس بیدار ہوئے وہ باآسانی حنان کی آواز سن سکتی تھی بار بار حنان کے پکارنے پر اک آنسو اس کی آنکھ سے نکلا تھا اور رمض شہریار کے ہاتھ پہ گرا تھا جو اس نے حیا کے منہ پہ رکھا ہوا تھا اپنے ہاتھ پہ نمی محسوس کرتے رمض شہریار نے بے اختیار ہی اس کا

www.Novelshub.pk

رخ اپنی طرف موڑا ہاتھ ہنوز اس کے منہ پہ تھا وہ آنکھیں جنھیں پہلے اس نے بے یقینی کی کفیت میں دیکھا تھا اب ان سنہری آنکھوں میں آنسوں تھے جو سیدھے ہ رمض شہریار کے دل پہ جا کے گرے تھے آنسو سے بھری آنکھوں میں خاموش سی التجا تھی وہ اب ان آنکھوں میں خاموش سی التجا کو مسلسل دیکھے ہی جا رہا تھا

"حیا تمہارہ نام ہے۔؟؟؟؟" وہ حیا کی آنکھوں میں موجود التجا کو سمجھ چکا تھا جو کہہ رہی تھیں

"وہ مجھے پکار رہا ہے مجھے جانے دو"

لیکن وہ پھر بھی بے اختیار ہی پوچھ بیٹھا اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسوں اسے تکلیف دے دہے تھے

حیا اس کے پوچھنے پہ صرف سر کو ہی ہاں میں ہلا سکی بول تو سکتی نہیں تھی منہ پہ اس کا بھاری ہاتھ تھا

"اس اے ایس پی کو جانتی ہو؟؟؟؟" شیر و نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پھر پوچھا یہ آنکھیں اس کو پاگل کر رہی تھیں

حیا نے پھر اپنا سر ہاں میں ہلایا

حیا کہ سر ہلانے پہ اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے ہٹا دیا تھا

"جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔" آنکھوں سے اشارہ کیا گیا تھا

اس کے کہنے کی دیر تھی حیا نے جلدی سے اپنا رخ موڑا وہ بھاگنے ہی لگی تھی کہ اس نے دوبارہ اس کو کھینچتے ہوئے اپنے سامنے کیا حیا کا بازو ابھی تک اس کی گرفت میں تھا

www.Novelshub.pk

"اگر اس اے ایس پی یا کسی اور کو کچھ بھی بتایا تو شیر و کے قہر سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا سمجھی ...." وہ اس کے کان کے قریب جا کے دھیمی سی سخت آواز میں بولا تھا

حیا تو بس سانس روکے اسے سنے ہی جا رہی تھی اوپر سے اس کا اتنا قریب آنا اس کی حواس سلب کر رہا تھا اس دفعہ تو وہ اپنے سر کو بھی نہ ہلا سکی بس آنکھیں پھیلائے اسے دیکھے گئ

"جاؤ اب..." آہستہ سے اسنے اسکا بازو چھوڑ دیا اس کی آنکھیں حیا کی پھیلی ہوئی سنہری آنکھوں میں کھو سی گی تھیں وہ بس ان آنکھوں کو ہی دیکھے جا رہا تھا

اب کی بار اس کے کہنے پہ حیا مڑی نہیں تھی بلکہ اس کی طرف حیرانگی سے دیکھتے ہوئے الٹے قدموں سے پیچھے کی طرف بڑھنے لگی تھی وہ خوف اور حیرانگی سے رمض شہریار کو دیکھ رہی تھی اسے ڈر تھا کہ وہ پھر اسے پکڑ لے گا جانے نہیں دے گا وہ اسے دیکھتے دور ہوتی گئ جو مسلسل حیا کو ہی دیکھ رہا تھا سڑک کنارے پہنچ کر حیا نے اپنا رخ موڑا

اور گہری سانس لیتے ہوئے آنکھوں کو اک دفعہ بند کر کے کھولا آنسو اس کی آنکھوں سے مسلسل بہے ہی جا رہے تھے حنان جو اسے پکار پکار کر تھک چکا تھا اس نے بھی اپنا رخ موڑا ارادہ اس جگہ پہ واپس آنے کا تھا جہاں حیا کا موبائل اسے ملا تھا رخ موڑتے ہی اس کی نظر سامنے دور ساکت کھڑی حیا پر پڑی وہ اسے دور سے ہی پہچان گیا تھا دل نے سرگوشی کی تھی کہ

یہ تمہاری حیا ہی ہے وہ بلکل ٹھیک ہے اسے کچھ بھی نہیں ہوا

www.Novelshub.pk

وہ لمحے کے بھی دیر کیے بناوہاں بھاگ کر اس کے پاس پہنچا تھا سامنے اس کو پاکر اس کے دل نے خدا کا شکر ادا کیا تھا لیکن اس کی حالت دیکھ کر اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا وہ آنکھوں میں آنسو لیے اسے یک ٹک دیکھے جا رہی تھی حیا کا اس طرح سے بے یقینی کے ساتھ دیکھنا حنان کے دل کو دہلا گیا تھا"

"حیا تم ٹھیک ہو نا؟"

"تمہیں کچھ ہوا تو نہیں نہ ؟؟

حیا کچھ تو بولو"۔۔۔۔۔۔۔

وہ بلکل ساکت کھڑی حیا کو کندھوں سے پکڑ کر پوچھ رہا تھا جو بس روتے ہوئے حنان کو بس دیکھے ہی جا رہی تھی حیا کا نہ بولنا حنان کو تکلیف دے رہا تھا

"حیا کچھ تو بولو"۔۔۔۔اب کی بار وہ زور سے چلایا تھا وہ جانتا تھا وہ کچھ نہیں بولے گی کیونکہ جب وہ خوف زدہ ہوتی تھی تو کچھ نہیں بولتی تھی اب وہ کیسے بول سکتی تھی اب بھی تو وہ خوف زدو تھی اس کی حالت سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا لیکن پھر بھی وہ اک امید کے تحت پوچھ رہا تھا کہ وہ بولے گی لیکن جب وہ کچھ نہ بولی تو اس نے بھی مزید کچھ پوچھنے کا ارادہ ترک کر دیا اس کے لیے یہ ہی بہت تھا کہ وہ اس کے سامنے ہے حیا کو سامنے دیکھ کے اس کے دل کو قرار سا آیا تھا جو بے چینی اس کے دل کو تھی وہ اب ختم ہو چکی تھی وہ اس کا ہاتھ تھامے چلنے لگا اور حیا بھی بنا کچھ کہے اس کے ساتھ چل دی وہ حیا سے دو قدم آگے چل رہا تھا اور حیا

www.Novelshub.pk

اس سے دو قدم پیچھے تھی لیکن حیا کا ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھوں میں تھا جو کہ حنان نے بہت مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا وہ اس کے پیچھے پیچھے خاموشی سے چل رہی تھی لیکن کچھ یاد آنے پر اس نے چلتے ہوئے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا پیچھے سڑک کنارے کھڑا رمض شہریار اسے ہی دیکھ رہا تھا ایک لمحے کے لیے دونوں کی نظریں ملی تھیں لیکن دوسرے ہی لمحے حیا نے اپنا رخ موڑ لیا تھا پھر دوبارہ اس نے پیچھے مڑ کے دیکھنے کی ہمت نہیں کی تھی حنان کے پیچھے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ رمض شہریار سے دور ہوتی چلی گئی
تھی اس کے دور ہوتے ہی کب سے برسنے کو بے تاب بادلوں نے کھل کے برسانا شروع کر دیا تھا

"بھائی وہ چلے گے ہیں ہمیں بھی اب نکلنا چاہیے بارش بھی تیز ہو رہی ہے".........

وہ تو چلی گی تھی لیکن رمض شہریار وہی کھڑا رہا حیا کا ڈر اور خوف کے مارے پیچھے مڑ کر دیکھنا اسے ساکت کر گیا تھا خوف اور بے یقینی سے بھرپور آنکھیں اس کی دل کی دنیا کو ہلا گئیں تھیں وہ بنا پلک جھپکے اسے دور ہوتے دیکھتا رہا وہ نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی اور بارش بھی شروع ہو چکی تھی لیکن وہ ابھی تک وہی کھڑا تھا وہ مکمل طور پر بھیگ چکا تھا وہ اپنا آپ ان سنہری آنکھوں میں کھو چکا تھا محبت کی دیوی اس پہ مہربان ہو چکی تھی جس سے فلحال وہ ابھی انجان تھا
عابد کی آواز اسے اپنے نزدیک سے سنائی دی جو دور کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا اور اب اس کے پاس آ کے بولا تھا عابد کی آواز پہ وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا

www.Novelshub.pk

آنکھوں سے شروع ہو کر کہانی الفت تک جا پہنچی

جب ہم کو ہوش آیا تو بات محبت تک جا پہنچی

"کیا؟؟"

وہ بے یقینی سے عابد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا اس کا اسطرح سے پوچھنا عابد کو حیرانگی میں مبتلا کر گیا تھا

"ہمیں چلنا چاہئیے بھائی بارش تیز ہو رہی ہے "......... عابد اپنی حیرانگی مٹاتے ہوئے بولا اب وہ شیرو کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا

"چلو...... "

وہ بنا عابد کو دیکھے اپنی منزل کی جانب چل پڑھا تھا اور عابد بھی سر اور اپنی سوچوں کو جھٹکتے اس کے پیچھے چل پڑا تھا

www.Novelshub.pk

وہ اب وہ شیر و نہیں رہا تھا جو یہاں آیا تھا اس کی زندگی میں بدلاؤ آنا شروع ہو چکا تھا جس کی ایک جھلک تو عابد بھی دیکھ چکا تھا وہ سنہری آنکھیں اس کے دل میں دھاوا بول چکی تھیں اب اس کی زندگی اسے خوشیاں دینے والی تھی یا اس کی خوشیاں چھیننے والی تھی یہ تو اب وقت اور حالات نے بتانا تھا

ابھی تو "عین" لکھا ہے

ابھی تو "شین" باقی ہے

ابھی ہم ان منزلوں پر کہاں

جہاں "قاف" باقی ہے

....

میں اپنے خول میں سمٹ کر رہنے والی ہوں

مجھے دنیا کی ہمدردیوں سے کوئی لینا دینا نہیں

(وفا ظاہرا)

بارش تیز ہو چکی تھی وہ رکا نہیں تھا حیا کا ہاتھ پکڑے وہ برستی بارش میں تیز تیز قدم اٹھاتا احمد ہاؤس کی طرف بڑھ رہا تھا لیکن اس کا ذہن کچھ دیر پہلے ہونے والے واقعے میں الجھ ہوا تھا کیا ہوا تھا وہاں؟ وہ مسلسل یہ ہی سوچے جا رہا تھا حیا کا بے یقینی سے اسے دیکھنا حنان کو پریشان کر رہا تھا اس کے پیچھے چلتی حیا بھی ابھی تک بے یقینی کی کفیت میں تھی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس طرح کی صورت حال کا اس کو سامنا کرنے پڑے گا لیکن زیادہ دیر تک وہ خود کو اس خول میں بند نہیں کر سکتی تھی وہ حیا تھی اسے جلد خود پہ قابو پانا تھا وہ

اپنی ہی سوچوں میں گم حنان کے پیچھے چل رہی تھی کی اچانک حنان کے روکنے پر وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی اور سر اٹھا کر حنان کی طرف دیکھا

وہ اب احمد ہاؤس کے گیٹ کے پاس رک چکے تھے حنان نے روکتے ہی حیا کا ہاتھ چھوڑا اور اپنا رخ حیا کی طرف موڑا

"حیا...... ابھی کچھ دیر پہلے جو ہوا اس کے بارے میں زیادہ سوچنا نہیں" وہ حیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا اس کے لہجے میں حیا نے فکرمندی صاف محسوس کی تھی

"گھر میں کسی کو کچھ مت بتانا۔ تمہارا پوچھنے کے لیے میں نے الیان کو کال کی تھی وہ پریشان ہو رہا ہو گا جاؤ اب......" جس چہرے پہ اس نے ہمیشہ مسکراہٹ دیکھی تھی آج اس چہرے پہ خوف اور آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر وہ اس کے علاوہ کچھ بول ہی نہ پایا تھا

"ہم بعد میں اس بارے میں بات کریں گ ئے حیا............"

وہ جو اس کے کہنے پہ اپنا رخ موڑے گھر جانے کے لیے قدم بڑھا رہی تھی اچانک اس کے پھر بولنے پہ اس کے قدم وہی ساکت ہو گ ئے تھے

"اگر اس اے ایس پی یا کسی اور کو کچھ بھی بتایا تو شیرو کے قہر سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا سمجھی".........

اور آخر میں شیرو کی کہی ہوئی بات اسے اپنے آس پاس سنائی دینے لگی تھ جیسے جھٹکتے ہوئے اس نے دوبارہ اپنا رخ حنان کی جانب موڑا

www.Novelshub.pk

"جی اچھا........" وہ حنان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور پھر تیزی سے رخ موڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی گھر کے اندر داخل ہو گئی کہیں پھر سے وہ کچھ اور نہ کہہ دے۔ پیچھے کھڑا حنان اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا جسے ہی وہ گھر کے اندر داخل ہوئی اس نے بھی اپنے قدم پولیس سٹیشن کی جانب بڑھا دیے

....

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی حیا نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا اور خود کو پر سکون کیا سامنے ہی اسے الیان نظر آیا جو کہ پریشانی سی ادھر ادھر ٹہل رہا تھا وہ اس کی طرف بڑھ گئی

"الیان امی لوگ کہا ہے ؟" اس کے پاس پہنچتے ہی سب سے پہلے اس نے نصرت بیگم کا پوچھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر انہوں نے اسے اس حالت میں دیکھ لیا تو اس کی خیر نہیں

وہ جو ٹہل رہا تھا حیا کی آواز سنتے ہی اس کے قدم رکے تھے

"کہاں تھی تم حیا؟؟" حیا کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے غصے سے پوچھا تھا

"یہ کس طرح سے پوچھ رہے ہو تم مجھ سے ؟........" اس کے یوں پوچھنے پر حیا کو حیرت ہوئی تھی

"حنان بھائی پوچھ رہے تھے تمہارا اور وہ کافی پریشان بھی تھے مجھے لگا شاید تمہیں کچھ ہو نہ گیا ہو تو اس لیے میں بھی پریشان ہو گیا تھا........"۔ اسے بھی احساس ہو گیا تھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی غصہ ہو رہا ہے تو فوراً وہ صفائی دیتا ہوا بولا

"کہا جانا تھا میں نے یہی پاس میں ہی تھی میں........"

"لیکن حنان بھائی کیوں پوچھ رہے تھے تمہارا؟؟؟" اب وہ اس کی طرف جانچتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

www.Novelshub.pk

"مجھے کیا پتا انہیں سے پوچھ لینا........." وہ تنگ آ کے بولی

"کچھ تو ہوا ہے حیا؟؟؟" وہ بھی الیان تھا بات کی تہہ تک جب تک نہ پہنچ جاتا اسے سکون نہیں آنا تھا

"امی، ابو کہاں ہے؟؟؟" وہ بھی اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی اس کی جانچتی نگاہوں سے وہ خجل ہو رہی تھی

پڑوس میں عیادت کے لیے گ ئے ہیں........."

"اچھا میں چینج کر کے آتی ہو........" وہ اپنے کپڑوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جو مکمل طور پر بھیگ چکے تھے

"رو کوں حیا، جب تک تم میری بات نہیں مانوں گی میں تمہیں نہیں جانے دو گا......" وہ دروازے کے سامنے آ کہ کھڑا ہو گیا

"کون سی بات؟؟" حیا نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا

"کل میں نے دوستوں کے ساتھ کہیں جانا ہے......"

"تو........."

"بابا مجھے نہیں جانے دیں گ ئے"

"تو........."

"تم انہیں کہو گی کہ وہ مجھے جانے دیں........."

"اگر میں انہیں نہ کہو تو........." وہ آنکھیں چھوٹی کیے کہنے لگی

"حیا پلیز میں چھوٹا بھائی نہیں ہو تمہارا........." اب کی بار وہ منت سے بولا تھا

"اچھا ٹھیک ہے بولو گی میں بابا سے اب پیچھے ہٹو سردی لگ رہی ہے مجھے"...... وہ بات کو ختم کرتے ہوئے بولی

www.Novelshub.pk

اس کے مان جانے پہ الیان کے چہرے پہ مسکراہٹ نے اپنی جھلک دکھلائی اور وہ دروازے کے سامنے سے ہٹ گیا

"لیکن الیان۔۔۔ تمہیں بھی اک کام کرنا پڑے گا"......وہ جانے ہی لگی تھی لیکن کچھ یاد آنے پہ رک گی اور الیان پہ خاصا زور دیتے ہوئے بولی

"اب پتا نہیں یہ کیا کہے گی"وہ اس کے اک دم کہنے پہ دل میں بس سوچ سکا اور بولا تو بس اتنا

"کیا؟"

"جہاں جہاں سے میں گزروں گی نہ، وہ جگہ گیلی ہو جائے گی......"

"تو"........

تو امی دیکھے گی تو ڈانٹے گی اس لیے تم........"اسنے "تم" پہ زور دیتے ہوئے انگلی سے اسکی جانب اشارہ کیا اور چپ ہو گی

بات کے درمیان میں ہی چپ ہو جانے پر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے کیا کہنا ہے لیکن پھر بھی انجان بنتے ہوئے پوچھنے لگا

"کیا میں؟ آگے بھی بولو........"حیا کا اس کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھنا اسے اس وقت زہر لگ رہا تھا

"تو تم.............. پیچھے سے پوچا لگاؤ گے تاکہ امی کی آنے سے پہلے جگہ سوکھ جائے........بولوں منظور ہے؟"

بھونیں اچکاتے ہوئے اسنے پوچھا

وہ تھوڑی دیر تک تو اسے گھورتا رہا پھر تھک کے بول ہی پڑا

"ٹھیک ہے لگاتا ہوں میں"......وہ منہ بسورے پوچا لینے چلا گیا آخر اپنا کام بھی تو کروانا تھا اس نے

www.Novelshub.pk

حیانے ہنستے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

....

تیری اک مسکراہٹ ہی ہے زندگی میری

مگر زندگی جینے کو کم ہی میسر ہوتی ہے مسکراہٹ تیری

(وفا ظاہرہ)

وہ جینز کے اوپر شارٹ فراک پہنے گلے میں دوپٹا ڈالے ائرپورٹ پر ویٹنگ روم میں بیٹھی آتے جاتے لوگوں کو دیکھنے میں مگن تھی آج اس کے چہرے سے مسکراہٹ ہٹ ہی نہیں رہی تھی زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی اس کے ہونٹوں پر

اپنوں سے ملنے کی خوشی کوئی لفظوں میں کیسے بیان کر سکتا ہے؟

آج وہ بھی تین مہینوں کے بعد اپنے اپنوں کے پاس جا رہی تھی

خوش کیوں نہ ہوتی؟

خوش ہونا تو بنتا تھا ناہ

وہ وہاں سے گزرتے ہر اک شخص کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی کوئی اپنوں کے پاس آرہا تھا تو کوئی اپنوں سے دور جا رہا تھا کسی کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی تو کسی کے چہرے پہ اپنوں کے دور جانے کا دکھ وہ سب کو دیکھتی ہوئی اپنی ہی سوچوں میں گم پیچھے سے ہوتی فلائٹ کی اناؤنسمنٹ پر اٹھ کھڑی ہوئی

www.Novelshub.pk

"بس چند گھنٹے اور پھر میں آپ لوگوں کے پاس ہوں گی ماہ نور کی انٹری کے لیے سب تیار ہو جاؤ کیونکہ ماہ نور واپس آرہی ہے اسلام آباد اپنے شہر اپنے گھر......... "خود ی سے کہتے ہوئے اس نے اپنے قدم فلائٹ کی جانب بڑھا دیے تھے

....

کچھ دیر تو ٹھہر جاتے

کچھ تو ہم سے کہہ جاتے

کہ ملال تو کچھ کم ہوتا

کہ روٹھے ہوئے کو منا جاتے

نظریں بھی کچھ کہتی ہیں

نظریں ہی ملا جاتے

(وفا ظاہرہ)

بارش اب تھم چکی تھی وہ جیسے ہی پولیس سٹیشن میں داخل ہوا سامنے ہی اسے اسلم نظر آیا جو ہاتھ میں چائے پکڑے ٹہل رہا تھا اور ساتھ میں موسم کو بھی انجوائے کر رہا تھا اسے ٹہلتے دیکھ کر حنان کو غصہ آیا وہ بارش میں بھیگتا ہوا آیا تھا اور وہ کیسے مزے سے ٹہل رہا تھا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کے پیچھے جا کے کھڑا ہو گیا

"کہاں ہے وہ......" اس کے پیچھے سے حنان نے تھوڑی اونچی آواز میں پوچھا

www.Novelshub.pk

وہ جو مزے سے چائے پینے میں مصروف تھا اپنے پیچھے سے آتی اونچی آواز پہ بوکھلا گیا اور ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ زمین پہ جا گرا اک لمحے کے لیے کپ ٹوٹنے کی آواز پولیس سٹیشن میں گونجی تھی لیکن پھر وہی خاموشی چھاگئی جو پہلے تھی

"سر آپ کب آئے ؟؟" اس نے اپنا رخ موڑتے ہی خنان کو اپنے پیچھے کھڑا دیکھ کر پوچھا

"ابھی آیا ہو جب تم چائے پی رہے تھے........." اس کے چائے پینے پر اسے تپ ہی تو چڑھ گئی تھی

"کہاں ہے وہ......؟" اب کی بار بھی وہ اونچا بولا تھا

"اندر حوالات میں ہے سر........" اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ اتنے غصے میں کیوں ہیں ؟

"آو میرے ساتھ......" وہ اسے اپنے پیچھے آنے کا کہتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گیا اور وہ بھی نا سمجھی سے منہ بسورے اس کے پیچھے چل دیا لیکن اک افسوس کی نظر اپنی زمین پہ گری ہوئی چائے پہ ڈالنا نہیں بھولا تھا

"سر آپ چائے پیئے گئے ؟؟" اس کی پیچھے چلتے ہوئے اسلم نے مروتن پوچھ ہی لیا

"ہاں..." وہ بنا رو کے بولا

"اپ جائے میں چائے لے کے آتا ہو........" اسلم اسے کہتے چائے لینے چلا گیا

"کھولیں اسے........" وہ حوالات کے سامنے کھڑے حوالدار سے بولا

"جی سر........" حولدار

نے سلام کرتے ہی دروزاہ کھول دیا وہ اندر داخل ہوا اس کے پیچھے ہی اسلم بھی ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے داخل ہوا اندر بلیک ٹائیگر ہاتھوں پہ سر گرائے زمین پہ بیٹھا ہوا تھا

"کچھ بولا یہ........." بلیک ٹائیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے اسلم سے پوچھا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا چائے کا کپ بھی لے لیا

"نہیں سر جب سے اسے پکڑا ہے چپ کا قفل ہی منہ پہ لگائے بیٹھا ہے" وہ فورا بولا

اسلم کے کہنے پہ اس نے چائے کا گھونٹ بھرا اور بلیک ٹائیگر کی جانب اپنا رخ موڑا

"کیا نام ہے تمہارا........" وہ چائے پیتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا لیکن وہ ویسے ہی بیٹھا رہا جیسے وہ اس سے نہیں دیواروں سے پوچھ رہا ہو

"میں کچھ پوچھ رہا ہو تم سے........." اس کے نہ بولنے پر اب کی بار وہ تھوڑا اونچا بولا تھا لیکن مقابل بھی ڈھیٹ تھا پھر بھی کوئی اثر نہ ہوا، اس کے کچھ نہ بولنے پر حنان نے حیرت سے اسلم کی طرف دیکھا

حنان کے اسطرح دیکھنے پہ اسلم کو ہنسی تو بہت آئی لیکن وہ دبا گیا بے عزتی تھوڑی کروانی تھی اس نے اپنی

"سر کچھ پوچھ رہے ہے تم سے جواب دو........." اسلم نے تو حنان سے بھی اونچی آواز میں پوچھا تھا

اسلم کے بولنے پر اس نے اپنے ہاتھوں سے سر اٹھایا اور دونوں کو اک نظر دیکھ کر اپنا سر دیوار کے ساتھ لگا کر آنکھیں بند کر لیں اس کا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہا ہو

"پوچھتے رہو جو بھی پوچھنا ہے میں تو نہیں بتانے والا..............."

حنان اور اسلم اس کی اس حرکت پر اس کو حیرت سے دیکھتے ہی رہ گے اسلم کا تو منہ ہی کھل گیا تھا

"پاگل ہے یہ........." حنان بولا

www.Novelshub.pk

"پاگل نہیں ہے سر، خود کو ہیرو سمجھ رہا ہے بس........کالا بھوت کہیں کا" اسلم کو زیادہ ہی غصہ تھا اس پہ جب سے آیا تھا وہ اس سے پوچھ رہا تھا کون ہے وہ؟ لیکن وہ تو اپنا چپ کا قفل ہی نہیں توڑ رہا تھا ہاتھ تو اٹھا نہیں سکتا تھا حنان نے منع کیا ہوا تھا

وہ پھر بھی کچھ نہ بولا وہ ابھی تک پکڑے جانے کے صدمے سے ہی نہیں نکل پا رہا تھا اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اتنی آسانی سے پکڑا جائے گا

اکثر ہوتا وہی ہے جو انسان نے سوچا تک نہیں ہوتا

رہ رہ کر اسے شیرو پہ غصہ آ رہا تھا جس کی وجہ سے وہ پکڑا گیا تھا اب ساری زندگی اسے جیل میں ہی گزرانی پڑے گی وہ یہ اچھی طرح جان چکا تھا

"چھوڑوں اسے اس کے حال پہ بعد میں دیکھ لے گئے اس کو بھی........" بلیک ٹائیگر کے کچھ نہ بولنے پر حنان اسلم سے بولا

"آو میرے ساتھ........" وہ چائے کا گھونٹ بھرتے اسلم کو اپنے ساتھ آنے کا کہہ کر وہاں سے نکل آیا

"ہیرے چور........" اسلم بلیک ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے دانت پیس پیس کے بولا اور اک تیکھی نظر اس پہ ڈال کر حنان کے پیچھے چل دیا

"ڈی آئی جی سے بات ہوئی تمہاری؟" حنان اب اپنے آفس میں آ چکا تھا اور تولیے سے اپنے گیلے بالوں کو خشک کر رہا تھا اسلم کے اندر داخل ہوتے ہی وہ اس سے پوچھنے لگا

"جی سر کل آئیں گے وہ........" وہ کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو گیا تھا

"اور ہیرے.........."

"سر وہ محفوظ جگہ پہ ہے آپ فکر نہیں کریں..............."

"ہمممم........." اس نے کہتے ہوئے تولیہ کرسی پہ رکھا

"اور اس کال کے بارے میں پتا چلا جس نے ہمیں انفارم کیا تھا............"

"نہیں سر............"

"کیوں پتہ نہیں چلا؟ دو کام کرنے کو بولے تھے میں نے تمہیں دونوں تم نے نہیں کیے۔۔۔ کیا کیا ہے؟؟ پھر تم نے؟"......

وہ چلایا تھا اس کے اسطرح چلانے پر اسلم کو خیرت ہوئی تھی

"ہوا کیا ہے سر کو؟ اتنا غصہ کیوں ہے؟" وہ بس سوچ کے ہی رہ گیا تھا

"سر ابھی ٹائم ہی کتنا ہوا ہے، پتا چل جائے گا اور ویسے بھی سر کال ٹریس ہونے میں تھوڑا وقت لگے گا"

اسلم کے کہنے پر اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی غصے ہو رہا ہے ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو سب کچھ ہوا تھا غیر متوقع ہونے والی حالات کو سمجھنے میں وقت تو لگتا ہے

اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے خود کو پر سکون کیا پھر بولا

ہمم ٹھیک ہے، جیسے ہی پتا چلے مجھے اسی وقت انفارم کرنا...... ہمیں اب نکلنا چاہیے گھر کے لیے ٹائم کافی ہو گیا ہے..." اب کی بار اس کے لہجے میں نرمی تھی

"جی سر..........." اسلم نے شکر کا سانس خارج کیا کہ بچ گیا وہ ورنہ اسے تو لگ رہا تھا جتنا سر غصہ ہیں اس کی تو آج خیر نہیں حنان کے کہنے پہ وہ تو اک منٹ کے لیے بھی نہ روکا اور جی سر کہتے ہوئے اس نے وہاں سے بھاگنے کی کی

www.Novelshub.pk

....

نہ چھیڑوں ہمیں ہم

ہم پریشان بیٹھے ہوئے ہیں

وہ اپنے آفس میں صوفے کی پشت پہ سر ٹکائے آنکھیں موندے لیٹنے کے انداز میں بیٹھا ہوا تھا وہ پریشان تھا پریشانی اس کے چہرے پہ واضح دیکھئی جاسکتی تھی کچھ غلط ہونے کی سوچیں اس کے دماغ کو مفلوج کر رہی تھیں اور وہ خود کو آنے والے حالات سے نپٹنے کے لیے تیار کر رہا تھا

ٹھک، ٹھک، ٹھک........................

دروازے پہ ہونے والی دستک نے اس کی سوچوں میں خلل ڈالا تھا

"آجاؤ.................." اسنے گہرا سانس لیتے ہوئے دستک دینے والے کو اندر آنے کی اجازت دی

"باس،،،،،،،،،،،،،،،،،" اندر آنے والا اس کا خاص آدمی تھا جسے اس نے شیر و اور بیلک ٹائیگر کے پیچھے لگا رکھا تھا کیونکہ وہ کسی پہ بھی اعتبار نہیں کرتا تھا

"بولو،،،،،،،،،،،،،" ہنوز اسی حالت میں برقرار بولنے کی اجازت دی گئی

"باس بلیک ٹائیگر پکڑا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس کے بتانے پہ اس نے اک دم سے اپنی آنکھیں کھولیں

"کیسے ؟؟؟؟؟"

"پتا نہیں باس............"

"پتا لگواؤ..............."

www.Novelshub.pk

"اوکے باس.................."

"دھیان رکھنا وہ اپنی زبان نہ کھولے،،،اگر کھولتا بھی ہے تو موت سے ملاقات کروا دینا اس کی................."

"جسے آپ کہے باس............"

"جاؤ اب............" اسے جانے کا کہتے ہی اس نے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کرلی

"باس اک اور بری خبر ہے............" وہ گیا نہیں تھا

"بتادو وہ بھی۔ تمہارا باس ہر بری خبر سننے کے لیے خود کو تیار رکھتا ہے..........وہ ویسے ہی بیٹھا رہا

"باس اے ایس پی کے ٹیبل پہ آپ کی فائل پہنچ چکی ہے........" اب کی بار اس کے بتانے پہ وہ جھٹکے سے سیدھا ہو کہ بیٹھا تھا

"کس لیے ؟؟؟" اب وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا

"ڈی آئی جی کو شک ہو گیا ہے آپ پہ........" وہ نظریں جھکائے بتا رہا تھا

ہمممم..................

"دیکھ لے گے اس اے ایس پی کو بھی دو پیسوں کی مار ہے یہ پولیس والے نمٹ لو گا میں اس اے ایس پی سے بھی..........وہ کمینگی سے کہتے ہوئے طنزیا ہنساتھا اور وہ پورے یقین سے کہہ رہا تھا کہ "وہ نمٹ لے گا" لیکن اتنا بھی خود پہ یقین آچھا نہیں ہوتا اکثر قسمت مات دے دیا کرتی ہے تب انسان کے پاس خسارے کے سوا کچھ نہیں بچتا

"اب میں جاؤ باس،،،،،،،،" وہ اپنی نظریں نہیں اٹھا پا رہا تھا وہ جب سے آیا تھا اس کے سامنے سر جھکائے ہی کھڑا تھا

www.Novelshub.pk

"جاؤ............................" اجازت ملتے ہی وہ موڑا تھا اور اپنے قدم دروازے کی جانب بڑھا دیے تھے

"روکو،،،،،،،،،،موکی........."کچھ یاد آنے پہ اس نے پیچھے سے پکارتے ہوئے اسے روکا

موکی کے دروازے کی طرف اٹھتے قدم وہی روک گے تھے اس نے اپنا رخ موڑا نظریں اب بھی جھکی ہوئی تھیں

شیرو کی کوئی خبر ملی؟؟؟؟؟

"نہیں باس................"

"اور ہیرے؟۔؟۔"باس کے پوچھنے پہ موکی نے اپنی جھکی ہوئی نظریں اٹھائی تھیں بس اک نظر باس کے چہرے پہ ڈال کر دوبارہ جھکا لی تھیں مطلب صاف واضح تھا

"وہ نہیں جانتا،،،،،،"

"لگتا ہے تم کچھ بھول رہے ہو موکی،،،،،،،،،،،،"وہ اس کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تھا

"میں کچھ نہیں بھولا................"اس نے واضحت دی تھی

"بھولنا بھی نہیں چاہئیے..................."باس کے کہنے پہ وہ اپنی نظریں مزید جھکا گیا تھا

"شیرو سے ملاقات کرو اور ہیروں کے بارے میں پوچھو،،،،مجھے جلد از جلد ہیرے چاہئیے،،

ورنہ،،،،،،،،،،،وہ تھوڑے وقفے کی لیے روکا تھا پھر گویا ہوا

ورنہ تم جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا کر سکتا ہو،،،،،،،،،"وہ اسے تنبیہہ کر رہا تھا

موکی بے بس تھا وہ کیا کہہ سکتا تھا اب؟ سب کچھ تو اس کے باس نے کہہ دیا تھا وہ بے بسی سے"جی باس"کہتا ہوا بنا اس کی اجازت مانگے وہاں سے نکل گیا تھا اس کی نکلتے ہی جیمے کے چہرے پہ طنزیا مسکراہٹ ابھری تھی

www.Novelshub.pk

وہ پھر صوفے کی پشت پہ سر ٹکائے آنکھیں موند گیا تھا وہ جواب تھوڑا بہت پر سکون تھا جلد ہی اس کا یہ سکون بھی غارت ہونے والا تھا

.........==......==...=...=...........................

جو ہم محسوس کرتے ہیں

اگر تم تک پہنچ جائے

تو بس اتنا سمجھ لینا

یہ ان جذبوں کی خوشبو ہے

جنہیں ہم کہہ نہیں سکتے

مگر تم جو اجازت دو تو

چند لفظوں میں کہہ ڈالیں

تم بن جی نہیں سکتے

تم بن مر نہیں سکتے

(دشمن جان)

"اؤ میرے احمد ہاؤس دیکھو کون آیا،،،،،،،،،"

وہ رات کے اندھیرے میں احمد ہاؤس کے سامنے اپنے دونوں بازوں ہوا میں پھیلائے کہہ رہی تھی پاس ہی اس کا ہینڈ بیگ پڑا ہوا تھا

"ماہ نور ازبیک،،،،،،،،،،،،

www.Novelshub.pk

تو احمد ہاؤس ریڈی ہے ماہ نور کی انٹری کی لیے ؟؟؟؟" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی آج اس کے چہرے سے اک لمحے کے لیے بھی مسکراہٹ غائب نہیں ہوئی تھی احمد ہاؤس کے مکین اسکے آنے سے بے خبر تھے وہ سرپرایز دینا چاہتی تھی اس کے لیے اس نے اپنے تایا ابو کو کیسے منایا تھا وہ ہی جانتی تھی اب وہ احمد ہاؤس میں دھاوا بولنے کے لیے بلکل تیار تھی

"اندر کیسے جاؤ؟؟؟" وہ ابھی اندر جانے کا سوچ ہی رہی تھی کی دور سے ہی اسے پولیس موبائل کی آواز سنائی دی اس کا دل زور سے دھڑکا تھا دل نے ہلکے سے سرگوشی کی تھی کہ

"وہ ہی ہے دشمن جان"

جیسے جیسے آواز نزدیک آتی جا رہی تھی اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی وہ ابھی اس کے سامنے نہیں آسکتی تھی اس لیے وہ دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پاس لگے پودوں کی آڑ میں ہو گئی اپنے بیگ کو اس نے جلدی سے دیوار کے پار احمد ہاؤس کے اندر پھینک دیا پولیس موبائل احمد ہاؤس کے سامنے رکی تھی اور اس میں سے تھکا تھکا سا اے ایس پی خنان باہر نکلا۔ خنان کو پولیس یونیفارم میں دیکھتے ہی اس کا دل ایک سو اسی کی سپیڈ سے دھڑکا تھا وہ کتنا ہنڈسم لگ رہا تھا پولیس یونیفارم میں ماہنور نے دیکھتے ہی "ماشاءاللہ" کہا تھا وہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھے ہی جا رہی تھی اب وہ دروازے کے سامنے کھڑا بیل بجا رہا تھا اس کی آنکھیں نیند سے بھرپور تھیں وہ بامشکل اپنی آنکھوں کو کھولے کھڑا تھا پہلی ہی بیل پہ دروازہ حلیمہ بیگم نے کھولا تھا وہ اسی کے

انتظار میں دروازے کے پاس کھڑی تھیں ماں تھی کیسے سو سکتی تھیں ؟ اپنی جان سے پیاری ماں کو سامنے دیکھ کر حنان کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری تھی

"میرا بیٹا آگیا،،" ان کا لہجہ محبت سے بھرپور تھا انہوں نے کہتے ہی دونوں ہاتھوں سے حنان کا چہرہ تھام کر اس کے ماتھے پہ پیار کیا اپنی ماں کی اتنی محبت پہ اس کی تھکاوٹ لمحے میں دور ہوئی تھی

"بہت تھک گیا ہو آج میں،،، امی جان،،،،" حنان نے ان کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے لاڈ سے کہا

"جوان تھکا نہیں کرتے،،،،،،،،" وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی ان کے جواب پہ وہ مسکرایا تھا

"جوانوں کو بھوک بھی نہیں لگتی؟؟؟"

"لگتی ہے بھوک ہر اک کو لگتی ہے اندر چلو تمہارے لیے کھانا لگاتی ہو میں............ وہ حنان کو منہ بسورتے دکھ کر سمجھ گئی تھی اس لیے مزید کچھ اور کہے وہ اسے لیے اندر کی جانب بڑھ گئی

ان کے اندر جاتے ہی پودوں کے پیچھے چھپی ہوئی ماہ نور بھی باہر نکلی دروازہ تو بند ہو چکا تھا اب اندر جانے کا اک ہی راستہ تھا دیوار پھلانگنا وہ دیواروں پر چڑھنے میں ایکسپرٹ تھی اس نے جھک کر اپنے جوگرز اتارے اور انہیں دیوار کے پار اندر پھینک دیا کیونکہ ننگے پاؤں دیوار پہ آسانی سے چڑھا جا سکتا تھا دیوار پھلانگ کے اندر داخل ہوتے ہے اس نے اپنی نظر اپنے بیگ کے تلاش میں چار سو دوڑائی۔ دیوار کے ساتھ بنی ہوئی پودوں کی کیاری میں اس کا بیگ پڑا ہوا تھا بیگ پہ اس کی نظر پڑتے ہی شیطانی مسکراہٹ نے اس کے لبوں پر احاطہ کیا وہ چلتے ہوئے بیگ کے پاس آئی اور وہی پہ جھک کر بیگ کی اوپر والی زیپ کھول کر اس نے اک ماسک نکالا اور سیدھے ہوتے ہوئے ماسک کو اپنے چہرے پہ لگا لیا ماسک لگانے سے اس کا چہرہ مکمل طور پر چھپ گیا تھا بس مسکراتی ہوئی آنکھیں نظر آرہی تھیں ماسک لگانے کے بعد وہ پھر جھکی اور اسی زیپ میں

www.Novelshub.pk

سے بلیک رنگ کا گاؤن نکالا اور اسے بھی پہن لیا جو کہ اس کی پاوں تک آرہا تھا گاؤن کی ہڈی بھی تھی جس سے اس نے اپنے سر کو بھی ڈھک لیا تھا اس کے ہاتھ بھی گاؤن میں چھپ گے تھے اب وہ ماہ نور نہیں کسی کے خون کی پیاسی کوئی بھٹکتی ہوئی اتما لگ رہی تھی

Perfect!!!!!

وہ اپنی تیاری کا جائزہ لیتے ہوئے بولی اور چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ لیے اس نے اپنے قدم اندر کی جانب بڑھا دیے

....

الیان اپنے کمرے میں اوندے منہ بیڈ پر سویا ہوا تھا کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم سی روشنی بکھری ہوئی تھی وہ گہری نیند میں تھا جب اسے اپنے کندھے پہ دباؤ محسوس ہوا

"جو بھی ہے نہ کرو سونے دو ابھی........" وہ اس کا ہاتھ جھٹکے ہوئے نیند میں ہی بڑبڑایا

کچھ دیر بعد پھر اسے اپنے کندھے پہ دباؤ محسوس ہوا اس دفعہ دباؤ پہلے کی نسبت زیادہ تھا اب کی بار الیان نے بنا کچھ کہے اپنے کندھے کو زور سے جھٹکا دیا لیکن پھر بھی اسے دباؤ مزید بڑھتا ہوا محسوس ہوا وہ ہڑبڑا کر اٹھ کے بیٹھ گیا

"کون ہے ؟ اور کیوں اٹھا رہے ہو........" وہ اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے بولا ابھی اس کی نظر سامنے کی طرف نہیں اٹھی تھی جہاں ماہ نور بھوت کے حلیے میں کھڑی تھی

"کون ہے ؟؟........" کوئی بھی جواب نہ پاکر اس نے پھر پوچھتے ہوئے اپنے ارد گرد دیکھا لیکن جیسے ہی اس کی نظر سامنے اٹھی وہ جو اس کی آنکھیں نیند کی وجہ سے آدھی کھلی تھیں سامنے کھڑے بھوت کو دیکھ کر پوری

www.Novelshub.pk

کی پوری کھولی تھیں اور اس کے منہ سی نکلنے والی چیخ نے احمد ہاؤس کی دیواروں کو ہلا کے رکھ دیا تھا۔الیان سے تھوڑے فاصلے پہ کھڑی ماہنور نے بنا اس کی چیخ کو خاطر میں لائے آہستہ آہستہ اپنے قدم،اس کی طرف بڑھائے بھوت کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر الیان کی آنکھیں باہر نکلنے کو بلکل تیار تھیں

"ام ام امیی............" الیان کے منہ سے ہلکی سی سرگوشی نما آواز نکلی تھی

"یہ بھاگ کیوں نہیں رہا........" الیان کو ویسے ہی ساکت و جامد پا کر ماہ نور نے دل میں کہا وہ اس کے بلکل نزدیک آچکی تھی ماہ نور نے اپنا ہاتھ جو کہ گاؤن میں چھپا ہوا تھا الیان کو چھونے کے لیے بڑھایا

امییییییییی................. الیان نے اونچی آواز میں نصرت بیگم کو پکارتے ہوئے اپنا کمبل جو کہ اس نے سونے کے لیے اپنے اوپر لیا ہوا تھا ماہ نور مطلب بھوت کی طرف پھینکا اور ایک سو بیس کی سپیڈ سے دوڑ لگاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا اس کا رخ نصرت بیگم کے کمرے کی طرف تھا

نصرت بیگم جو کے الیان کی چیخوں سے اٹھ گئیں تھیں مزید الیان کے پکارنے پر بستر سے اٹھی ساتھ ہی عثمان صاحب بھی اٹھے

یا اللہ خیر دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا تھا نصرت بیگم کا تو ہاتھ سیدھا دل پہ گیا تھا وہ جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی لیکن جیسے ہی انھوں نے دروازہ کھولا الیان دھڑام سے زمین پہ گرا اس نے دروازہ کھٹکھٹانے کی لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا لیکن اچانک دروازہ کھولنے پہ اس کا ہاتھ دروازے کی بجائے زمین پہ جا لگا تھا اور وہ خود بھی اندھے منہ زمین پہ گرا تھا

www.Novelshub.pk

"بسم اللہ ! الیان بیٹا کیا ہوا ہے ؟"

نصرت بیگم گھبرا ہی تو گئیں تھیں وہ جھک کے اسے اٹھاتی ہوئی بولی

"بیٹا سب ٹھیک ہے نہ ؟"

گھبرا تو عثمان صاحب بھی گ ئے تھے وہ بھی جلدی سے الیان کی طرف بڑھے اور اسے اٹھانے لگے لیکن وہ اٹھا نہیں تھا وہ وہی زمین پہ ہی بیٹھ گیا نصرت بیگم بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں اور وہ ان کے سینے میں منہ دیے رونے لگ گیا وہ رونا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ گرا زور سے تھا اسلیے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے آنسو نکل آئے تھے

"یا اللہ ! الیان بیٹا کیا ہوا ہے ؟" اسے روتا دیکھ کر نصرت بیگم کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے تھے

"الیان بیٹا کچھ بولے تو سہی نہ... کیا ہوا ہے اس طرح کیوں چیخے آپ ؟؟" الیان کو اس طرح دیکھ کر عثمان صاحب کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ نرمی سے، لہجے میں فکر لیے اس سے پوچھ رہے تھے

"الیان............" حنان بھی اس کے چیخنے پہ اسے پکارتا ہوا وہی آ گیا حلیمہ بیگم بھی اس کے پیچھے تھیں

"الیان کیا ہوا ہے ؟؟" سب کی زبان پر اک ہی سوال تھا لیکن وہ تو کچھ بتا ہی نہیں رہا تھا

"ٹھاہ..............."

سب الیان کی طرف متوجہ تھے اک دم پیچھے سے آتی آواز پہ بیک وقت سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا اپنے پیچھے کھڑی بھٹکتی ہوئی اتما کو دیکھ کر ایک منٹ سے کم وقت لگا تھا سب کو سمجھنے میں

سب کی ہنسی نکلی تھی سوائے الیان اور نصرت بیگم کے

"اوچچ......"

سب کی ہنسی کو بریک لگا تھا اور ماہ نور کا ہاتھ اپنے پیچھے سے سر پہ پڑنے والی ضرب پہ گیا تھا اور بے ساختہ اس کے منہ سے نکلنے والی چیخ احمد ہاوس میں گونجی تھی سب پریشانی سے اپنی اپنی جگہ کھڑے اک دوسرے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ "ہو کیا رہا ہے یہ؟"

ماہ نور نے جلدی سے اپنے چہرے سے ماسک اتارہ کہیں پھر سے اسے کوئی بھوت سمجھ کے دوبارہ حملہ نہ کر دے

ماہ نور............

اس کے ماسک اتارتے ہی سب کی زبان سے بیک وقت نکلا تھا اور حیا کا ہاتھ جس میں اس نے فرائی پین پکڑا ہوا تھا اور دوبارہ اسے مارنے کے لیے اٹھایا ہی تھا وہ وہی ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا کچھ دیر تک تو بلکل سناٹا چھا گیا تھا کوئی بھی کچھ نہیں بولا تھا لیکن یہ سناٹا تھوڑی ہی دیر کا تھا حیا اور الیان کے قہقوں نے سناٹے کو چیرہ تھا جس سے سب کے چہروں پہ دبی دبی ہنسی جھلکی تھی ماہ نور تو بس اپنے سر کو پکڑے اور منہ بسورے سب کو دیکھے جارہی تھی

"مجھے زور سے لگی ہے............" اخر کار سب کو دیکھتے ہوئے ماہ نور بول ہی پڑی

بیٹی اتنے مہینوں بعد گھر آئی ہے اور اس طرح استقبال کیا جاتا ہے؟" اس نے دہائی دی

www.Novelshub.pk

"تو بیٹی کو کہا کس نے تھا کہ وہ بنا بتائے آئے اور آئے بھی اس حلیے میں ...." حنان نے اس کے بھوتوں والے حلیے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"میں سرپرائز دینا چاہتی تھی لیکن یہاں تو مجھے ہی مل گیا اف حیا اگر مارنا ہی تھا تو ہاتھ ہولا رکھنا تھا اتنی زور سے کون مارتا ہے ؟" وہ حنان کو جواب دیتے ہوئے حیا سے بولی

"بیٹا جی غلطی بھی آپ کی ہے جان نکل دی آپ نے ہماری ...." عثمان صاحب اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے

"سزا بھی تو ملنی چاہیے تھی نا ......" الیان اور حیا بیک وقت بولے تھے اور ساتھ ہی دونوں اپنی ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش بھی کر رہے تھے

"حیا اللہ پوچھے تمہیں ...." وہ اب سب سے مل رہی تھی

"اور تمہیں بھی ماہنور .... کتنی زور سے گرا ہو میں ...." الیان کہا بھولا تھا وہ بھی فورا بولا

"بیٹا آئندہ اسے نہیں کرنا ...." حلیمہ بیگم ماہ نور کو تاکید کرتے ہوئے بولیں

"میری توبہ بڑی امی اب تو میں سوچو گئی بھی نہیں ....مانور نے کانوں کو ہاتھ لگائے بھوک لگی ہے مجھے کچھ کھانے کو ملے گا ...."

"صدا بھوکی ہی رہنا ماہ نور ...." حنان نے چھیڑا تھا ماہ نور کو چھیڑنے میں حنان کو بڑا مزہ آتا تھا اس کی ہر بات کا جواب ہوتا تھا ماہ نور کے پاس وہ حیا کی طرح بات کرتے ہوئے جھجکتی نہیں تھی وہ بنا ڈرے بے خوف ہو کہ ہر بات کہہ جاتی تھی بخشتی تو وہ کسی کو بھی نہیں تھی

"ہاں بلکل تمہاری طرح ایس پی صاحب تم نے بھی تو آتے ساتھ ہی کھانے کا ہی بولا تھا بڑی امی سے.........."
وہ ہنستے ہوئے بولی اس کا دائیاں ہاتھ ابھی تک سر کے پیچھے تھا
"ایس پی نہیں...اے ایس پی محترمہ........." حنان نے اس کی اصلاح کی
"ہاں جو بھی ہے........." ماہنور نے ناک سے مکھی اڑائی
"خیر میں تو چلا اپنے کمرے میں بہت تھک گیا ہو آج........" حنان سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
"ٹھیک ہے جاؤ بیٹا............" عثمان صاحب حنان سے کہتے ہوئے خود بھی اپنے بیڈ کی جانب بڑھ گئے
"آو بیٹا تمہیں میں کچھ کھانے کو دو........" نصرت بیگم ماہ نور سے کہتے ہوئے کیچن کی طرف بڑھ گئیں
"ماہنور............

وہ کیچن کی طرف بڑھانے ہی لگی تھی حیا کے پکارنے پہ رکی
یہ بھی لیتی جاؤ........." حیا نے ہاتھ میں پکڑا افرائی پین اس کی طرف بڑھایا اور اپنی ہنسی کو روکنے کے لیے ہونٹو ں کو دانتوں تلے دبایا
"یہ بھی لیتی جاؤ........" وہ اس کی نکل اتارتے ہوئے منہ ٹیڑا کر کے بولی اور ساتھ اس کے ہاتھ سے زور سے فرائی پین بھی کھنیچا
"چھوڑوں گئ نہیں میں تمہیں میوٹ چھپکلی..............." ماہنور اسے گھورتے ہوئے تیز تیز قدم اٹھاتی کیچن کی طرف بڑھ گئ

www.Novelshub.pk

"دیکھیں گے ٹاک ایٹیو چھپکلی............" پیچھے سے حیا چلائی اور پھر ساتھ ہی وہ کھکھلا کے ہنس دی

"میوٹ چھپکلی زیادہ نہیں خوش ہو نظر لگ جاتی ہے..........." الیان اسے ہنستے دیکھ کر بولا

"اللہ نہ کرے بیٹا... کبھی بھی اس گھر کی خوشیوں کو نظر نہ لگے......اور حیا بیٹی ہنستی ہی اچھی لگتی ہے خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے........." حلیمہ بیگم ابھی وہی کھڑی تھی الیان کی بات پہ وہ فورا بولیں اور ساتھ ہی حیا کو اپنے ساتھ لگائے دعائیں دینے لگیں حیا انہیں بہت عزیز تھی

"امین........" حیا اور الیان دونوں نے کہا

"چلو جاؤ اب تم دونوں بھی جا کے سو جاؤ کافی ٹائم ہو گیا ہے صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے........" حلیمہ بیگم دونوں سے بولیں

"جی اچھا........"

دونوں کہتے ہوئے اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے اور حلیمہ بیگم بھی انہیں جاتا دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیئں

ہم بھی کبھی آباد تھے

ایسے کہاں برباد تھے

www.Novelshub.pk

بے فکر تھے

آزاد تھے

مسرور تھے

دلشاد تھے

وہ چال ایسے چل گیا

ہم بجھ گے دل جل گیا

(دشمن جان)

اب کون جانتا تھا کہ اس گھر کی خوشیوں کو نظر لگنے والی تھیں یا احمد ہاؤس کے مکینوں کی خوشیاں برقرار رہنے والی تھیں
یہ تو قسمت کے کھیل ہوتے ہے جب چاہے وہ اپنا کھیل کھیل لے۔ کسی کو کچھ کرنے کا قسمت کہاں موقع دیتی ہے

قسمت تو وقت کے ساتھ ملی ہوتی ہیں وقت کے ساتھ ساتھ یہ اپنے راز افشاں کرتی جاتی ہے جس میں کچھ لوگوں کے لیے خوشیاں ہوتی ہیں تو کچھ لوگوں کے حصے میں غم آجاتے ہیں اک سا وقت تو کبھی بھی نہیں رہتا اور ویسے بھی خوشیوں کا وقت تو ہمیشہ ہی کم ہوتا ہے کہتے ہیں وقت بے رحم ہوتا ہے جبکہ میں کہتی ہو وقت بے رحم نہیں ہوتا حالات بے رحم ہو جاتے ہیں پھر لوگ بھی بے رحم ہو جاتے ہیں وقت تو اپنی دھن میں

www.Novelshub.pk

بس چلتا رہتا ہے جس میں قسمت اپنے کھیل کھیلتی ہے اور پھر لوگ قسمت کو نہیں وقت کو کوسنے لگ جاتے ہیں

وقت نہیں بدلتا

حالات بدلتے ہیں

پھر لوگ بدلتے ہیں

ہاتھ اٹھائے ہے مگر

لب پہ دعا کوئی نہیں

کی عبادت بھی تو

وہ جس کی جزا کوئی نہیں

وقت نے وہ خاک اڑائی ہے

کہ دل کے دشت سے

قافلے گزرے ہیں

پھر بھی نقش پا کوئی بھی نہیں

خود کو یوں محصور کر بیٹھا ہو اپنے ذات میں

منزلیں چاروں طرف ہے

www.Novelshub.pk

راستہ کوئی بھی نہیں

وقت کا کام ہے گزرنا وہ تو مست اپنی رفتار میں گزر رہا تھا کہتے ہیں وقت کی ایک ہی خصوصیت ہے جیسا بھی ہو گزر جاتا ہے لیکن اپنی یادیں، نشانیاں، اداسیاں سب چھوڑ جاتا ہے جو کے بھولنے سے بھی کبھی بھول نہیں پاتی کیا کرے انسان بے بس ہے وقت، قسمت، حالات اور لوگ بڑی آسانی سے انسان کو مات دے جاتے ہیں اور وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پاتا احمد ہاؤس کی مکینوں پر تو وقت مہربان تھا لیکن رمض شہریار عرف شیر و وقت کی زد میں آچکا تھا وہ پہلے والا شیر و نہیں رہا تھا وہ بدل گیا تھا ان سنہری آنکھوں نے اس کی زندگی کو اجیرن بنا کے رکھ دیا تھا وہ چاہ کے بھی ان آنکھوں کو بھول نہیں پا رہا تھا اس کا دل ان آنکھوں کو دوبارہ دیکھنے کے لیے مچل رہا تھا وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے ہر روز وہاں جاتا تھا اس امید کے ساتھ کے شاید وہ وہاں پھر آئے لیکن وہ ہر دفعہ مایوس ہو کے ہی لوٹتا تھا وہ اس کو دوبارہ نہیں ملی تھی جب کے اس کا دل کرتا تھا کے بس اک دفعہ وہ اسے مل جائے اور وہ اس سے پوچھے کیا کیا ہے اس نے میرے ساتھ ؟
"میں اپنی دنیا میں خوش تھا جب سے تمہیں دیکھا ہے اک بے چینی سی ہے دل میں جو کے ختم نہیں ہو رہی"
وہ اس سے اس بے چینی کا علاج پوچھنا چاہتا تھا لیکن ہائے رے قسمت! وہ اسے اس دن کے بعد نظر نہیں آئی تھی وہ چاہ کے بھی اسے ڈھونڈ نہیں پا رہا تھا

"اک دفعہ تم مجھے مل تو سہی تمہاری آنکھیں نہ پھوڑی میں نے تو نام بدل دینا میرا..............." وہ کیچن میں کھڑا چائے بناتے ہوئے خود سے ہی بڑبڑا رہا تھا وہ تنگ آچکا تھا اک لمحے کے لیے بھی اسے سکون نہیں مل رہا تھا

www.Novelshub.pk

"کس کی آنکھیں پھوڑنی ہے بھائی آپ حکم کریں بندہ حاضر ہے........." وہ جو کب سے دروازے کی چوکھٹ کے ساتھ کھڑا اس کی بڑبڑاہٹ سن رہا تھا آخر کار بول ہی پڑا شیرو کی دروازے کی طرف پیٹھ تھی اپنے پیچھے سے آتی آواز پہ وہ رخ موڑتے ہی سختی سے گویا ہوا

"اسے ہاتھ بھی لگایا نہ تو ہاتھ توڑ کے رکھ دوں گا تمہارے......" عابد کو کہتے ہی اس نے رخ موڑا اور کپ میں چائے انڈیلنے لگ گیا

تیرے مست مست دو نین

میرے دل کا لے گئے چین

میرے دل کا لے گئے چین

تیرے مست مست دووووووو......

پہلے تو عابد نا سمجھی سے اسے دیکھتا رہا پھر جب کچھ سمجھ نہ آیا تو گانا گاتے ہوئے دروازے کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پہ بیٹھ گیا وہاں صرف دو ہی کرسیاں تھیں جن کے آگے اک چھوٹا سا میز پڑا ہوا تھا میز کے اوپر اک عام سی پلاسٹک کی ٹوکری پڑی ہوئی تھی جس میں کچھ بسکٹ کے پیکٹ اور چائے

www.Novelshub.pk

والے کیک رکھے ہوئے تھے چھوٹا سا کیچن تھا جس میں بس دیواروں کے ساتھ سیمنٹ کی شیلف بنے ہوئی تھیں شیلف کے اوپر ہی چولہار کھا گیا تھا جس کے آس پاس برتن بکھرے ہوئے تھے صفائی کی زحمت تو بلکل بھی نہیں کی گئی تھی دونوں کو سونے اور لوگوں کی ہڈیاں توڑنے سے فرصت ملتی تو صفائی کی طرف دھیان دیتے ناہ۔۔اب بھی کیچن کو صفائی کی اشد ضرورت تھی جس کی توقع صرف عابد شاہ نواز سے ہی کی جا سکتی تھی

وہ جو کپ میں چائے انڈیل رہا تھا گانے کے بول پر اس کے ہاتھ وہی تھمے تھے اک تو وہ پہلے ہی جنجھلایا ہویا تھا اور اوپر سے اس گانے نے اسے مزید تیش دلایا اس نے ہاتھ میں پکڑی چائے کی دیگچی کو وہی شیلف پہ پٹخا اور خطرناک تیور لیے وہ عابد کی طرف بڑھا اپنی طرف بڑھتے شیر و کے خطرناک تاثرات دیکھ کر اس کی زبان کو وہی بریک لگا تھا اور اس کے گلے سے گلٹی ابھر کے معدوم ہوئی تھی وہ جلدی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا تھا رخ اس کا شیر و کی ہی طرف تھا

"کیا ہوا ہے بھائی! گانا ہی تو گا رہا ہو........." عابد اس کے سنجیدہ تاثرات دیکھ کے گویا ہوا

"تمہیں یہی گانا ملا ہے گانے کو...ہاں......" وہ اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے تھوڑا اونچا بولا

"بھائی کل ہی سنا ہے اچھا لگا تھا مجھے اس لیے گا رہا تھا......" جیسے جیسے شیر و کے قدم اس کی طرف بڑھ رہے تھے ویسے ویسے ہی اس کے قدم پیچھے کی جانب اٹھ رہے تھے

"اب اگر تم نے یہ گانا گایا نہ تو دو دن تک تم اپنی ٹانگوں پر کھڑے نہیں ہو سکو گے........." شیر و کے کہنے پہ اس نے جھر جھری لی

www.Novelshub.pk

"گانا تو دور کی بات بھائی میں تو اسے زندگی میں دوبارہ سنوں گا بھی نہیں........." شیرو کے سنجیدہ تاثرات دیکھ کر وہ گھبرا ہی تو گیا تھا اس لیے فورا بولا اپنی ٹانگیں اسے بڑی عزیز تھیں اک گانے کے پیچھے وہ کیوں تڑوائے ؟

عابد کے کہنے پہ اس نے گہرا سانس لے کر خود کو پرسکون کیا اور پھر بنا کچھ کہے رخ موڑے دوبارہ کیچن کی طرف بڑھ گیا

"ہائے شکر خدا کا بچ گیا......" پیچھے سے عابد نے بھی پرسکون سانس خارج کی اور کہتے ہوئے وہ بھی اس کے پیچھے کیچن کی طرف بڑھ گیا اب وہ بلکل چپ کرسی پہ بیٹھا چائے کا انتظار کر رہا تھا

"کچھ پتا چلا اس کالے بلے کے بارے میں..........." شیرو نے اس کے سامنے میز پہ چائے رکھی اور خود بھی اس کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے گویا ہوا اس کا لہجہ سنجیدہ تھا

"جی بھائی سارا پتا لگوا لیا میں نے........."

"بتاؤ پھر..........." اس سے پوچھتے ہوئے شیرو نے میز پہ پڑی ٹوکری سے کیک اٹھایا جس پہ عابد کی نظر تھی

"بھائی ہمیشہ وہ ہی چیز کیوں لیتے ہیں جس پہ میری نظر ہوتی ہے........" وہ بس سوچ کے ہی رہ گیا بول کے مصیبت کو دعوت تھوڑی دینی تھی اس نے

"بھائی وہ چیمہ تو بڑا چالاک نکلا آپ کو ہیروں کے پیچھے بھیج کے اپنے بندے کو بھی آپ کے پیچھے لگا دیا اعتبار نہیں تھا اسے آپ پہ........" عابد نے بھی بتاتے ہوئے ٹوکری میں سے بسکٹ کا پیکٹ نکالا اور اسے کھول کے چائے میں ڈبو کے کھانے لگا

"کس کو لگا یا؟؟؟" شیر و نے پوچھتے ہوئے چائے کا گھونٹ بھرا

"بلیک ٹائیگر بقول آپ کے کالا بیلا وہ اسی کا ہی بندو تھا......... "اس نے بتایا

"اسے تو دیکھ کے ہی مجھے شک ہو گیا تھا کہ وہ اسی کا بھیجا ہوا ہے...... "کچھ نیا بتاؤ عابد......... "اسے کہتے ہوئے شیر و نے کپ میز پہ رکھا جو کے اب خالی ہو چکا تھا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے آنکھیں موند گیا

"بھائی اس نے جھوٹ بولا تھا آپ سے۔ ہیرے لانا تو بہت آسان تھا اس نے کوئی بڑا کام نکلوانا تھا آپ سے۔ آزما

رہا تھا آپ کو یا یہ سمجھ لے امتحان لے رہا تھا آپ کا...... "عابد نے بھی کہتے ہوئے چائے کا خالی کپ میز پہ رکھا

"امتحان لے رہا تھا......... اس نے عابد کی بات کو دہرایا

جو شیر و کا امتحان لیتا ہے وہ ہمیشہ ناکام ہوتا ہے عابد غلطی کی تھی اس نے مجھے آزمانے کی اور اسے ملا بھی کیا الٹا اپنا ہی نقصان کروا بیٹھا ہے... "وہ ویسے ہی آنکھیں موندے کہہ رہا تھا

"بھائی دشمنی پال لی ہے ہم نے............ "عابد نے اسے باور کروایا

"تم کب سے ڈرنے لگ گ ئے عابد؟؟"

"بھائی ڈر نہیں رہا......"

"تو پھر یہ پہلی دشمنی تھوڑی ہے پہلے بھی تو کئی دشمنیاں پالی ہوئی ہے ہیں ہم نے......... "شیر و نے اسے گویا یاد دلایا

www.Novelshub.pk

پہلے کی بات اور تھی بھائی پہلے اتنے طاقت وار لوگوں سے ہمارا پالا نہیں پڑا چیمہ کوئی چھوٹا آدمی نہیں ہے بھائی وہ بہت طاقت وار ہے اور دولت کی بھی اس کے پاس کمی نہیں ہے........" عابد نے بھی اس کی معلومات میں اضافہ کیا

"شیر و کبھی نہیں ڈرتا چیمے جسے لوگوں سے وہ دولت کے بل بوتے پر طاقت وار بن کے بیٹھے ہوتے ہیں اور دولت کے نشے میں وہ بس باتیں ہی کرنا جانتے ہیں اگر ان سے دولت چھین جائے نہ تو ان کے پاس اک مکھی مارنے کی بھی طاقت نہیں رہتی........" اب وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اسے سمجھا رہا تھا

"ڈرو نہیں عابد اگر اس نے کچھ کیا بھی تو نمٹ لے گ ئے ہم اس سے بھی......" اس کے چپ ہونے پہ جب عابد کچھ نہ بولا تو وہ پھر ہنستے ہوئے گویا ہوا

"بھائی میں ڈر نہیں رہا بس کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا ہے جب سے ہم واپس آئے ہیں دل پر سکون نہیں ہے ایسے لگ رہا ہیں جیسے ہم وقت کی زد میں آچکے ہیں بہت من مانی کر لی ہم نے اب وقت کی باری ہے وہ ہم سے ہماری خوشیاں چھین لے گا........" وہ سامنے دیوار کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا اس کے لہجے میں کچھ تھا کچھ کھو جانے کا خوف لمحے کے لیے تو شیر و بھی ٹھٹک گیا تھا

"اور بھائی میں نے نوٹ کیا ہے جب سے آپ آئے ہیں کھوئے کھوئے سے رہتے ہیں آپ میں بھی بدلاؤ آرہا ہے بھائی وہ وقت اور بھائی وہ لمحے ہمارے لیے اچھے ثابت نہیں ہو گ ئے۔۔۔" سامنے سے اس نے اپنی نظر ہٹالی تھی اب وہ شیر و کی طرف دیکھ رہا تھا جسے اسے پہلے سے ہی خبر دار کر رہا ہو

اس کے کہنے اور اس کے دیکھنے پہ شیر و کچھ دیر تک تو بول ہی نہ سکا عابد کو مسلسل اپنی طرف تکتا پا کر وہ کمزور سے لہجے میں گویا ہوا

"کچھ نہیں ہوتا عابد......(اس کی تسلی کھوکھلی تھی)جو ہوا دیکھا جائے گا۔۔۔۔۔۔"

تم پریشان نہیں ہو............"وہ مزید نہیں بیٹھ سکتا تھا عابد کی باتیں اس کے دل میں سوئی ہوئی بے چینی کو ہوا دے رہیں تھیں وہ جو سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا وہ عابد نے کہہ دیا تھا اس لیے وہ اسے کہتے ہوئے اٹھ گیا تھا

"بھائی وہ لڑکی آپ کے بارے میں کہیں پولیس کو کچھ بتا نہ دے............"وہ جانے ہی لگا تھا کے پیچھے سے عابد کے پوچھنے پر اس کے قدم وہی تھم گئے تھے

"نہیں بتائے گئی(اس نے رخ موڑا)وہ بہت ڈری ہوئی تھی اور پھر میں نے اسے دھمکی بھی دی تھی مجھے نہیں لگتا وہ کچھ بتائے گئی پولیس کو یا کسی اور کو بھی.........تم نے پتا کروایا اس کے بارے میں............"وہ عابد کی طرف دیکھتے ہوئے بے اختیار ہی پوچھ بیٹھا

"نہیں بھائی۔۔۔آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟وہ بھی کسی احساس کے تحت پوچھ بیٹھا

اس کے بارے میں بھی پتا کروانا تھا؟؟"وہ کھڑے ہوتے ہوئے پوچھنے لگا

"نہیں........."

www.Novelshub.pk

وہ کہتے ہوئے وہاں سے نکل گیا تھا اس کا دل بی جان کے طرف جانے کا تھا
عابد اسے تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا اس کے جاتے ہی اس نے اک نظر پورے کیچن
میں دوڑائی گندے کیچن کو دیکھ کر اس نے جھر جھری لی

"چل عابد شاہ نواز آج تو فارغ ہیں آج اپنا سارا وقت اپنے اس گندے سے کیچن کو دے دیکھ وہ تجھے بلا رہا ہے ...."

وہ گندے برتنوں کو دیکھتے ہوئے خود سے ہی کہہ رہا تھا اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے خود کو تیار کیا اور دھونے والے برتن اٹھا کر سنک میں رکھنے لگا جو کے چولہے کے دایئں طرف تھوڑے فاصلے پہ لگا ہوا تھا وہ برتن سنک میں رکھ نہیں رہا تھا بلکہ پٹخ رہا تھا اور برتن تھے بھی سٹیل کے اور انکے پٹخنے کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی ظاہر سی بات ہے پتا چلنا چاہیے تھا سب کو کہ
"عابد شاہ نواز دنیا کا سب سے مشکل ترین کام جو کہ کسی معرکے سے کم نہیں ہے وہ کر رہے ہیں"
داد لینا تو بنتا تھا نا

....

تیرے نام سے محبت کی ہے
تیرے احساس سے محبت کی ہے

www.Novelshub.pk

تم میرے پاس نہیں پھر بھی
تمہاری یاد سے محبت کی ہے
کبھی تم نے بھی مجھے یاد کیا ہو گا
میں نے ان لمحات سے محبت کی ہے
تم سے ملنا اک خواب سا لگتا تھا
میں نے تمہارے انتظار سے محبت کی ہے
(دشمن جان)

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے وہ دونوں صحن میں نیچے زمین پہ اگی ہوئی گھاس پہ بیٹھی ہوئی تھیں اور آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھیں بول تو بس ماہ نور رہی تھی حیا اس کی باتیں سنتے ہوئے وقفے وقفے بعد مسکرا دیتی تھی جب سے ماہ نور آئی تھی حیا سے ہی چمٹی ہوئی تھی اک لمحے کے لیے بھی وہ حیا کو اکیلا نہیں چھوڑ رہی تھی اب بھی وہ اپنے گزرے ہوئے دونوں کی روداد سنانے میں مصروف تھی پیچھے سے آتی آواز پہ اس کی زبان کو بریک لگا تھا

"تم دونوں اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟؟" ان کے پیچھے کھڑا خنان رعب دار آواز میں پوچھ رہا تھا

"او ایس پی تم پہ یہ رعب سوٹ نہیں کرتا۔ اور یہ جس طرح تم پوچھ رہے ہو کوئی مچھر کا بچہ بھی تمہیں جواب نہ دے اس لیے کوشش بے کار ہے،،،،،،،" ماہ نور اس کی طرف دیکھتے ہوئے فورا بولی

www.Novelshub.pk

"ماہ نور تم نہ اپنی زبان کم چلایا کرو........." وہ ان کے ساتھ ہی وہی زمین پہ بیٹھ گیا۔ اس نے حیا سے بات کرنی تھی کافی دن سے وہ مصروف تھا جس کی وجہ سے وہ حیا سے بات نہیں کر پا رہا تھا اور اوپر سے ماہ نور بھی اسے اک منٹ کے لیے بھی اکیلا نہیں چھوڑ رہی تھی لیکن آج اس نے تہیہ کر رکھا تھا کہ وہ حیا سے ضرور بات کرے گا کیا پتا اسے کوئی سراغ مل ہی جائے اور بلیک ٹائیگر سے وہ پوچھ پوچھ کے تھک گیا تھا اس نے کچھ بھی نہیں بتایا تھا وہ اپنا چپ کا قفل ہی نہیں توڑ رہا تھا حیا سے بات کرنا ضروری ہو گیا تھا

"خیریت ایس پی آج تم نے ہماری کمپنی کیسے جوائن کر لی........" اسے بیٹھتے دیکھ کر ماہ نور پھر بولی

"ماہ نور جاؤ چائے بنا کر لاؤ......" اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے حنان نے کہا وہ حیا سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا تھا ماہ نور کو وہاں سے بھیجنے کے لیے اس نے چائے کا کہا

"میں بنا کہ لاتی ہو............" ماہ نور منہ بسورے اٹھنے ہی لگی تھی کہ حیا فورا بولی حنان کے آتے ہی وہ وہاں سے جانے کے لیے پر تول رہی تھی چائے بنانا تو صرف اک بہانہ تھا وہاں سے اٹھ کے جانے کا

"نہیں ماہ نور بنا کے لائے گئی مجھے تم سے بات کرنی ہے حیا............" حیا سے کہتے ہوئے اس نے ماہ نور کی طرف دیکھا جو کچھ سمجھنے کے لیے کبھی حیا تو کبھی حنان کو دیکھ رہی تھی

"جاؤ ماہ نور..............." ماہ نور کو اٹھتا نہ دیکھ کر وہ پھر بولا

"جاتی ہو..........." وہ منہ بسورے کہتی ہوئی اٹھی اور اک تیکھی نگاہ حنان پہ ڈال کے اندر کی طرف بڑھ گئی

"اور ہاں فریج میں کباب بھی پڑے ہوئے ہیں وہ بھی فرائی کر کے لانا........" پیچھے سے حنان نے تھوڑی اونچی آواز میں کہا

www.Novelshub.pk

"کباب بھی فرائی کر کے لانا........." وہ بنا رو کے اس کی نکل اتارتے ہوئے اندر داخل ہو گئی اب آدھے گھنٹے تک اس کی واپسی کے کوئی اثار نہیں تھے اور حنان کے لیے یہ وقت بہت تھا

وہ کچھ دیر تک حیا کو دیکھتا رہا جو نظریں جھکائے اپنے دائیں ہاتھ سے گھاس پر نقش و نگار بنا رہی تھی اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ حنان نے واضح محسوس کی تھی

"کیسی ہو حیا؟؟؟؟" حنان نے بات کا آغاز کیا

"ٹھیک ہو......" مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا گیا

"تمہاری پڑھائی کیسے جا رہی ہے؟؟" اس کا لہجہ عام سا تھا

"اچھی..........." مختصر سا جواب نظریں اب بھی جھکی ہوئی تھیں

"فارغ کب ہو رہی ہو؟؟" ....حیا کا لاسٹ سمسٹر تھا اس لیے خنان نے پوچھا

"اک دو منتھ تک ہو جاؤ گئی........." حیا کے جواب دینے پر اس نے گہرا سانس لیا اور اک نظر اس کی جھکی ہوئی پلکوں کو دیکھا

"حیا وہاں پہ تیسرا کون تھا؟؟"

مزید اس سے کچھ پوچھے وہ اپ سیدھی بات پہ آیا تھا خنان کے پوچھنے پر حیا کے ہاتھ وہی ساکت ہوئے تھے

("اگر اس اے ایس پی یا کسی اور کو کچھ بھی بتایا تو شیرو کے قہر سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا سمجھی"........)

www.Novelshub.pk

اسے دھیمی سی آواز میں شیر و کے کہے ہوئے آخری الفاظ پھر سے سنائی دیے
اس نے اپنی جھکی ہوئی پلکیں اٹھا کے حنان کو دیکھا جو کے اسے ہی دیکھ رہا تھا حیا کو اپنی طرف دیکھتے پا کر اس نے اپنی بات وہی سے شروع کی

"دیکھو حیا اگر تم نے اسے دیکھا تھا تو پلیز بتا دو اسطرح چپ رہنے سے مسل ئے حل نہیں ہوتے مجھے اسے ڈھونڈنے میں آسانی ہوگئی اور میں نہیں چاہتا کہ وہ تمہیں کوئی بھی نقصان پہنچائے............"
میں نے اسے نہیں دیکھا تھا اس نے ماسک پہنا ہوا تھا...... اس نے جھوٹ بولا، وہ سچ کیسے بتاتی وہ شیر و کے الفاظ بھول نہیں پا رہی تھی
"اس نے تم سے کچھ کہا حیا؟؟" وہ حیا کے لیے پریشان تھا
"نہیں........ آپ کے پکارنے پہ اس نے بنا کچھ کہے مجھے چھوڑ دیا تھا"
اس نے پھر جھوٹ بولا وہ جھوٹ نہیں بولتی تھی لیکن شیر و کے لہجے نے اسے جھوٹ بولنے پر مجبور کر دیا تھا
حیا تم سچ کہہ رہی ہو نہ؟........ اسے تسلی نہیں ہوئی تھی
"میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے آپ سے یا کسی اور سے........؟؟؟ اس نے سوال کے بدلے سوال کر دیا تھا وہ دیکھ حنان کی ہی طرف رہی تھی اس کا لہجہ پر اعتماد تھا
"نہیں........ حنان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

www.Novelshub.pk

"یہ لو بن گئی تم لوگوں کی چائے......... "ماہ نور کی آواز پہ دونوں نے اپنی اپنی نظروں کا زاویہ بدلا ماہ نور دور سے ہی چلاتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہی تھی ہاتھ میں ٹرے پکڑا ہوا تھا جس میں تین کپ چائے کے اور اک پلیٹ میں فرائی کباب تھے ان کے پاس پہنچ کر اس نے ٹرے اپنے تینوں کے درمیان زمین پہ رکھا اور خود بھی انہیں کے انداز میں بیٹھ گئی

"مجھے بھیج کے کیا باتیں ہو رہیں تھیں ؟؟" بیٹھتے ہی اسنے دونوں کو اک اک نظر دیکھتے ہوئے پوچھا

"کچھ خاص نہیں حیا سے پڑھائی کا پوچھ رہا تھا" خنان بولا اور ساتھ ہی ٹرے میں سے چائے کا کپ پکڑا اور پلیٹ میں سے اک کباب بھی اٹھا لیا

""ہمم........ "ماہ نور نے کہتے ہوئے حیا کو چائے کا کپ پکڑیا جسے حیا نے ہنستے ہوئے تھاما ماہ نور ایسی ہی تھی وہ ہر چیز پہلے حیا کو دیتی اور بعد میں اپنے بارے میں سوچتی حیا سے بڑھ کر اس کے لیے کچھ بھی نہیں تھا اگر اس سے پوچھا جائے کے وہ حیا سے کتنی محبت کرتی ہے ؟ تو وہ کبھی بتا نہیں پائے گئی

محبت تو اک احساس کا رشتہ ہوتا ہے اسے ناپا تھوڑی جاتا ہے

اور یہ محبت اکثر آزمائش میں ڈال کر قربانی مانگ لیتی ہے کیا وہ اپنی محبت میں قربانی دے پائے گئی ؟

خیر وہ تو وقت نے بتانا تھا

"اور سناؤ ایس پی۔۔۔ بڑے مصروف ہو گئے ہو............ "ماہ نور چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولی

"ظاہر سی بات ہے پولیس والا ہو مصروف تو ہوں گا............ "خنان اتراتے ہوئے بولا

ابھی تک کوئی مجرم بھی پکڑا ہے ؟ یا ویسے ہی بس شوخیاں مار رہے ہو......... "ماہ نور ہی بولی تھی حیا تو چپ چاپ ان کی باتیں سنے چائے پینے میں مصروف تھی

www.Novelshub.pk

"تم جو سمجھو............"حنان نے بنا کوئی بحث کیے بات ختم کی اور ساتھ ہی چائے کا کپ جو کہ اب خالی ہو چکا تھا اسے ٹرے میں رکھا اور اٹھتے ہوئے بولا

"تم لوگ اپنی باتیں جاری رکھو میں تو چلا مجھے کچھ کام ہیں..........."کہتے ہوئے اس نے اک نظر حیا کو دیکھا جو کہ کپ لبوں سے لگائے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اندر کی طرف بڑھ گیا وہاں بیٹھے رہنا اس کے لیے فضول تھا کیونکہ اسے شفقت چیمہ کی فائل پہ کچھ کام کرنا تھا

"سڑیل........ کیا جانا تھا اس کا، کچھ دیر بیٹھ کے باتیں ہی کر لیتا........"اس کے جانے سے ماہ نور کا دل اداس ہو گیا تھا اور بے ختیار ہی دل کا شکوہ زبان پہ آ گیا تھا جیسے حیا نے واضح سنا اور اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا

"ہم کہاں تھے حیا؟ حیا کو اپنی طرف تکتا پا کر اسے احساس ہوا کہ وہ کیا بول گئی تھی اس لیے وہ فوراً بولی کہیں حیا اس سے کچھ پوچھ نہ لے

"ہاں یاد آ گیا..... تو پھر.............. وہ یاد آ جانے پہ پھر شروع ہو چکی تھی حیا نے کچھ سوچتے ہوئے اپنا کپ نیچے رکھا اور اس کی باتیں سننے کے لیے خود کو تیار کیا کیونکہ وہ جانتی تھی جب تک کوئی آ کے انھیں آٹھائے گا نہیں وہ چپ نہیں کرے گئی تب تک کے لیے اسے صبر سے کام لینا تھا وہ اس کی ناراضگی بھی تو افورد نہیں کر سکتی تھی

....

پریشانیاں نہیں جانتی تھیں مجھے تجھ سے پہلے
بے فکر تھی زندگی تیرے آنے سے پہلے

(وفا ظاہرا)

www.Novelshub.pk

"ایییییی..............................

وہ سڑک پار کرنے ہی لگی تھی کی کسی کی بائیک سے ٹکرا کر اوندے منہ زمین پر گری تھی زاوندے منہ گرنے سے اس کی ناک زمین پہ زور سے لگی تھی درد کی وجہ سے وہ چلائی تھی

"دیکھے باجی وہ سامنے بلی کا بچہ آگیا تھا اسے بچانے کے چکر میں آپ کو لگ گئی.................." عالیان جلدی سے بائیک سے اتر کر اس کے پاس آکے بولا جو کہ وہی زمین پہ اپنی ناک پکڑے بیٹھی تھی

عالیان کی زبان سے اپنے لیے باجی کا لفظ سن کے اسے ایک سو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا تھا وہ اپنی ناک کے درد کو بھول کر اس کی طرف دیکھتے ہوئی بولی

"یہ باجی کس کو کہا ہے تم نے؟ میں تمہیں باجی لگ رہی ہو اک تو میری ناک کا ستیاناس کر دیا اوپر سے باجی............" وہ جھجلا ہی تو گئی تھی

"دیکھیے محترمہ اٹھ جائے ٹریفک بلاک کی ہوئی ہیں آپ نے............" الیان نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا

"وفا،،،وفا ابراہیم نام ہے میرا............" وہ اک انداز سے بولی اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اٹھ گئی

"جو بھی ہے........." الیان نے کہتے ہوئے اپنا ہاتھ کھینچا

"اؤ مسٹر سوری تو تم نے مجھے کہا ہی نہیں وہ کون بولے گا؟"

وہ جانے ہی لگا تھا اسے جاتا دیکھ کر وہ اپنی ناک پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی

"الیان کسی سے معافی نہیں مانگتا............" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا

"آووو... مسٹر یہ ڈائیلگز بازی بند کرو تمہاری غلطی ہے اس لیے تمہیں سوری کہنا چاہیے........." وہ بھی اسی کے انداز میں بولی

www.Novelshub.pk

واٹ ایور... میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا ہے غلطی سے غلطی ہوئی اور اس طرح کی غلطی،،،، غلطی نہیں ہوتی............" وہ کہتے ہوئے اپنی بائیک کی طرف بڑھ گیا تھا

"عجیب..........." اسے تو سمجھ ہی نہیں آئی تھی کہ وہ کہہ کے کیا گیا ہے وہ نا سمجھی سے اس کی بائیک کی طرف دیکھتے ہوئے بڑبڑائی جو کہ اب کافی دور چلی گئی تھی

"وفا تم مجھے وہاں سے بتائے بغیر ہی آ گئی میں تمہیں وہاں ڈھونڈ رہا تھا اور ملی مجھے تم یہاں پہ ہو......"

وہ اپنی ناک پہ ہاتھ رکھے دور جاتی ہوئی بائیک کو دیکھ رہی تھی اپنے قریب سے آتی آواز پہ اس نے اپنی نظروں کا زاویہ پکارنے والے کی طرف کیا

"تم یہاں پہ کیا کر رہی ہو؟؟ اور یہ تمہاری ناک پہ کیا ہوا ہے.............." شیر و نے اس کی ناک کو دیکھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا اور ساتھ ہی اس کی ناک دیکھنے کے لیے اس ہاتھ ہٹایا

"گر گئی تھی رمض بھیا........" وہ روندھی ہوئی آواز میں بولی شیرو کے پوچھنے پہ اسے درد بڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا

"وفا خون بہہ رہا ہے تمہاری ناک سے..........."

"بس بائیک سے ٹکرا کے گری ہو وہ اندھا تھا شاید.............." اب کی بار تو درد کی وجہ سے آنسو بھی نکلنے کو تیار تھے

"کون تھا وہ؟؟" وہ کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑے چلنے لگا

"پتا نہیں کون تھا؟" وہ منہ بسورے اس کے پیچھے چلتے ہوئی بولی

www.Novelshub.pk

"اب کہاں لے کے جائے رہے ہیں مجھے گول گپے کھانے ہیں............"

پہلے ہی ان گول گپوں کے چکر میں ناک تڑوا بیٹھی ہو پھر بھی تمہیں کھانے ہیں؟.........ڈاکٹر کے پاس جا رہے ہیں خون بہت بہہ رہا ہے چیک کروالے کہیں ہڈی نہ ٹوٹ گئی ہو.........وہ اب بائیک کے پاس پہنچ چکے تھے اس سے ناک کو دبا کر رکھو تا کی خون نہ بہے............ شیر و نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہی اپنی جیب سے رومال نکل کر اس کی طرف بڑھایا جسے پکڑتے ہی وفا نے اپنی ناک پہ رکھا

"بیٹھو اب............"شیر وا سے کہتے ہوئے بائیک پہ بیٹھا وہ بھی منہ بسورے اس کے پیچھے بیٹھ گئی اب انکا رخ ہسپیٹل کی جانب تھا جاتے ہوئے وفا نے اک حسرت بھری نگاہ گول گپوں والی ریڑھی پہ ضرور ڈالی تھی

___________-____--____

____

چلو بازی عشق کھیلتے ہیں

تم جیتے تو ہم تمہارے

ہم ہارے تو تم ہمارے

(وفا ظاہرہ)

حیاااااااااا............

وہ ابھی یونی کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی ہی تھی کہ دور سے ہی علیزہ اسے پکارتے ہوئے اس کے قریب آئی

"حیاااا میں بہت خوش ہو........."اس نے حیا کو دونوں بازوں سے پکڑ کر گھومایا

www.Novelshub.pk

"علیزے کیا ہوا ہے؟؟" وہ اس کی حرکت دیکھ کر حیران ہو رہی تھی اور آس پاس گزرتے ہوئے سٹوڈنٹ بھی انہیں عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے

"حیا میری منگنی ہے........" وہ شرماتے ہوئے بولی

"کب............"

"سنڈے کو........."

"مجھے اب بتا رہی ہو............" وہ اس کی طرف ناراضگی سے دیکھتے ہوئے بولی اور آگے بڑھنے لگی انداز صاف ظاہر تھا وہ ناراض ہو گئی ہے

"حیا میری بات تو سنو............" وہ اسے پکارتے ہوئے اس کے پیچھے چل دی

حیاااا......... کوئی جواب نہ پا کر وہ پھر بولی پھر بھی کوئی جواب نہ آیا

"حیا آج کلاس نہیں ہو گی........." وہ اس کے سامنے آتے ہوئے بولی حیا نے اسے گھورا

"حیا وہاں بیٹھ کے بات کرتے ہیں............" علیزہ نے تھوڑے فاصلے پہ زمین پہ اگی ہوئی چھوٹی چھوٹی گھاس کی طرف اشارہ کیا جہاں پہلے بھی کچھ سٹوڈنٹ بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے

"میں کلیر کرتی ہو نہ........ حیا کا جواب نہ پا کر وہ پھر بولی وہ کچھ بھی کہے بغیر گھاس پہ جا کہ بیٹھ گئی علیزہ بھی اس کے سامنے بیٹھی اب وہ دونوں امنے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں حیا کا بیگ درمیان میں تھا اور علیزہ نے اپنا بیگ اپنی دائیں طرف رکھا تھا

"حیا دیکھو اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہے مجھے بھی کل رات کو پتا چلا ہے ماما بابا نے سب پلان کر کے مجھے بتایا اور تمہیں پتا ہے وہ لنگور مجھے بلکل بھی پسند نہیں ہے"

www.Novelshub.pk

"کیوں؟؟" حیا نے حیرانگی سے پوچھا

کیونکہ میں اس سے محبت نہیں کرتی......... "وہ لاپرواہی سے بولی

"محبت (حیا مسکرائی) محبت کا کیا ہے وہ تو ہو جائے گئ منگنی کے بعد بھی...... حیا مسکراتے ہوئے بولی

حیا میں ان عام لڑکیوں کی طرح نہیں ہو جو اپنی زندگی کا کیا ہوا فیصلہ چپ چاپ مان لیں گئیں میں علیزہ شاہ ہو اپنی زندگی کے فیصلے خود کرنے والی... اور میں شادی بھی اسی سے کرو گئی جس سے مجھے (انگلی سے اس نے اپنی طرف اشارہ کی) علیزہ شاہ کو محبت ہو گی...... "وہ حیا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی اس کا لہجہ پختہ تھا

"تو پھر یہ منگنی کیوں کر رہی ہو خود ہی کہہ رہی ہو کے تمہیں اس سے محبت نہیں ہے......"

"انکار کی ابھی کوئی وجہ نہیں ہے... جس دن مجھے وجہ ملی نہ اسی دن انگھوٹی اتار کے اس لنگور کے منہ پہ ماروں گئی"

"یہ وجہ کب ملے گئی؟؟؟"

"جب علیزہ شاہ کو کسی سے محبت ہو گئی...... "اس نے کہتے ہوئے آنکھ ونک کی

"اور یہ محبت کب ہو گی؟؟"

"یہ تو مجھے نہیں پتا......... لیکن جب بھی ہو گی سب سے پہلے تمہیں ہی بتاؤ گئی"

"اگر تمہیں اس لنگور سے ہی محبت ہو گی تو؟؟؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، کہ مجھے (اس نے اپنی طرف اشارہ کیا) اس سے محبت ہو"...... دیکھ وہ حیا کو رہی تھی

www.Novelshub.pk

"اور تمہیں اس سے محبت کیوں نہیں ہو گی؟؟" اک تو حیا کو سوال کرنے کی بہت عادت تھی

"کیوں کہ وہ میرے سپنوں کا راجہ نہیں ہے........ اس نے ہنستے ہوئے کہا جس پہ حیا بھی ہنس دی

"تم بھی نہ علیزے........ "حیا بھی ہنستے ہو بولی

"حیا..........."علیزہ نے اس کی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے اسے پکارہ

کیا؟؟ اس سے پوچھتے ہی حیا نے اپنے درمیان میں رکھا ہوا بیگ اپنی گود میں رکھا

حیا تمہاری مسکراہٹ بہت پیاری ہے یہ کسی کو اپنا دیوانہ ضرور بنائے گی........ وہ اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے بولی اس کے کہنے پہ حیا نے اس کی طرف دیکھا

"حیا اک بات بولو......" اسے اپنی طرف تکتا پا کر وہ پھر بولی

"ہمممم........ "حیا نے کہتے ہوئے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائی اور اپنے بیگ میں سے کتاب نکلنے لگی

"حیا تم بہت اچھی ہو........ "علیزہ نے کہتے ساتھ ہی اس دائیں گال پہ کِس کی بیگ میں سے کتاب نکلتے اس کے ہاتھ وہی ساکت ہوئے کیوں یہ حرکت علیزہ نے پہلے دفعہ کی تھی اس سے پہلے اس نے اسے کبھی نہیں کیا تھا حیا کو اک قسم کا دھچکا ہی تو لگا تھا کِس کرتے ہی وہ وہاں سے بھاگی کہیں حیا تھپڑ ہی نہ لگا دے

حیا نے حیرانگی سے اسے دور جاتے ہوئے دیکھا اس کا رخ کنٹین کی جانب تھا

"پاگل...... اس کے دور جاتے ہی حیا اپنے گال کو ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے بڑبڑائی اور پھر سر جھٹکتے ہوئے کتاب کھول کر اس میں سے کچھ نوٹ کرنے لگی

www.Novelshub.pk

؛

ـ

"کون ہے؟ عابد تجھے تو کوئی بھی سکون سے سونے نہیں دیتا........"

وہ صحن میں رکھی گئی چارپائی پہ سویا ہوا تھا دروازے پہ مسلسل ہونے والی دستک پہ وہ ویسے ہی آنکھیں موندے بڑبڑایا لیکن شاید دستک دینے والا بھی ڈھیٹ تھا بتانے کے بجائے مزید زور سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا

"ابے رک جا... دروازہ توڑنا ہے کیا آرہا ہوں میں........" وہ اٹھا اور دروازہ کھولا جو کہ چند قدم پہ ہی تھا

"کیا ہے ابے تیرے باپ کا مال ہے جو ایسے کھٹکھٹا رہا ہے تو........" وہ دروازہ کھولتے ہی غصے سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے ہوئے چلایا

"شیرو کہا ہے......؟" سامنے والے نے اس کے کہے کو نظر انداز کرتے ہوئے مطلب کی بات کی وہ بحث نہیں کر سکتا تھا اس کے پاس وقت کم تھا

"کون شیرو...؟" وہ ابھی تک نیند میں تھا اس لیے پوچھ بیٹھا اور اس کا اسطرح سے پوچھنا سامنے والے کو تپا گیا تھا

اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیسے اسے بتائے کہ وہ کس شیرو کی بات کر رہا ہے کیونکہ وہ اس کہ نام کے علاوہ کچھ جانتا ہی نہیں تھا اور اس کو پیچھے کی ٹنشین مزید بوکھلا رہی تھی

"بولوں کیا بات ہے........" وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اپنے پیچھے سے آتی آواز پہ موڑا اس کے پیچھے ہی شیرو کھڑا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

www.Novelshub.pk

"باس نے بھیجا ہے مجھے.........وہ شیر و کو سامنے دیکھ کے فورا بولا

"کون باس............؟" شیر و نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا وہ اس کے چہرے پہ کچھ تلاش رہا تھا

"چیمہ صاحب......" اس کے لہجے میں اختر ام تھا

"چلو اندر چل کے بات کرتے ہیں...... ہٹو سامنے سے......" وہ اسے اندر آنے کا کہتے ہوئے عابد سے بولا جو وہی پہ آنکھیں موندے دروازے کی چھوکٹ کو پکڑے کھڑا تھا شیر و کے کہنے پہ اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں اور وہاں سے ہٹ کے دوبارہ چارپائی پر جا کے لیٹ گیا ابھی اس کا ارادہ مزید سونے کا تھا شیر و عابد کی طرف تیکھی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اسے لیے میٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا

"ہاں بولو اب........" اب وہ میٹنگ روم میں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے بات کا آغاز شیر و نے کیا

"باس نے آپ سے ہیر و کا کہا تھا وہ کہاں ہیں......وہ لینے آیا ہو" شیر و کے پوچھنے پہ اس نے اپنے آنے کا مقصد بتایا اس کی نظریں نیچے اپنے جوتوں پہ تھیں اور شیر و کی نظریں اس کے چہرے پہ۔اس نے اپنی آنکھیں کیوں جھکائی ہوئی تھیں وجہ صرف وہ ہی جانتا تھا

"ہیرے تو بلیک ٹائیگر کے پاس ہیں......" شیر و کے بتانے پر اس نے اپنی جھکی ہوئی آنکھوں کو اٹھا کے شیر و کی طرف دیکھا جو کے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں خوف شیر و نے واضح دیکھا تھا وہ خوف جو کسی اپنے کو تکلیف میں دیکھتے ہوئے ہوتا ہے

"وہ تو پولیس کے پاس ہے......" اس کے چہرے پہ اک سایہ سالہرایا تھا جو کے شیر و کی آنکھوں سے چھپ نہیں سکا تھا

www.Novelshub.pk

"تو ہیرے بھی پولیس کے پاس ہو گئے........." شیر وانجان بنتے ہوئے بولا

"تم نے اسے ہیرے دیے تھے...؟ وہ آپ سے تم پر آگیا تھا

"ہاں میں نے اسے دیے تھے... اس نے کہا کے چیمے نے کہا ہے کہ اڈے پہ آنے کی ضرورت نہیں مجھے دے دو... تو میں نے دے دیے" اب اس سے جا کے پوچھوں کے کہاں ہیں؟" اس نے جھوٹ بولا تھا شاید اس کے پلین میں شامل تھا

"تم جھوٹ بول رہے ہو......" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تھوڑا اونچا بولا

"یہ ہی سمجھ لو......" شیر و نے کہتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی

"تمہیں باس چھوڑے گ ئے نہیں اس لیے سچ سچ بتا دو ہیرے کہاں ہیں...؟" اس نے ڈرانے کی کوشش کی سامنے بھی شیر و تھا اس نے ڈرنا کہا سیکھا تھا وہ تو ڈراتا تھا

"شیر و اپنی بات دوبارہ نہیں دوہراتا......" وہ لاپرواہی سے بولا انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ ان چھوٹی چھوٹی دھمکیوں سے نہیں ڈرتا

"دیکھ لیں گ ئے تمہیں بھی......" وہ جان گیا تھا شیر و سے بحث کرنا فضول ہے اس لیے وہ اسے کہتے ہوئے جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا

"تم کون ہو......؟" شیر و بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہوا

"بتانا ضروری نہیں سمجھتا......" وہ کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا شیر و کی سوچتی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا

اس کے جاتے ہی شیر و نے اپنے قدم سوئے ہوئے عابد کی طرف بڑھائے

"اٹھو........"

اس کے پاس پہنچتے ہی وہ عابد کے منہ پہ زوردار تھپڑ مارتے ہوئے بولا یہ اس کا عابد کو اٹھانے کا طریقہ تھا کیونکہ وہ اس کی آواز سے نہیں اس کے تھپڑ سے ہی اٹھتا تھا

"کیا ہے بھائی........"

وہ آنکھوں کو ملتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

"یہ جو ابھی آیا ہوا تھا اس کے بارے میں ساری انفارمیشن اکھٹی کرو.....اس کے پیچھے جاؤ" عابد سے کہتے ہوئے وہ وہی لیٹ گیا جہاں عابد لیٹا ہوا تھا

"جی بھائی....." وہ کہتے ساتھ ہی وہاں سے بھاگا تھا کہیں وہ دور نا چلا جائے اور پھر اسے انفارمیشن لانے میں زیادہ محنت نہ کرنی پڑے

عابد کے جاتے ہی اس نے سونے کے لیے آنکھیں بند کی تھیں آنکھیں بند کرتے ہی اسے وہ آنکھیں نظر آئی تھیں جنھوں نے اس کا سکون چھینا ہوا تھا اب وہ آنکھیں دیکھ کے غصہ نہیں ہوا تھا بلکہ انہیں دیکھتے ہی اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے نیند کی وادیوں میں چلا گیا تھا

..............................^..................=..............................

تمہاری محبت پر آمین

تمہارہ غصہ سر آنکھوں پر

تمہاری انا قبول

تمہاری ضد منظور

www.Novelshub.pk

شرط صرف اتنی ہے
محبت میں شامل کوئی تیسرا نہ ہو

"کیا کر رہی ہو حیا...؟"

وہ اپنی الماری میں منہ دیے ہینگ ہوئے کپڑوں کو آگے پیچھے کر کے دیکھ رہی تھی ماہ نور کے پوچھنے پہ اس نے اپنا منہ باہر نکالا

"علیزے کے ساتھ کہیں جانا ہے سمجھ نہیں آ رہا کون سے کپڑے پہنوں..." وہ بتاتے ہوئے دوبارہ الماری میں گھس گئی

"کہاں جانا ہے ؟" ماہ نور پوچھتے ہوئے اس کے پیچھے بیڈ پہ بیٹھ گئی الماری میں ہینگ کیے ہوئے کپڑے اسے صاف نظر آ رہے تھے

"پتا نہیں اسی نے ہی کہیں لے کے جانا ہے......"

"میں بھی ساتھ چلو........." ماہ نور کے کہنے پہ اس نے اپنا رخ موڑا

"کوئی ضروت نہیں ہیں.........."

"وہ لائٹ پنک پہن لو وہ اچھا ہے........" ماہ نور نے اک جوڑے کی طرف اشارہ کیا جو کہ اس کی نظروں کے بلکل سامنے تھا

"ہاں یہ ٹھیک ہے یہ ہی پہن لیتی ہو........" حیا اس جوڑے کو باہر نکالتے ہوئے بولی

www.Novelshub.pk

"تم یہی بیٹھو میں چینج کر کے آئی علیزے پہنچنے والی ہو گئی ہمیں جلدی نکلنا ہے........" وہ ماہ نور سے کہتی واش روم کی طرف بڑھ گئ

"یہ تم کس خوشی میں تیار ہو کہ بیٹھی ہو......" وہ چینج کر کے آئی ہی تھی کہ ماہنور کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بلکل تیار کھڑا دیکھ کے بولی

"تمہارے ساتھ جا رہی ہو..." وہ بنا اس کی طرف دیکھے آنکھوں میں کاجل لگاتے ہوئے بولی

"تمہیں لے کے کون جا رہا ہے میں تو بلکل بھی نہیں اس لیے یہ تیاری فضول ہے"

حیا کہتے ہوئے اس کے ساتھ ہی کھڑی ہو گئ اب دونوں کا عکس شیشے میں بلکل صاف نظر آ رہا تھا حیا نے لائٹ پنک کلر کی پیروں تک آتی فراک ذیب تن کی ہوئی تھی جو کہ بلکل سادہ تھی بس گلے پہ سفید رنگ کے موتیوں کا کام تھا پنک ہی باریک ساڈوپٹہ دائیں کندھے پہ سیٹ کیا ہوا تھا جبکہ ماہ نور نے گھٹنوں تک آتی بلیک رنگ کی فراک اور اس کے نیچے جینز پہنی تھی اس نے بھی اپنا دوپٹہ دائیں کندھے پہ سیٹ کیا ہوا تھا

"میں تمہارے ساتھ جا بھی نہیں رہی میں تو علیزے کے ساتھ جاؤ گئی......" کہتے ساتھ ہی اس نے کاجل نیچے رکھا اور شیشے میں خود کر دیکھ کر مسکرائی اس کی تیاری مکمل تھی

"وہ میری دوست ہے اسے جو میں کہو گئی وہ وہی کریں گی خوامخوہ کسی خوش فہمی میں مت رہو......" حیا کے کہنے پہ ماہنور نے شیشے میں ابھرتے اس کے عکس کو دیکھا وہ اپنے بالوں میں برش چلاتے مسکرا رہی تھی ماہ نور کے دیکھنے پہ اس کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی

www.Novelshub.pk

"کیا دیکھ رہی ہو......" ما نور کو اپنی طرف مسلسل تکتا پا کر وہ گویا ہوئی اور ہاتھ میں پکڑا برش نیچے رکھا

"حیا تمہاری آنکھیں کتنی پیاری ہیں......" ماہ نور نے اس کی سنہری آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تم نے پہلی دفعہ دیکھی ہیں........"

"جب بھی تمہاری آنکھیں دیکھتی ہوں مجھے پہلے سے زیادہ پیاری لگتی ہیں........" اس سے کہتی ہوئی وہ اس کے پیچھے آ کھڑی ہوئی اور اس کے کالے ریشمی سے لمبے بالوں کی چٹیا بنانے لگی

"کیونکہ میری آنکھیں ماں پہ ہیں اس لیے............." حیا نے شیشے میں اپنی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا اسے خود بھی اپنی آنکھیں بہت پسند تھیں اس کی آنکھیں بلکل اپنی ماں پہ تھیں موٹی اور سنہری... جبکہ ماہ نور کی آنکھیں اپنے بابا پہ تھی چھوٹی چھوٹی سی۔ وہ دونوں خوبصورت تھیں لیکن حیا اپنی آنکھوں کی وجہ سے زیادہ پر کشش دکھتی تھی

"ہاں نہ اسی لیے......" وہ حیا کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی تھوڑے سے بالوں کو آزاد چھوڑتے ہوئے چٹیا کو گلابی رنگ کی چھوٹی سی پونی میں قید کیا

"حیا بی بی وہ آپ کی دوست نے ہارن بجا بجا کہ کانوں کے پردے پھاڑ دیے ہیں جلدی آئے........" وہ ابھی تک اپنی آنکھوں کو دیکھنے میں ہی مگن تھی کہ نسرین کی آواز پہ اس کا سحر ٹوٹا وہ جو نیچے لاونج میں ہی کھڑی چلا رہی تھی

"آ رہی ہو... علیزے سے کہو ہارن بجانا بند کرے...... چلو ماہ نور........" حیا بھی اسی کے انداز میں چلائی اور ساتھ ہی ماہ نور کو بھی چلنے کا کہا جو کہ نیچے بیٹھی اپنی سینڈل کے سٹرائک بند کر رہی تھی

www.Novelshub.pk

"بس ہو گیا...... چلو...... "ماہ نور نے سینڈل میں قید اپنے پیروں کو اک نظر دیکھا پھر جلدی سے اٹھتے ہوئے حیا کے پیچھے بھاگی جو کے کمرے سے نکل گئی تھی

"خدا کی لیے علیزے ہارن کم بجایا کرو تم تو اوپر ہاتھ رکھ کے اٹھنا ہی بھول جاتی ہوں کتنی دفعہ میں تم سے کہہ چکی ہوں لیکن تم صدا کی ڈھیٹ، کوئی اثر نہیں ہوتا تم پہ......... حیا خود تنگ آچکی تھی مسلسل بجتے ہارن سے اس لیے وہ اسے تھوڑی سخت آواز میں کہتے ہوئے اس کے ساتھ ہی آگے والی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے بیٹھ گی اور اس کے پیچھے ہی ماہ نور بھی پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گی

"کیسی ہو ماہ نور؟"علیزے نے حیا کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ماہنور سے پوچھا اور ساتھ ہی انگیشن میں چابی گھمائی گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز نے وہاں پہ چھائے سناٹے کو چیرا

"میں تو بلکل ٹھیک ہو تم بتاؤ حیا کو کہاں لے کے جانے کے ارادے تھے تمہارے...؟"اس کا لہجہ شرارتی تھا

"تم نے ان ارادوں پہ مٹی ڈال دی ہے اب تمہارے ہوتے ہوئے میں اسے کہاں لے کے جاسکتی ہوں......" وہ سامنے دیکھتے ہوئے تاسف سے بولی

"سیدھے سیدھے بتاتی ہو یا میں کوئی اور طریقہ استعمال کرو......"ماہ نور اب کی بار ڈرانے والے لہجے میں بولی لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ بھی تھی

"نا نا بہن کوئی بھی طریقہ استعمال مت کرنا میں شرافت سے ہی بتا دیتی ہوں...... علیزہ کے کہنے پہ حیا مسکرائی تھی

"بتاؤ......"ماہ نور نے کہتے ہوئے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی اور گردن موڑے شیشے کے پار گزرتے مناظر کو دیکھنے لگی

www.Novelshub.pk

"جب میں تین سال کی تھی تب ہمارے گھر اک فیملی آئی تھی......

علیزہ نے بتانا شروع کیا

"سلطان احمد، ان کی اہلیہ فاطمہ احمد اور ان کا بیٹا رمض شہریار" ان کا بیٹا تب چھ سال کا تھا اور میں تین سال کی ہم دونوں کی بہت بنتی تھی وہ مجھے اپنی چھوٹی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتا تھا ماما، بابا شروع سے ہی اپنے اپنے کاروبار میں بزی رہے ہیں ان کے پاس میرے لیے شروع سے ہی وقت نہیں ہوتا تھا......"

اس کے لہجے میں مایوسی گھلنے لگی تھی

"پھر وہ لوگ آئے اور دو سال تک ہمارے ساتھ رہے میرے زندگی کے وہ دو سال میرے لیے بہت اہم ہیں فاطمہ مجھ سے بلکل اپنی بیٹے کے جتنا پیار کرتی تھیں میں نے بس وہ دو سال اپنوں کی محبت میں گزارے ہیں..."

گزرے واقعات یاد آنے پہ اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی تھی حیا اور ماہ نور اپنی پوری توجہ سے سن رہیں تھیں

"پھر اک دن اچانک وہ سب مجھ سے ملے بغیر چلے گئے وہ کہا گئے تھے بس بابا جانتے تھے ان کے جانے کے بعد میں ہر روز رات گئے تک ان کے انتظار میں دروازے کے سامنے بیٹھی رہتی تھی لیکن وہ لوگ واپس نہیں آئے، آہستہ آہستہ میں نے ان کا انتظار کرنا چھوڑ دیا لیکن ان کی یاد سے میں چاہ کر بھی چھٹکارہ حاصل نہیں کر پائی..."

بتاتے ہوئے اس کی دائیں آنکھ سے اک انسو نکل کر گال پہ پھسلا تھا

www.Novelshub.pk

"آج میں ان سے ملنے جا رہی ہو......" وہ نم آنکھوں سے مسکرائی اور ساتھ ہی اپنی گال پہ پھسلا ہوا آنسو صاف کیا

"اور تم لوگوں کو پتا ہے میں رمض کی ماما کو میں "فاطمہ "ہی کہتی تھی اور میرے فاطمہ کہنے پہ جب وہ مسکراتی تھی اف ان کی وہ مسکراہٹ جان لیوہ ہوتی تھی میں نے آج تک ان کی مسکراہٹ کو مس کیا ہے......"

حیا نے اک دم سے اس کے لہجے میں دنیا بھر کی خوشیوں کو سموتے دیکھا تھا

"آج میں ان سے ملنے کے لیے کتنی بے تاب ہو میں بتا نہیں سکتی تم لوگوں کو......" اس کا خوشی سے پر نم لہجہ گاڑی کی خاموشی میں اک جلترنگ سا بکھیر رہا تھا

"تمہارے چہرے سے ہی پتا لگ رہا ہیں کہ تم کتنی خوش ہو......" حیا کی آواز بھی اس خاموشی میں بکھرنے لگی تھی

حیا کے کہنے پہ وہ دونوں مسکرائی تھیں

"آگے گاڑی نہیں جا سکتی ہمیں پیدل جانا ہو گا......" علیزہ سڑک کے دائیں طرف تھوڑی سی کھلی جگہ پہ گاڑی پارک کرتے ہوئے بولی وہاں شہر سے تھوڑے فاصلے پر اک چھوٹی سی آبادی تھی جس کی سڑکیں تنگ تھی صرف بائیک ہی گزر سکتی تھی جہاں انہوں نے گاڑی پارک کی تھی وہاں پہلے بھی تین گاڑیاں کھڑی تھیں وہ تینوں باہر نکلی اور اپنے ارد گرد دیکھنے لگی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے ان کا استقبال کیا

"اس گلی کی طرف جانا ہے ہم نے......" علیزہ اک گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی اپنے قدم بھی اس طرف بڑھائے ماہ نور اور حیا بھی بنا کوئی سوال وجواب کیے اس کے پیچھے چل پڑیں

"یہ رہاان کا گھر...... مل گیا مجھے..." علیزہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا، وہ تو اسے خوش ہو رہی تھی جیسے اس کے ہاتھ قارون کا خزانہ لگ گیا ہو

حیا اور ماہ نور تو یک ٹک اس کے چہرے کو ہی دیکھے جا رہی تھیں

"اس طرح سے تو مت گھورو..." دونوں کو اپنی طرف تکتا پا کر وہ تھوڑی نروس ہوئی

"دستک دو اب..." اسے ویسے ہی کھڑا دیکھ کر ماہ نور بولی

"میں نہیں دوگئی......" علیزہ تو صاف مکر گئی

"تو پھر کون دے گا..." حیا اور ماہ نور اسے دیکھتے ہوئے بیک وقت بولیں

"حیا......" اس نے حیا کی طرف اشارہ کیا

"دستک دینے پہ تمہارے یہ حالات ہیں ان کے دیکھنے اور ملنے پہ پتا نہیں کیا کرو گئی......" حیا نے اس سے کہتے ہوئے دروازے پہ دستک دی ماہ نور اس کے دائیں جانب کھڑی تھی اور علیزہ بائیں جانب وہ ان دونوں کے درمیان دروازے کے بلکل سامنے کھڑی تھی دروازہ کھولنے والا صرف اسے ہی دیکھ سکتا تھا پہلی دستک پہ دروزاہ نہ کھلنے پر اس نے دوسری دفعہ دستک دی علیزہ کا دل تو دھک دھک کر رہا تھا جب کہ ماہ نور اشتیاق سے دروازے کو دیکھے جا رہی تھی اس کو دروازہ کھولنے والے کو دیکھنے کا بے صبری سے انتظار تھا دوسری دستک پہ بھی کوئی جواب نہ آنے پر حیا نے دوبارہ دستک دینے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ دروازہ اک دم کھولا۔ دروازہ کھولنے والی شخصیت کو دیکھ کر حیا کی آنکھیں خوف سے پھیلی تھیں اور اس کا ہوا میں معلق ہاتھ

www.Novelshub.pk

یک دم ہی بے جان ہو کہ پہلو میں گھیرا تھا سامنے کھڑی شخصیت کا حال بھی اس سے کچھ کم نہیں تھا دونوں اک دوسرے کو یک ٹک دیکھے جا رہے تھے اک کی آنکھوں میں خوف تھا تو دوسرے کی آنکھوں میں بے یقینی..................

تم سامنے کیا آئے یک طرفہ بہار آئی
آنکھوں نے میری گویا فردوس نظر دیکھا

تم سامنے کیا آئے یک طرفہ بہار آئی
آنکھوں نے میری گویا فردوس نظر دیکھا

وہ جو عابد کے جانے کے بعد گہری نیند سو چکا تھا دروازے پہ ہونے والی دستک پہ دوبارہ ہوش کی دنیا میں آیا تھا اس کی آنکھ پہلی دستک پہ ہی کھل چکی تھی دوسری دستک پہ وہ بیزاریت کے ساتھ دروازے کی جانب بڑھا تھا لیکن سامنے کھڑی سنہری آنکھوں والوں لڑکی کو دیکھ کر اس کی آنکھیں بےیقعنی سی پھیلی تھیں ابھی تو کچھ دیر پہلے ہی وہ ان کو یاد کر کے سویا تھا اور اس کے دل نے ان آنکھوں کو دوبارہ دیکھنے کی تمنا بھی کی تھی کیا وہ

www.Novelshub.pk

سچ میں اس کے سامنے کھڑی تھی یا پھر اس کا وہم تھا وہ ابھی اسی شش و پنج میں تھا کہ حیا کی آواز نے اس کی بے یقینی کی کفیت کو ختم کیا

"میں تمہیں پکڑوانے نہیں آئی........." شیر و کو اپنی طرف مسلسل تکتا پا کر اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے اس لیے جو منہ میں آیا بول دیا اس کی آواز پہ شیر و کا جو سکتہ ٹوٹا تھا اس کے الفاظ پہ دوبارہ طاری ہوا تھا لیکن الفاظ کی گہرائی کو ماپنے کے بعد شیر و کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھائی دی تھی سات سالوں میں پہلی بار وہ آج دل سے مسکرایا تھا اور اس کی یہ مسکراہٹ جان لیوا تھی

"کون ہے آپ؟ اور مجھے کیوں پکڑوائے گئیں......؟" سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی وہ انجان بن گیا تھا اور اس کا انجان بن جانا حیا کو پر سکون کر گیا تھا وہ مزید اس سے کچھ کہتی کہ علیزہ نے اسے بازوں سے پکڑ کر سائڈ پہ کیا اور خود شیر و کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولی

"یہ سلطان احمد کا گھر ہے نا ہم ان سے ملنے آئے ہیں" اس کے پیچھے ماہ نور بھی منظر عام پہ آچکی تھی

"ہاں انہیں کا گھر ہے مگر آپ لوگ کون ہیں.........؟" وہ پہلی دفعہ اپنے سامنے تین تین لڑکیوں کو دیکھ کر تھوڑا جھجک رہا تھا

"تو پھر ٹھیک ہے پیچھے ہٹو اور ہمیں اندر آنے دو........." علیزہ, شیر و کو سائڈ پہ کرتے ہوئے اندر داخل ہوئی لیکن ماہ نور اور حیا وہی کھڑی رہیں

www.Novelshub.pk

"لڑکیوں وہاں کیوں کھڑی ہو اندر آؤ میری فاطمہ کا گھر ہے......" وہ ان دونوں کو وہی کھڑا دیکھ کر بڑے بزرگوں کی طرح بولی شیر و تو بس آنکھیں پھاڑے علیزہ کے انداز کو دیکھ رہا تھا

حیا اور ماہ نور تو اک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھوں ہی آنکھوں میں الفاظ کے تبادلے کر رہیں تھیں

ماہ نور کی آنکھیں پوچھ رہیں تھیں کہ

"اندر جائیں........." جبکہ حیا اس کی آنکھوں کا مفہوم سمجھتے ہوئے مسلسل سر نفی میں ہلا رہی تھی

"یہ آنکھ مٹکا بعد میں کر لینا پہلے اندر آؤ تم دونوں........." ان دونوں کی طرف سے کوئی بھی جواب نہ پا کر اب کی بار وہ تھوڑا رعب سے بولی۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی دونوں کو اندر آنا ہی پڑا

"آپ لوگ ہیں کون ؟؟" شیر وں تو مسلسل اک ہی بات پوچھ رہا تھا ان تینوں کو اپنے گھر داخل ہوتے دیکھ کر اس کے ہوش اڑے تھے

"پہلے کہیں بیٹھاؤں تو سہی پھر بتاتے ہیں۔ کون ہے ہم ؟ اب کی بار ماہ نور کی زبان نے بولنے کا شرف حاصل کیا تھا علیزہ تو چار سو نظریں دوڑائے گھر کا جائزہ لینے میں مصروف تھی اور حیا پلکیں جھکائے، دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی کے ناخن کو منہ میں دیے کسی سوچ میں گم دکھائی دے رہی تھی

"دیکھیں اس طرح کسی کے گھر بنا اجازت آنا اچھی بات نہیں ہے اور میں آپ لوگوں کو جانتا بھی نہیں ہو پلیز آپ لوگ جائے یہاں سے........." شیر وں نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں باہر کا راستہ دکھایا اس کی نظریں بار بار بھٹک کر حیا کی جھکی ہوئی پلکوں پر جا رکتی تھیں

www.Novelshub.pk

"فاطمہ کہاں ہیں ؟؟" شیر وں کی بات کو سرے سے ہی نظر انداز کرتے ہوئے علیزہ نے پوچھا وہ گھر کا جائزہ لینے کے بعد اب شیر و کو دیکھ رہی تھی جو بلیک پینٹ کے اوپر بلیو شرٹ پہنے اور چہرے پہ بیزاریت لیے اس کے سامنے کھڑا تھا ہمیشہ کی طرح اب بھی اس کے ماتھے پہ بلیک پٹی بندھی ہوئی تھی اور پٹی پہ اس کے بکھرے ہوئے گھنے بال اسے پرکشش بنا رہے تھے علیزہ کی آنکھوں نے اس کی خوبصورتی کو سراہا تھا

"کون فاطمہ ؟" شیر و نے آنکھیں سکوڑے پوچھا

"فاطمہ احمد، سلطان احمد کی زوجہ........." بتاتے ہوئے علیزہ کا دل دھڑکا تھا

اس کے واضح بتانے پہ شیر و کو اچانک ہی تکلیف نے اپنے گھیرے میں لیا تھا وہ تکلیف جو اپنے کسی بہت ہی قریبی اور محبت کرنے والے کو کھو جانے کے بعد اس کی یاد آنے پر انسان کو اپنی لیپٹ میں لیتی ہے ایسی تکلیف جس کا کوئی مرہم بھی نہیں ہوتا

شیر و نے اس تکلیف سے چھٹکارہ پانے کے لیے دائیں ہاتھ سے اپنے چہرے کو مسلا اور ماتھے پہ بکھرے بالوں کو پیچھے کیا جو کہ اس کے ہاتھ نیچے کرنے سے پہلے ہی دوبارہ سے ماتھے پہ بکھر گئے تھے

"قبر میں......" اس نے کیسے یہ دو لفظ ادا کیے تھے بس وہ ہی جانتا تھا اس کا لہجہ ٹوٹے ہوئے کانچ کی دی ہوئی تکلیف جیسا تھا جو کہ تینوں نے واضح محسوس کیا تھا وہ تینوں اب اسے یک ٹک افسوس بھری نظروں سے دیکھ رہیں تھیں

"جائیں اب........." ان تینوں کو اپنی طرف تکتا پا کر وہ اب کی بار تھوڑا سختی سے بولا

www.Novelshub.pk

اس کے کہنے پہ علیزہ اک دم بے جان ہو کہ کچی زمین پہ بیٹھی تھی اس کو تھوڑا وقت لگا تھا شیر و کی بات کو سمجھنے میں

سمجھ آجانے پہ جو اسے انکشاف ہوا تھا وہ اس کے لیے جان لیوا ہی تو تھا اس کی آنکھوں سے آنسو لڑی کی مانند بہنے لگے تھے وہ بے آواز رو رہی تھی حیا اور ماہنور اس کے پاس بیٹھی دلاسہ دے رہیں تھیں اور شیر و تو اسے یوں روتا دیکھ کر حیران ہو گیا تھا علیزہ کو روتا دیکھ کر ایک ہی سوچ اس کے دماغ میں چبھ رہی تھی

"یہ کون ہے جو اس کی ماں کا سن کر یوں رو رہی ہے وہ تو اکیلا تھا اپنی ماں کے مرنے پہ رونا والا اور تو کوئی بھی نہیں تھا اس کے پاس تو کوئی ایسا رشتہ بھی نہیں تھا جو اسے چپ کرواتا یا اس کے ساتھ مل کے روتا تو پھر یہ کون تھی ؟ جو برسوں بعد اس کی ماں کے مرنے پہ یوں رو رہی تھی"

وہ ابھی تک انہیں سوچو میں گم تھا کہ اک دم سے اس کے ذہین میں اک چھوٹی سی معصوم سی گڑیا کا عکس ابھرا تھا جو شاید چلتے ہوئے گر گئی تھی اور روتے ہوئے "فاطمہ ، فاطمہ" پکار رہی تھی

"زوو........" شیر و کے لبوں نے ہلکی سی سر گوشی کی تھی وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھا تھا وہ اس کے قریب پہنچ کر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا وہ جو حیا کے سینے پہ سر رکھے بے آواز آنسو بہا رہی تھی شیر و کو اپنے سامنے بیٹھا دیکھ کر اس نے سر اٹھایا اور اپنی روتی ہوئی آنکھوں سے اس نے شیر و کو دیکھا

"زوو......" اسے اپنی طرف تکتا پا کر شیر و نے ہلکی سی آواز میں تصدیق چاہی

علیزہ نے روتی ہوئی آنکھوں سے سر ہاں میں ہلایا۔ماہنور اور حیا تو کبھی روتی ہوئی علیزہ کو دیکھتیں تو کبھی چہرے پہ سوچوں کا جال بچھائے شیر و کو

اس کے سر ہلانے پر شیر و نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسوؤں کو صاف کیا

www.Novelshub.pk

"رو نہیں جانے والے چلے ہی جاتے ہیں ان کے جانے پہ آنسو نہیں بہانے چاہیے ہمارے آنسو ان کو تکلیف دیتے ہیں ہمیں بس ان کے حق میں دعا کرنی چاہیں تا کہ انہیں بھی فائدہ ہو اور ہمیں بھی......وہ اسے نرمی سے تسلی دے رہا تھا جب وہ یوں رو رہا تھا اس کے پاس کوئی بھی نہیں تھا جو اس طرح کے الفاظ سے اس کے درد کو کم کرتا۔ لیکن علیزہ کے پاس تو تھا نہ اس کا بھائی اگر وہ اسے تسلی نہ دیتا تو خود بھی ٹوٹ جاتا اور عرصہ ہوا تھا رمض شہریار نے خود کو توڑنا چھوڑ دیا تھا

شیرو کے سمجھانے پہ علیزہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی اور حیا تو اس کے نرم سے لہجے میں کھو ہی تو گئی تھی شیرو کے نرمی سے کہے گے الفاظ اس کے دل کی گہرایوں میں جذب ہو رہے تھے وہ شیرو سے پہلی ملاقات میں خوفزدہ ہوئی تھی دوسری دفعہ بھی اسے سامنے دیکھ کر وہ پہلے سے زیادہ خوف زدہ ہوئی تھی لیکن ابھی اس کے الفاظ سن کر اس کا خوف کہیں دور جا سویا تھا وہ آنکھوں میں عقیدت کے جذبات لیے شیرو کو دیکھ رہی تھی وہ جانتی تھی یہ وہی ہے جس کے الفاظ کی بازگشت نے اسے دو دن تک سونے نہیں دیا تھا شیرو کے انجان بننے پہ وہ بھی انجان بن گئی تھی

ایسا ہے تو پھر ایسے ہی سہی

علیزہ کو مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرایا تھا

"اٹھو پھر اندر چلو......بھائی کے گھر آئی ہو تھوڑی خاطر تواضع کرواؤ آتے ساتھ ہی رونے کا شغل لے کے بیٹھ گئی ہو......" شیرو نے کہتے ہوئے حیا کی طرف دیکھا۔ وہ جو اس کی مسکراہٹ میں کھوئی ہوئی تھی اچانک اس

www.Novelshub.pk

کے دیکھنے پہ گڑبڑاتے ہوئے اس نے اپنی نظروں کا زاویہ ماہنور کی طرف موڑا۔شیر و کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کھڑے ہوتے ہوتے ہوئے اپنا ہاتھ علیزے کی طرف بڑھایا علیزہ بھی نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اپنے بھائی کا ہاتھ تھامے کھڑی ہوئی اور اس کے ساتھ ہی حیا اور ماہ نور بھی کھڑی ہوئیں اور وہ حیا کی طرف دیکھتے ہوئے علیزہ کا ہاتھ تھامے اندر کی جانب بڑھ گیا ان کے جاتے ہی حیا اور ماہ نور نے اک دوسرے کی طرف حیرانگی سے دیکھا

"اتنی عزت........" صدمے کے مارے حیا کی آواز ہی کہیں دب گئ تھی بامشکل ہی ماہ نور نے سنی تھی

"کیا جانا تھا اس کا اگر ہمیں بھی اندر آنے کا کہہ دیتا....." ماہنور نے منہ بسورا

"جانا چاہیے......؟" سوال حیا نے کیا

"بلکل بھی نہیں۔۔بھائی کے ملتے ہی ہمیں بھول گئی تمہاری دوست......" ماہ نور تو تپی بیٹھی تھی کب سے وہ بس دیکھنے کا شغل ہی منا رہی تھی اسے تو کوئی پوچھ بھی نہیں رہا تھا

"ایسی نہیں ہی وہ...

آپ لوگ بھی اندر آجائیے......" وہ مزید علیزہ کے حق میں بولتی اندر سے آنے والی شیر و کی آواز پہ وہ دونوں اندر کی جانب بڑھ گئیں

....

وفا کی جنگ مت کرنا بہت بے کار جاتی ہے

زمانہ جیت جاتا محبت ہار جاتی ہے

www.Novelshub.pk

ہمارا تذکرہ چھوڑ دو ہم ایسے لوگ ہیں جن کو
نفرت کچھ نہیں کہتی، محبت مار جاتی ہے

شیر وسے ہیروں کا سن کر اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی کیوں کے اسے اپنے جگر کے ٹکڑے کو تکلیف میں دیکھنا تھا وہاں سے وہ بے جان قدموں سے اٹھ کر آیا تھا اس کے پاس ہمت نہیں بچی تھی جو اسے اس کے باس تک لی جاتی پھر بھی وہ مردہ قدموں سے چل رہا تھا
ڈر کر منظر سے غائب ہو جانے سے مسئلے حل نہیں ہوتے ان کے سامنے ڈٹ کر رہنے سے ہی مسئلے حل ہوتے ہیں
اسے بھی اب اس مشکل کا سامنا کرنا تھا بلکل اسی طرح جس طرح سے وہ شروع سے کرتا آیا تھا وہ اپنی ہی سوچ میں گم باس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا
وہ جو اپنی سٹڈی روم میں بیٹھا چائے پیتے ہوئے کھڑکی سے باہر کے مناظر کو دیکھنے میں محو تھا اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کو محسوس کر کے اس نے اپنی ریوالونگ چیر کا رخ موڑا سامنے کھڑے موکی کو دیکھ کر اس نے چائے کا کپ پاس پڑی ٹیبل پہ رکھا
"شیر وسے ملے تم......" وہ اب پوری طرح سے موکی کی طرف متوجہ تھا اس کی نظریں موکی کی جھکی ہوئی آنکھوں پر تھیں

www.Novelshub.pk

وہ ہر کسی سے بات کرتے ہوئے اپنی آنکھیں کیوں جھکا لیتا تھا؟ اس کے پیچھے کوئی خاص وجہ تھی جو کہ آشکار ہونے کے لیے وقت کے رحم و کرم پر تھی

"جی باس......" مختصر جواب

"تو پھر ہیرے کہاں ہیں؟" اس کی نظریں ہنوز موکی کے چہرے پہ ٹکی تھیں

"پولیس کے پاس......" وہ مختصر سے الفاظ کیسے ادا کر رہا تھا صرف وہ ہی جانتا تھا

اس کے باس کا چہرہ اک دم غصے کی لپیٹ میں آیا تھا

وہ جھوٹ بول رہا ہو گا......" اس کے لیے یقین کرنا مشکل تھا

"اس نے جھوٹ نہیں بولا ہیرے پولیس کے پاس ہی ہیں........."

"تم اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتے ہو موکی......... کیا تم بول گے تھے اپنی سزا کو......" باس کے کہنے پہ اس نے اپنی جھکی ہوئی آنکھوں کو بند کر کے کھولا تھا وہ کیسے بول سکتا تھا اپنی سزا کو۔ ہیروں کا سن کر سزا کے ڈر سے ہی تو اس کی ٹانگیں بے جان ہوئی تھی باس کے ہر نقصان پہ سزا کا حقدار وہی ٹھہرتا تھا کیا کرتا وہ اس کے بس میں تو کچھ بھی نہیں تھا اس نے تو اک عرصے سے خود کو وقت کے حوالے کر دیا ہوا تھا

وہ کچھ نہیں بولا تھا بس ویسے ہی بے بس کھڑا رہا

"تھانے میں جو نیا اے ایس پی آیا ہے اس کے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کرو........." تھوڑی دیر کے وقفے کے بعد اسے اپنے باس کی آواز سنائی دی

www.Novelshub.pk

پہلے اس سے ہیروں کے بارے میں نرمی سے بات کرنا رشوت کا لالچ بھی دینا۔اگر وہ مان جاتا ہے تو ٹھیک اگر نہیں مانتا تو کوئی کمزوری دیکھ لینا اس کی۔اس کے بعد تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے ......" اس کے باس نے اک نیا کام اس کے زمے لگا دیا تھا

"جی باس......" موکی بولا

"اور ویسے بھی یہ نیا اے ایس پی کچھ زیادہ ہی تنگ کر رہا ہے اس کی لگامیں بھی کھنچنا ضروری ہیں..." چیمہ صاحب کچھ سوچتے ہوئے بولے

"سمجھ رہے ہو نا......" اس کی طرف سے کوئی بھی جواب نہ پا کر اس نے تصدیق چاہی

"جی باس........" وہ یوں ہی نظریں جھکائے بولا

"جاؤ اب......" رعب دار آواز میں جانے کی اجازت دی گئی

وہ سر ہلاتا جانے کے لیے مڑا مگر دروازے کے قریب پہنچ کر اس کے قدم باس کی آواز پہ روکے

"آج اپنے بیٹے سے ملتے ہوئے جانا...... موکی" اس کے باس نے اسے سزا کا حکم سنا دیا تھا

موکی نے دوبارہ اپنا رخ موڑا رخ موڑتے ہی اس نے اپنے باس کو ترحم بھری نظروں سے دیکھا تھا اس کے یوں دیکھنے پہ چیمے کے چہرے پہ طنزیا مسکراہٹ ابھری۔موکی کے گلے میں گلٹی ابھر کے معدوم ہوئی تھی وہ اپنے باس کی طنزیا مسکراہٹ کو زیادہ دیر تک دیکھ نہیں سکتا تھا وہ اک سیکنڈ کی بھی تخیر کیے بنا وہاں سے نکلا تھا بیرونی گیٹ سے باہر نکلتے ہی اس کے قدم چلنے سے انکاری ہو گے تھے اور وہ وہی گھٹنوں کے بل گرنے کے انداز میں زمین پر بیٹھا تھا اس کا باس اس کو اپنے بیٹے سے تب ہی ملنے دیتا تھا جب وہ اپنی کوئی زمہ داری نبھا

www.Novelshub.pk

نہیں پاتا تھا نقصان اس کے باس کا ہوتا تھا اور سزا وہ اور اس کا بیٹا بھگتے تھے اس کا باس اسے براہ راست تکلیف نہیں پہنچاتا تھا بلکہ اس کے بیٹے کے زریعے اسے تکلیف دیتا تھا جو کے موکی کے لیے بہت ازیت ناک ہوتی تھی اپنے بیٹے کا سوچتے ہوئے اس کی دائیں آنکھ سے اک آنسو نکلا تھا جسے اس نے ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر باقی آنسوؤں کو باہر آنے سے روکا تھا

اپنے آنسوؤں کو اپنے اندر ہی انڈیلتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا اسے خود کو اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے تیار کرنا تھا کبھی تو وقت بھی اس پہ مہربان ہو گانا۔تب تک کے لیے اسے اپنی تکلیفوں کو صبر کے ساتھ جھیلنا تھا

....

قدم یہ چلے یارو کے

اب اسی کے واسطے

دل مجھے دے اگر

درد دے اسکا پر

اس کی ہو وہ ہنسی

گونجے جو میرا گھر

اے خدا، اے خدا

جب بنا اس کا ہی بنا............

www.Novelshub.pk

وہ تینوں لاونج میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں حیالاونج کا جائزہ لینے میں مصروف تھی،علیزہ بلکل چپ اپنے سامنے میز پہ پڑے گلدان پر نظریں جمائے فاطمہ کے ساتھ اپنے ماضی کے بتائے ہوئے خوبصورت لمحوں کو یاد کر کے آنکھوں میں آئی نمی کو اندر دیکھلنے میں مصروف تھی،ماہ نور اپنے موبائل پہ کچھ ٹائپ کر رہی تھی جبکہ رمض شہریار انہیں وہاں بیٹھا کہ خود کیچن میں چائے بنانے کے لیے چلا گیا تھا

آہستہ آہستہ لاونج کے نزدیک آتی آواز پہ تینوں نے بیک وقت دروازے کی طرف دیکھا تھا جہاں عابد اپنی درد بھری آواز میں ارجیت سنگ کے گانے کے بول گنگناتا ہوا اندر داخل ہوا اور بنا آس پاس دیکھے لاونج میں سائڈ پر رکھی گئی چارپائی پر لیٹ گیا اس کی ٹانگیں چارپائی سے نیچے لٹک رہیں تھیں اور وہ آنکھیں بند کیے گنگنائے ہی جا رہا تھا

اس کی آواز میں اک سحر تھا جو کہ تینوں نے محسوس کیا تھا کمرے میں موجود خاموشی میں اس کی آواز اک جلترنگ سا بکھر رہی تھی

"عابد کچھ شرم کرو۔گھر میں مہمان آے ہوئے ہیں"

وہ اپنی دلکش آواز میں مزید گنگناتا لیکن اپنے پاس سے آتی شیرو کی آواز پہ وہ رکا اس کے روکتے ہی خاموشی میں بکھرتا جلترنگ سحر کی طرح سیکنڈز میں ختم ہوا اور پھر وہی خاموشی کمرے کی چار دیواری نے محسوس کی جو کہ اس کے آنے سے پہلے چار سو چھائی ہوئی تھی

"کیوں مذاق کر رہیں ہیں ہمارے گھر میں کس مہمان نے آنا ہے بھائی ہم دونوں کا اک دوسرے کے علاوہ اس دنیا میں ہے ہی کون جو مہمان بن کے آے گا ہمارے گھر... ہم سے ملنے......" وہ یوں ہی آنکھیں بند کیے

www.Novelshub.pk

بڑبڑایا کمرے میں خاموشی کی وجہ سے اس کی بڑبڑاہٹ وہاں پہ موجود چاروں نفوس نے سنی تھی حیا اور علیزہ کے دل کو کچھ ہوا تھا جبکہ ماہ نور سر جھٹکتے دوبارہ موبائل پہ مصروف ہوگئی اسے دوسروں کے مسئلوں سے کوئی لینا دینا نہیں تھا اس کے پاس اپنے ہی مسئلے بہت تھے وہ تو بس یہاں آ کے پچھتا ہی رہی تھی

"آنکھیں کھولوں اور سامنے دیکھو........." شیر وغصے سے دانت پیستے ہوئے بولا

"کون ہے وہاں...؟ وہ منہ بسورتے ہوئے اٹھ بیٹھا اپنے سامنے بیٹھی تین تین لڑکیوں پر نظر پڑتے ہی وہ اچھل کے کھڑا ہوا

"یہ کون ہیں؟ یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟ کہیں آپ نے انہیں کڈنیپ تو نہیں کیا؟..." دوسرا فقرہ اس نے حیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ اسے پہچان گیا تھا اور تیسرا فقرا اس نے شیر و کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"بکواس بند کرو......" آنکھوں سے تنبیہ کی

"کون ہے یہ؟" اس کی تنبیہ کو سمجھتے ہوئے عابد نے بھونیں اچکا کے پوچھا

"یہ علیزہ ہے...زوو...... جس کے بارے میں تمہیں بتاتا تھا میں......" شیر و نے علیزہ کی طرف اشارہ کیا

"اور ساتھ اس کی دوستیں ہیں......" وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کے دیکھنے پہ علیزہ اور حیا کھڑی ہوئیں ان دونوں کو کھڑا ہوتا دیکھ کر ماہنور بھی کھڑی ہوئی

"اسلام علیکم!"

عابد نے مودبانہ انداز میں سلام کیا جس کا جواب بیک وقت تینوں نے دیا

www.Novelshub.pk

"بھائی اب ہمیں چلنا چاہیے......"علیزہ تھوڑا سا آگے آئی

ابھی تو تم لوگ آئے ہو میں چائے بنا رہا تھا چائے پی کے جانا......"شیروان کے جانے کا سن کر اداس ہوا

"پھر کبھی سہی اب تو آتی جاتی رہو گئی......"علیزہ نے کہتے ہوئے اپنے کندھے پہ لٹکے بیگ سے ایک کارڈ نکالا

"اس اتوار میری منگنی ہے رمض بھائی ضرور آئے گا میں انتظار کروگئی......"اس نے کہتے ہوئے وہ کارڈ شیرو کی طرف بڑھایا

"یہ اس حلیے میں آئے گا......؟"کارڈ کو تھامتے ہوئے شیرو نے ماہ نور کی سرگوشی سنی تھی

وہ مزید کچھ اور بھی بولتی لیکن حیا کی گھوری پر وہ چپ ہوئی

سن تو عابد نے بھی لیا تھا شیرو کی بات ہو اور وہ چپ رہے یہ کس کتاب میں لکھا تھا؟اس لیے وہ بھی فورا دوبدو بولا

"کیا ہے اس حلیے کو واضحت دینا پسند کرئے گئی آپ......"

"غنڈوں جیسا تو حلیہ اپنا رکھا ہے تم دونوں نے......"ماہ نور نے شیرو کے ساتھ اسے بھی گسیٹا

وہ بلیک ٹروزر کے اوپر بلیک ہی گھٹنوں تک آتی قمیض پہنے کھڑا حیا اور علیزہ کو تو پرکشش لگ رہا تھا لیکن ماہ نور کو تو اک آنکھ بھی نہیں بھا رہا تھا اسے سخت چڑ تھی اس طرح کی ڈریسنگ کرنے والے مردوں سے۔اس لیے بنا کچھ سوچے سمجھے اس نے دونوں کی ڈریسنگ پہ چوٹ کی تھی

"ہم نے غنڈوں جیسا حلیہ اپنا نہیں رکھا۔ہم ہیں ہی غنڈے......"عابد نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا ماہ نور اور علیزہ کو تو فرق نہیں پڑا تھا لیکن عابد کی بات سنتے ہی حیا کا رنگ ضرور اڑا تھا

www.Novelshub.pk

"یہاں سے جاؤ عابد........."

وہ جو ان دونوں کی گفتگو سے بے نیاز حیا کو چوری چوری دیکھ رہا تھا عابد کی بات پہ اس کی بدلتی رنگت دیکھ کر اس کے دل میں اک ٹھیس اٹھی تھی اسلیے وہ سخت لہجے میں بے اختیار ہی اونچا بول گیا

"لیکن بھائی وہ......

میں نے کہا نہ جاؤ یہاں سے........."

عابد مزید کچھ کہتا اس سے پہلے ہی شیر و نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پہلے سے بھی تیز آواز میں کہا حیا کا خوف سے پیلا پڑتا چہرہ شیر و کے حواس سلب کر رہا تھا
"زو میں ضرور آؤ گا...... وہ مسکرایا وہ جو اس کے اونچا بولنے کی وجہ سے سانس روکے کھڑی تھیں اس کے مسکرانے پہ ان کی جان میں جان آئی
اور آپ بے فکر رہے میں اس حلیے میں نہیں آؤ گا......وہ اب نرمی سے علیزہ سے کہتے ہوئے ماہ نور سے بھی مخاطب ہوا وہ چاہے غنڈہ ہی سہی لیکن وہ عورت کی عزت کرنا جانتا تھا اس کی یوں کہنے سے ماہ نور کو شرمندگی تو ہوئی لیکن وہ پھر بھی بنا کچھ ظاہر کروائے وہاں سے نکل آئی تھی
"بھائی اس کی طرف سے میں.........ماہ نور کے جاتے ہی علیزہ نے معزرت کرنی چاہی لیکن شیر و اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی بول پڑا

www.Novelshub.pk

"بہنیں یوں کہتی اچھی نہیں لگتیں...... تم بے فکر ہو کے جاؤ تمہارا بھائی ان چھوٹی موٹی باتوں پہ کان نہیں دھرتا......" شیرو نے ہنستے ہوئے اپنی آنکھیں سکوڑئی

"آپ آئے گئے نا...؟" علیزہ نے یقین دہانی چاہی
"آپ ہو گئی وہاں......؟" علیزہ کی بات کا جواب دینے کے بجائے وہ چپ کھڑی حیا سے مخاطب ہوا
حیا نے منہ بسورے فورا سرہاں میں ہلایا حیا کے انداز نے شیرو کے دل کو اندر تک سرشار کیا تھا وہ ہلکا سا مسکرایا اف اس کی جان لیوا مسکراہٹ
"آؤ گا اب تو ضرور آؤ گا تم بلکل بھی فکر مت کرنا تمہارہ بھائی تمہاری منگنی پہ ضرور آے گا......" اس نے علیزہ کو یقین دہانی کروائی
"میں انتظار کروگئی...... اب ہمیں اجازت دیں......" علیزہ نے ہنستے ہوئے کہا
"جاؤ............" سر کو خم دیتے ہوئے اجازت دی گئی
"چلو حیا......" وہ حیا کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکل آئی اب ان کا واپسی کا سفر خاموشی سے ہی گزرنا تھا

....

کبھی مصروف لمحوں میں اچانک دل جو دھڑکے تو
کبھی بے چین سے ہو کر اگر ہر سانس تڑپے تو
سمجھ لینا محبت کا اشارہ ہے تمہیں ہم نے پکارہ ہے

www.Novelshub.pk

ان کے جانے کا بعد اس کا دل پھر سے بے چین ہو گیا تھا حیا کو سامنے دیکھ کر جو خوشی اس کے دل کو ہوئی تھی اس کے جانے کے بعد وہ پھر غم میں بدل گئی تھی وہ اداس اداس سا چولہے کے اوپر رکھی گئی چائے کو ابلتے ہوئے دیکھ رہا تھا

"بھائی......" عابد کے پکارنے پہ اس نے بنا کچھ کہے چولہا بند کیا اور چائے کپ میں انڈیلنے لگا

"بھائی......"کوئی جواب نہ آنے پر اس نے پھر پکارہ

"بولوں........." وہ چائے کپ میں انڈیل چکا تھا

"ناراض ہیں......؟"مان سے پوچھا گیا

"کیا نہیں ہونا چاہیے......؟"وہ اس سے پوچھتے ہوئے وہی کیچن میں رکھی گی کرسی پر بیٹھ گیا چہرے پہ ناراضگی کے عنصر صاف نمایاں تھے

"بھائی اس نے بات ہی ایسی کی تھی...... مجھ سے رہا نہیں گیا" وہ چہرے پہ معصومیت لاتا بولا اور ساتھ ہی جلدی جلدی سے اپنے لیے چائے کو کپ میں انڈیلا اور وہی شیرو کے ساتھ کرسی گسیٹ کے بیٹھ گیا

"میں نے تمہاری ایسے تربیت تو نہیں کی تھی کہ تم گھر آئے مہمانوں کے ساتھ اسطرح سخت لہجے میں بات کرو..."

"بھائی معاف کر دے نہ آئندہ ایسا نہیں کرو گا......" وہ شیرو کو ناراض نہین کر سکتا تھا اس لیے فورا اپنی غلطی کی معافی مانگی

www.Novelshub.pk

"جو کام کہا تھا اس کا کیا بنا؟" اس سے پوچھتے ہوئے شیر و نے چائے کا گھونٹ بھرا پہلے والی ناراضگی ختم ہو گئی تھی وہ عابد سے زیادہ دیر تک ناراض رہ ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ عابد اسے زیادہ دیر تک ناراض رہنے دیتا ہی نہیں تھا وہ فوراً اپنی غلطی مان کر اسے منا لیتا تھا ان کا خون کا رشتہ نہیں تھا ان کا محبت کا رشتہ تھا جو کہ خون کے رشتے سے بھی زیادہ مضبوط تھا کیونکہ خون کے رشتوں میں انا آڑے آجاتی ہیں جبکہ محبت کے رشتوں میں انا کا دور دور تک تصور بھی نہیں کیا جا سکتا

"میں اس کے بارے میں ابھی تک زیادہ معلومات نہیں حاصل کر پایا........" وہ بھی اب اپنے ازلی انداز میں واپس آچکا تھا

"جو معلومات ملی ہیں وہ تو بتا سکتے ہو نا......" شیر و نے کہتے ہوئے پھر چائے کا گھونٹ بھرا

"جی بلکل بتا سکتا ہو آپ کو نہیں بتاؤ گا تو کس کو بتاؤ گا"......عابد نے اپنے دانتوں کی نمائش کی

"نام اس کا مجیب کامران ہے، چیمے کا خاص بندہ ہے جسے میں آپ کا......بتاتے ہوئے وہ اک لمحے کے لیے رو کا اور چائے کا کپ لبوں سے لگایا

"چیمے کے ساتھ اس کے کالے دھندوں میں وہ موکی کے نام سے جانا جاتا ہے......" ابھی تک اس کے بارے میں صرف اتنا ہی جان پایا ہو......باقی اس کے بارے میں جاننے کے لیے تھوڑا وقت لگے گا......"

کوشش کرنا کہ کم سے کم وقت میں اس کے بارے میں جتنی بھی معلومات لا سکتے ہو لاؤ مجھے وہ کچھ عجیب لگا ہے اس کی آنکھوں میں میں نے دکھوں کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھا ہے اس کی نیلی آنکھیں دردناک ماضی کو

اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں........ جس کے بارے میں مجھے جاننا ہے" وہ اس کی آنکھوں کو اپنے تصور میں لاتا ہوا عابد کو کہہ رہا تھا چائے کا خالی کپ ٹیبل پہ رکھے اس کے ہاتھوں کے قریب پڑا ہوا تھا

"جی بھائی..... آپ فکر نہیں کریں تھوڑا وقت لگے گا لیکن میں اس کے بارے میں سب پتا کروا لو گا...۔" عابد کے کہنے پہ وہ سیدھا ہو کہ بیٹھا

"اپنا دھندہ بھی چلاؤ کافی دنوں سے گھر میں پڑے ہوئے ہیں....."

"کیا کرو بھائی کوئی شکار ہی نہیں مل رہا جیسے ہی ملے گا آپ کو بتاؤ گا....." عابد نے ہنستے ہوئے اپنے سر کو کھجایا

"وہ جو پچھلے دنوں ہم نے چچا کو تنگ کرنے والوں کی ہڈیاں توڑی تھیں وہ دوبارہ تو نہیں آئے....." وہ پوچھ تو عابد سے رہا تھا لیکن تصور میں کسی اور کا چہرہ اسے بار بار اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا

"نہیں بھائی....." کہتے ہوئے وہ اٹھا اور ٹیبل پہ پڑے خالی کپ اٹھا کے سنک میں رکھے اور کچھ یاد آنے پہ وہ کیچن سے باہر چلا گیا جبکہ وہ وہی بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا تھا

....

کہیں رنجشوں کی کہانیاں
کہیں دھمکیوں کا ہے سلسلہ
مجھے کہہ دیا ہے امیر نے
کرو حسن یار کا تذکرہ

www.Novelshub.pk

تمہیں کیا پڑی کہ رات دن

کہوں حاکموں کو برا بلا

تمہیں فکر عمر عزیز ہے

تو نہ حاکموں کو خفا کرو

جو امیر شہر کہے تمہیں

وہی شاعری میں کہا کرو

وہ اپنے آفس میں بیٹھا اپنے سامنے میز پہ پڑی فائل کا جائزہ لینے میں مصروف تھا ٹیلی فون پہ ہونے والی دستک نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا

"ہیلو! اے ایس پی خنان از سپیکنگ......"

"سن ایس پی تمہیں اک جگہ کا پتا بتا رہا ہو اس جگہ پہ ہیرے اور بیلک ٹائیگر دونوں پہنچ جانے چاہیے معاوضہ تمہیں وہی پہ مل جائے گا......" فون سے ابھرتی آواز پہ اس نے بیزاری سے فون کو چہرے کے سامنے کر کے گھورا

"کون ہو تم......" اس نے ماتھے پہ بل ڈالے

"جو بھی ہو... تمہیں دوسرا موقع نہیں دو گا......"

www.Novelshub.pk

"کیا کرلو گے تم......"فون سے مکروہ ہنسی گونجی

"اگر کہانہ مانا تو پھر تمہیں خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ میں کیا کر سکتا ہو......"

"تو پھر ٹھیک ہے کرلو جو کرنا ہے میں اے ایس پی خنان کسی دوسرے کے اشاروں پر چلنے والا نہیں ہو......"

اس کی لہجے میں فخر تھا

"سوچ لو ایس پی بعد میں پچھتانا نہ پڑے......"

"اے ایس پی خنان پچھتانے والوں میں سے نہیں ہے تم اپنا لگا لو زور جتنا لگا سکتے ہو...... میں اپنی بات سے اک انچ بھی نہیں ہلوں گا......"چہرے پہ پختہ عزائم تھے

"تمہیں معاوضہ بھی دیا جائے گا......"منانے کے لیے اک اور کوشش کی گئی تھی

"اے ایس پی خنان کے اتنے برے دن نہیں آئے کے وہ چند پیسوں کے لیے خود کو کسی کی غلامی میں دے دے......"اور وہ کوشش بھی ناکام گئی تھی

"سوچ لو کل تک کا وقت ہے تمہارے پاس اگر تم ہماری بتائی ہوئی جگہ پر ہیرے اور بلیک ٹائیگر نہ لے کے آئے تو انجام کے زمہ دار تم خود ہو گئے..."

اس کی بات مکمل ہوتے ہی خنان نے مزید اسے کوئی بھی جواب دیے بنا غصے سے فون کریڈٹ پہ پٹخا

"انسپکٹر اسلم......"وہ چلایا

"جی سر......"اسلم تو کسی بوتل کی جن کی طرح اس کی پہلی ہی پکار پر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"کچھ بولا وہ........"خنان کا اشارہ بیلک ٹائیگر کی طرف تھا جس کا چپ کا قفل ابھی تک نہیں ٹوٹا تھا

www.Novelshub.pk

"نہیں سر......"

"اس کا نام بلیک ٹائیگر ہے، اس کے بارے میں اب باہر سے معلومات اکھٹی کرو......" اس فون کال کا اک تو فائدہ ہوا تھا کہ اسے بلیک ٹائیگر کا نام پتا چل گیا تھا

"آپ کو کیسے پتا چلا......" اسلم نے حیرانگی سے پوچھا

"بس کچھ لوگوں کے برے دن شروع ہو گئے ہیں جو کہ خود چل کر شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے پہنچ گئے ہیں ......"

وہ مسکرایا اسلم کو تو کچھ سمجھ نہ آیا

"دیکھو اسلم......"

اسلم کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ گویا ہوا

ہمارے پاس جو پہیلی ہے اسکے تین سرے ہیں ابھی صرف اک سرا ہمارے ہاتھ آیا ہے، ہمیں دوسرے کی موجودگی کا صرف پتا ہے وہ کون ہے؟ ہم نہیں جانتے، اور تیسرے سرے کے بارے میں تو ہم ابھی کچھ سوچ بھی نہیں سکتے وہ منظر سے غائب ہے اسے منظر پہ لانے کے لیے ہمیں دوسرے سرے تک پہنچنا ہے اور اس دوسرے سرے تک ہمیں یہ بلیک ٹائیگر پہنچائے گا اور اس بلیک ٹائیگر کی پشت پناہی کرنے والے انجانے میں غلطی کر بیٹھے ہیں مجھے فون کال کر کے،،،،،، پہیلی کو سلجھانے میں کچھ ہنٹ ہمیں یہ......

اس نے میز پہ پڑے ٹیلی فون کی طرف اشارہ کیا

فون کال والے دیں گے............ انجانے میں وہ اپنے ہی پیروں پر کلھاڑی مارے گئے........."
اسلم نے سمجھتے ہوئے سرہاں میں ہلایا
"تم اس دوسرے بندے کا پتا لگوا جتنی جلدی ہو سکے اس کے مل جانے سے ہماری پہیلی کو حل ہونے میں زیادہ ٹائم نہیں لگے گا........."
"جی سر...... لگے ہوئے ہیں ہم جیسے ہی کوئی سراغ ملتا ہے آپ کو فوراا انفارم کروں گا......"
"اور ہاں......

خنان کچھ یاد آنے پر پھر گویا ہوا

وہ جو وردات سے پہلے ہمیں فون کال ملی تھی وہ اس دوسرے بندے کی ہی طرف سے تھی......"
"آپ کو کیسا پتا؟ سر......" اسلم نے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا
"اک تو اسلم تمہارے یہ سوال...
"آپ کو کیسے پتا؟"
خنان نے اسی کے انداز میں نقل اتارتے ہوئے کہا
"یہ دماغ کس چڑیا کا نام ہے...... "خنان نے انگلیوں سے اپنی کنپٹی پہ دستک دی
"جی سر......" اسلم تھوڑہ شرمندہ ہوا

www.Novelshub.pk

"جاؤاب لگ جاؤ کام پہ اور اپنے اس دماغ کو تھوڑا سوچنے کے قابل بناؤ......"

"جی سر......" وہ شرمندہ شرمندہ سا سر جھکے وہاں سے جیسے آیا تھا ویسے ہی غائب ہو گیا

اس کے جاتے ہی وہ بھی اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل کی جانب متوجہ ہو گیا

....

کال بند ہونے کے فورا بعد وہ اپنے باس کے سامنے حاضر ہوا اپنے بیٹے سے ملنے کے بعد اس نے اپنے آپ پر قابو پالیا تھا اپنے بیٹے کو تکلیف میں دیکھ کر جو تکلیف اسے ہوئی تھی اس کے آثار اس کے چہرے پہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہے تھے لیکن اندر سے وہ بلکل ٹوٹا ہوا تھا کیونکہ بیرونی تکلیف سے اندرونی تکلیف زیادہ خطرناک ہوتی ہے جو کہ انسان کو بلکل توڑ کے رکھ دیتی ہے اور ٹوتی ہوئی چیزیں کب جوڑا کرتی ہیں اگر جوڑ بھی جائے تو جوڑنے کے نشان اس چیز کو اس کی پہلی والی حالت میں لانے میں ناکام رہتے ہیں ٹوٹ کے پھر جوڑنے کے نشان کبھی مٹ نہیں پاتے

"مانا وہ........." اسے سامنے کھڑا پا کر باس نے پوچھا

"نہیں باس......"

"مان جائے گا......" اپنے پیسے پہ مان تھا اسے

"نہیں مانے گا وہ......"

"تم یہ کیسے کہ سکتے ہو......" باس نے حیرانگی سے پوچھا

www.Novelshub.pk

"اس کا لہجہ مضبوط تھا وہ اپنی بات سے نہیں ہٹے گا........" وہ مجیب کامران تھا لوگوں کے چہروں اور لہجوں سے وہ انہیں اندر تک جانچ لیتا تھا ایسے ہی تو نہیں شفقت چیمہ نے اسے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا

تو پھر ٹھیک ہے کل تک کا انتظار کرو اگر وہ آ گیا تو سہی نہ آیا تو اپنی انگلی ٹیڑھی کر لینا کیونکہ گھی اگر سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی ہی پڑتی ہے......" وہ ہنسا تھا اور اس کی ہنسی کچھ عجیب سی تھی ایسی جیسے اپنی روانی میں بہتے سمندر میں کوئی پتھر پھنک دے جس سے پانی میں اک دم سے ہلچل مچ جائے اس کی ہنسی بلکل سمندر میں پھنکے گئے پتھر سے پیدا ہونے والی آواز جیسی تھی جس سے دوسروں کی زندگی میں ہلچل مچ جانی تھی

وہ سر ہلا کے جانے ہی لگا تھا کہ باس کے کہنے پہ پھر رک گیا

"مو کی انگلی ٹیڑھی کرتے وقت کسی ایسی جگہ وار کرنا کہ وہ دوسری دفعہ انکار کرنے کی ہمت نہ کر سکے......"

اس کا باس اسے آنکھوں میں سرد تاثرات لیے کہ رہا تھا وہ بنا کوئی جواب دیے وہاں سے نکل آیا تھا اسے بہت سا کام کرنا تھا کیونکہ اس بار اس کے پاس کسی بھی غلطی کی گنجائش نہیں تھی وہ بار بار اپنے بیٹے کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا

اس کے جاتے ہی پیچھے اس کے باس نے سلگار کے گہرے کش لیے چہرے پہ وہی دوسروں کو برباد کر دینے والی مسکراہٹ تھی کل اس کا پسندیدہ کھیل کھیلا جانا تھا آج کی رات جشن تو بنتا تھا ہر دفعہ دوسروں کو نقصان

www.Novelshub.pk

پہنچا کے جیت حاصل کرنے والا یہ بھول چکا تھا کہ قسمت کے کھیل بڑے خطرناک ہوتے ہیں جب وہ اپنے کھیل کھیلتی ہیں نہ تو انسان کی اگلی سات نسلیں بھی اس کھیل سے ملی ہوئی ہار کو بھول نہیں پاتی آج وہ اپنی چالیں چل رہا تھا کل قسمت نے اپنی چالیں چلنا شروع کرنا تھیں وہ قسمت کے ہاتھوں جیت کے بھی ہارنے والے تھا

....

بہت مدت سے ایسا ہے کہ
تم خاموش رہتے ہو
کوئی گہرا ہے غم شاید
جسے چپ چاپ سہتے ہو
یونہی چلتے ہوئے تنہا
کوئی غمگین سا نغمہ
تم اکثر گنگناتے ہو
دوران گفتگو یوں ہی ملیں
نظروں سے جب نظریں
تو باتیں بھول جاتے ہو
کسی گم سم سی حالت میں
یا پھر بارش کے موسم میں

www.Novelshub.pk

فقط اتنا ہی کہتے ہو

اداسی بے وجہ سی ہے

بہت بوجھل طبیعت ہے

بھلا سچ کیوں نہیں کہتے ہو

کس کو یاد کرتے ہو؟؟

سفید بادلوں سے ڈھکا آسمان شاہ ہاؤس میں بکھری خوشیوں کو دیکھ رہا تھا آج بادل بھی شاہ ہاؤس کے مکینوں کی خوشیوں میں شریک ہونے آئے تھے اسٹیج کا انتظام باغیچے میں کیا گیا تھا لڑکیاں اسٹیج پر جھمگٹ ڈالے کھڑی تھیں اسٹیج پر بیٹھی علیزہ شاہ ہلکے گلابی رنگ کے کڑھائی والے لباس میں ملبوس سب کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی تھی اس کے برابر میں بیٹھا صالح شامریزی نیلے رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس اپنے پاس کھڑے اک دوست کی بات کا جواب دے رہا تھا اس کے چہرے پہ بلا کی بیزاری تھی اور دیکھنے میں ایسا لگ رہا تھا کہ کسی نے اسے اس کے منشاء کے بغیر یہاں لا کے بیٹھا دیا ہو اس کے برابر میں بیٹھی علیزہ کی نظریں بار بار داخلی دروازے کی طرف اٹھ رہیں تھیں اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جو ویٹرز کو ہدایت دیتا داخلی دروازے پہ نظریں ٹکائے ہوئے تھا

"بیٹا آنگھوٹھی پہناؤ.........." مسز شاہ (علیزہ کی والدہ) علیزہ سے مخاطب ہوئی

علیزہ نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا

"اتنی جلدی......"

www.Novelshub.pk

"ہاں بیٹا تمہارے بابا کا حکم ہے موسم بہت خراب ہو رہا ہے بارش کسی وقت بھی ہو سکتی ہے جلد از جلد فنکشن کو کور کرنا ضروری ہے......" علیزہ کو شروع سے ہی ان کی جلد بازیوں سے چڑ تھی

"میں نہیں پہناؤں گئی..."

"وجہ......" ان کے لہجے میں خفگی جھلکی

"ابھی تک حیا نہیں آئی جب تک وہ نہیں آئے گئی میں انگھوٹی نہیں پہناؤں گئی..." اس کی آواز مدھم تھی اس کے پاس بیٹھا صالح اس کی آواز سننے سے قاصر تھا

"کب سے تم اس کا انتظار کر رہی ہو اگر وہ نہ آئی تو......؟"

"میں منگنی نہیں کرو گئی...... سمپل" وہ لاپرواہی سے بولی

"آگئی میری شہزادی......"

مسز شاہ جو کچھ کہنے ہی لگی تھیں کے اک دم علیزہ کے اونچا بولنے پر چپ ہو گئی اور سامنے دیکھنے لگیں جہاں حیا نور اپنے اکلوتے بھائی کے ساتھ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہو رہی تھی سفید لانگ فراک پہ سنہری رنگ کا ڈوپٹہ بائیں کندھے پہ ڈالے اپنے کالے لمبے بالوں کو کمر پہ آزاد چھوڑے وہ مسکراتے ہوئے کسی ریاست کی شہزادی ہی تو لگ رہی تھی

"بہت مبارک ہو علیزے......وہ علیزہ کے پاس آ کے اپنی نرم سی مدھم آواز میں بولی

"آج تو محفل لوٹنے کے ارادے ہیں ملکہ حسن کے......" علیزہ کی کہنے پہ وہ خجل ہوئی

"بکواس نہیں کرو........."

"میں کر بھی نہیں رہی........."

www.Novelshub.pk

"خیر تمہارے "وہ"۔ تو بڑے ہنڈسم ہیں............"حیا نے آنکھوں سے اس کے ساتھ بیٹھے صالح کی طرف اشارہ کیا اور اس کے ساتھ رکھے گئے سنگل صوفے پہ بیٹھ گئی جہاں کچھ دیر پہلے مسز شاہ بیٹھی ہوئی تھیں حیا کہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ اٹھ کر جا چکی تھیں

علیزہ نے حیا کی آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا

"ہنڈسم تو ہے شہر کی شامریزی انڈسٹری کا مالک بھی ہے لیکن علیزہ کے خوابوں کا شہزادہ نہیں ہے......"

"اک تو تمہارے خواب ان سے تو میں بہت تنگ ہو علیزے......"اس کے بیزاریت سے کہنے پہ علیزہ ہنسی

صالح نے زرا سی گردن موڑ کر اسے دیکھا بس اک نظر اور پھر سے اپنے دوست کی طرف متوجہ ہو گیا

علیزہ تمہیں اپنے خوابوں کو حقیقت میں لا کے دیکھائے گئی ملکہ حیا کیونکہ علیزہ شاہ کے خوابوں کو حقیقت میں ڈھلنا آتا ہے......"

"بیٹا آپ یہ جگہ چھوڑ سکتی ہیں دراصل ہمیں اپنی ہونے والی بہو کے ساتھ فوٹو شوٹ کروانا ہے........." وہ اس کی بات پہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ نرم سی آواز پہ اس نے بولنے والی کی طرف دیکھا جو کہ اسے وہاں سے اٹھنے کا کہہ رہی تھیں شاید وہ صالح کی والدہ تھیں انہیں دیکھ کے تو حیا نے یہی اندازہ لگایا

"ہاں کیوں نہیں آنٹی...... آپ آجائے" وہ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور سٹیج کے سامنے اک کونے میں رکھے گئے میز کی جانب بڑھ گئی وہ وہاں پہ علیزہ کے علاوہ کسی کو نہیں جانتی تھی اس لیے وہ جب تک یہاں تھی اسے اکیلے ہی کہیں بیٹھا رہنا تھا اس بار یہ اس کی غلط فہمی تھی وہ جب سے آئی تھی کسی کی نگاہوں کا مرکز بنی

www.Novelshub.pk

ہوئی تھی وہ اس سے انجان آگے بڑھ رہی تھی کہ اک دم اسے پیچھے سے اپنے ڈوپٹے پہ کھنچاؤ محسوس ہوا اس نے گردن موڑ کے پیچھے دیکھا اس کا ڈوپٹہ جو کہ پہلے زمین کو چھو رہا اب وہاں پہ پڑے سفید گلاب کے پھولوں سے آراستہ شو پیس میں الجھ ہوا تھا اپنے ڈوپٹے کو الجھا دیکھ کر اس نے افسوس سے اک آہ بھری وہ واپس مڑی اور ڈوپٹے کو وہاں سے نکالنے لگی لیکن ڈوپٹہ یا تو ڈھیٹ تھا یا پھر اسے سفید گلاب کے پھول پسند آ گے تھے وہ نکلنے کے بجائے مزید الجھ رہا تھا

"میں مدد کر دو......" وہ جو سر جھکائے ڈوپٹے کے ساتھ خود بھی الجھی ہوئی تھی اپنے بلکل قریب سے آتی آواز پہ اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کہ کہنے والے کو دیکھا وہ وہی تھا صالح کا دوست جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اس سے باتیں کرنے میں مصروف تھا باتیں وہ صالح سے کر رہا تھا لیکن اس کی نظریں حیا پہ ہی ٹکی رہیں تھیں اب بھی وہ یوں اسے تنہا دیکھ کر فوراً سے آ ٹپکا تھا حیا نے ماتھے پہ بل ڈالے اسے دیکھا وہ شکل سے ہی اسے چیچھورا لگا وہ بے اختیار ہی دو قدم پیچھے ہوئی اور بنا کچھ بولے بیزاریت سے اپنے ڈوپٹے کو کھینچنے لگی وہ حیا کے انداز پہ مسکرایا اور جھک کر اس کے ڈوپٹے کو نکالنے ہی لگا تھا کہ اس کے ہاتھ ڈوپٹے تک پہنچنے سے پہلے ہی کسی اور کے ہاتھوں نے ڈوپٹے کو تھاما تھا اور احتیاط سے پھولوں سے الگ کر کے چھوڑ دیا تھا اور ڈوپٹہ بے بسی سے پھر حیا کے قدموں میں زمین پر گر گیا تھا

ڈوپٹے کو چھوڑتے ہی اس نے اپنا رخ موڑا جو کہ درمیان میں آنے کی وجہ سے حیا کی طرف تھا اس کے رخ موڑتے ہی حیا وہاں سے چلی گئی تھی اسے دونوں سے کوئی غرض نہیں تھا بھاڑ میں جائے جو بھی ہیں اس کی بلا سے

www.Novelshub.pk

اس کے ڈوپٹے کو تھامنے والا کوئی اور نہیں تھا رمض شہریار تھا وہ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا سب دیکھ رہا تھا حیا کو دیکھتے اس لڑکے کے تیور شیر و کو اک آنکھ نہیں بھا رہے تھے اور حیا کے ڈوپٹے کی طرف اس کا اٹھتا ہاتھ اسے اندر تک سلگا گیا تھا کیوں؟ یہ تو خود بھی نہیں جانتا تھا پر کب تک وہ اس سے نا آشنا رہتا کسی وقت بھی حقیقت اس پہ آشکار ہو سکتی تھی بلا محبت بھی کبھی کسی سے چھپی رہی ہے کیا؟؟؟

وہ آنکھوں میں جما دینے والے سرد تاثرات سے صالح کے دوست کو دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں کی سرد مہری سامنے والے کو منجمد کر گئی تھی صالح کا دوست اس کی سرد آنکھوں کی تنبیہ کو سمجھ گیا تھا جو کے اسے واضح کہہ رہیں تھیں

"اگر اب اس کے آس پاس بھی دیکھے نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا......" وہ شیر و تھا وہ آنکھوں سے وارننگ دینے کا ہنر رکھتا تھا شیر و کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے سامنے والے کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی، وہ سر کو ہلکا سا خم دیے وہاں سے کسکا تھا اس نے اب پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ غلطی سے بھی حیا کے ارد گرد نہیں بھٹکے گا

اس کے کسکتے ہی شیر و بات کرنے کے لیے حیا کی طرف مڑا تھا لیکن یہ کیا وہ تو وہاں تھی ہی نہیں وہ جا چکی تھی اسے وہاں نہ پا کر شیر و کے ماتھے پہ بل آئے تھے وہ کب سے اس کی راہ تک رہا تھا اور وہ اس سے بنا بات کیے ہی وہاں سے چلی گئی تھی شیر و کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ منہ بسورے سامنے کونے میں رکھی گئی میز کی طرف بڑھ گیا جہاں حیا خواتین کے نرگے میں بیٹھی ان کے سوالوں کے جوابات دے رہی تھی

....

www.Novelshub.pk

"حیا زرا ادھر آ کے بات سنیں........" وہ اسے اپنی طرف آتا دیکھ چکی تھی شیر و کے بلانے پہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ وہ اپنے پاس بیٹھی خواتین کے فضول سوالوں سے تنگ آ چکی تھی اس وقت شیرو کا اسے بلانا اسے غنیمت لگا تھا

حیا کو آتا دیکھ کر وہ تھوڑا سائیڈ پہ کھڑا ہوا لیکن حیا کے اس تک پہنچنے سے پہلے ہی عابد وہاں آ ٹپکا عابد اس سے کچھ پوچھ رہا تھا اور وہ ماتھے پہ بل لیے اسے بتا رہا تھا حیا ان سے تھوڑے فاصلے پہ جا کہ کھڑی ہو گئی وہ دونوں اس وقت ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے بہت سی لڑکیوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے دونوں نے ہی سفید شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی شیرو نے قمیض کے اوپر ہلکے سنہری رنگ کی بغیر بازؤں کے جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور اپنے قمیض کے بازؤں کو کہنیوں تک فولڈ کیا ہوا تھا جو کہ اس کی شخصیت کو چار چاند لگا رہے تھے جبکہ عابد نے جیکٹ پہننے کی زحمت نہیں کی تھی دونوں کی اس بات پہ بہت بحث ہوئی تھی جس میں جیت عابد کی ہوئی تھی ان دونوں کو یوں آمنے سامنے بات کرتے دیکھ کر حیا کی زبان سے بے ساختہ "ماشاءاللہ" نکلا تھا
"کیسی ہے آپ؟" وہ عابد کو فارغ کر کے اس کی طرف آیا وہ جو محویت سے ان دونوں کو سوچے جا رہی تھی شیرو کے پوچھنے پہ اک دم چونک کے سیدھی ہوئی
"ٹھیک......" "آپ کیسے ہیں......؟" حیا نے بھی مروتاً پوچھ ہی لیا ورنہ اسے تو وہ پہلے دو ملاقاتوں کی نسبت آج ہشاش بشاش سا دِکھ رہا تھا

"میں بھی ٹھیک ہو... اپنا ڈوپٹہ سنبھالے......" شیرو نے اس کے ڈوپٹے کی طرف اشارہ کر کے کچھ باور کرایا جو کے اب بھی نیچے زمین کو چھو رہا تھا

www.Novelshub.pk

"یہ آجکل کا فیشن ہے لڑکیاں اپنے ڈوپٹوں کو ایسے ہی رکھتیں ہیں......" حیا نے اک نظر ڈوپٹے کو دیکھا اٹھانے کی زحمت نہیں کی تھی ویسے ہی رہنے دیا

"جیسے آپ کی مرضی......" شیرو نے کہتے ہوئے حیا کی آنکھوں میں دیکھا وہ اک دم چونکا

"یہ آپ کی آنکھوں کو کیا ہوا ہے ؟"

"کیا مطلب......؟" حیا نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا

"پہلے کا ان کا رنگ یہ تو نہیں تھا......" وہ اس کی ہلکی سبز آنکھوں کو دیکھ کے صدمے کی کفیت میں بولا

"ایک منٹ سمجھ آگئی مجھے........." حیا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ وہ پھر بولا

"آپ کی بھی آنکھوں کا رنگ بدلتا ہے نا جیسے میری آنکھوں کا بدلتا ہے......" اس نے اپنی بات کی تصدیق چاہی

"میری آنکھیں گرگٹ تھوڑی ہیں جو رنگ بدلے گئی......" حیا حیرت سے اس کا بچگانہ پن دیکھ رہی تھی

"میری آنکھیں بھی گرگٹ نہیں ہے لیکن وہ رنگ بدلتیں ہیں......" اس کا انداز بلکل چھوٹے بچوں کی طرح تھا وہ یہ بات کرتے ہوئے کہیں سے بھی شیرو نہیں لگ رہا تھا جس سے اک دنیا ڈرتی تھی

"کیسے ؟؟......حیا کو جاننے کا تجسس ہوا

"دراصل مجھے تو نہیں پتا لیکن عابد کہتا ہے... وہ کہتا ہے کہ جب میں غصے میں ہوتا ہوں تو میری آنکھیں غصے کی شدت سے ہلکی سی بیلو ہو جاتی ہیں...... ویسے یہ دیکھے میری آنکھیں ہلکے بلیک رنگ کی ہیں...... اس نے باقاعدہ بچوں کی طرح شہادت کی انگلی اور آنگھوٹے سے آنکھیں پوری کھول کے اس کے سامنے کی حیا کو اس کے انداز پہ ہنسی بہت آئی لیکن وہ ہنس کے اس کو غصہ نہیں دلا سکتی تھی اور نہ اس میں اتنی ہمت تھی کہ وہ اس

کی بلیو آنکھوں کو دوبارہ دیکھ سکے کیونکہ اس سے پہلی ملاقات میں ہی وہ اس کی بلیو آنکھیں دیکھ چکی تھی وہ عابد کی بات پہ سو فیصد متفق تھی

"لیکن میری آنکھیں رنگ نہیں بدلتی میں نے لینز لگائے ہوئے ہیں......" وہ اپنی ہنسی پہ قابو پاتے ہوتے ہوئے بامشکل بول پائی

"اچھا اچھا لینز لگائے ہوئے ہیں میں بھی پتہ نہیں کیا سمجھ رہا تھا........." وہ اپنی سوچ پہ تھوڑا خجل ہوا

وہ جو اپنی ہنسی کو قابو کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہی تھی اس کے لیے وہاں کھڑے رہنے مشکل ہو رہا تھا وہ رخ موڑے جانے ہی لگی تھی کہ شیرو کی سخت آواز پہ اس کے قدم وہی ساکت ہوئے تھے

"روکوں......" اسے جاتا دیکھ کر اس کے لہجے میں سختی خود بخود عود آئی تھی حیا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا وہ اسے پہلے ملاقات والا شیرو لگا تھا اس کی ہنسی پل میں کہیں غائب ہوئی تھی

"کہاں جا رہی ہے آپ......" جب دل کو تسلی ہوئی کہ وہ نہیں جا رہی تو وہ بھی اپنی ازلی لہجے میں واپس آ گیا

"کہیں نہیں...... آپ نے کچھ کہنا ہے؟"

"ہاں........" وہ بول ہاں رہا تھا لیکن اس کی گردن نفی میں ہل رہی تھی یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھا اس نے بے چینی سے اپنی گردن کو مسلہ

"کہیں کیا کہنا ہے میں سن رہی ہو......"

"میں کیسا لگ رہا ہو...؟" اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا کہیں اس لیے جو منہ میں آیا بول دیا

"جی......" حیا نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا

www.Novelshub.pk

"وہ دراصل میں نے آج پہلی دفعہ قمیض شلوار پہنی ہے اس لیے پوچھ رہا تھا......" وہ تھوڑا شرمندہ ہوا

"اچھے لگ رہے ہیں......" حیا نے اسے سر تا پیر دیکھتے ہوئے کہا

"صرف اچھا......" اس نے سوچا اسے حیا کے جواب نے مایوس کیا تھا

"آپ بھی اچھی لگ رہی ہیں......" وہ بھی اسی کے انداز میں بولا دونوں نے ایک جیسی ڈریسنگ کی ہوئی تھی جس کی وجہ سے دیکھنے والوں کو یہ ہی لگ رہا تھا کہ شاید وہ میاں بیوی ہیں ان دونوں کو یوں باتیں کرتے دیکھ کر کئی لڑکیوں کے دلوں پہ چھریاں چلی تھیں

شیرو کے کہنے پہ حیا کچھ نہیں بولی تھی وہ بس حیرانگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی اس کی آنکھوں میں محبت کے پنپتے جذبات دیکھ کر اس کی ہنسی کہیں کھو گئی تھی

"ہنستی رہا کریں اچھی لگتی ہیں......" اسے حیرتوں کے سمندر میں غوطہ زن دیکھ کر شیرو کو اس کی ہنسی یاد آئی وہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا وہ چلا گیا تھا اگر وہ مزید وہاں پہ روکتا تو شاید وہ اپنی آنکھوں میں موجود محبت کے جذبات کو زبان سے بیان کر دیتا لیکن وہ ابھی ایسا نہیں کر سکتا تھا ابھی تو اس نے خود کو اپنی محبت کے بارے میں باور کروانا تھا اس لیے اس نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا

وہ چلا گیا تھا لیکن حیا وہی پہ ساکت و جامد کھڑی رہی تھی وہ اتنی ناسمجھ تو نہیں تھی کہ اس کی آنکھوں میں موجود پیغام کو سمجھ نہ سکتی وہ شاید صدیوں تک ویسے ہی کھڑا رہتی لیکن علیزہ کی آواز نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا

"حیا ادھر آؤ نہ فوٹو شوٹ کروائے......" وہ اپنی سوچوں کو جھٹکتی اس کی طرف بڑھ گئی

....

www.Novelshub.pk

وہ شہر سے تھوڑی دور ویرانے میں فون کان سے لگائے کھڑا تھا رات کے اس پہر وہاں خاموشی کا راج تھا دور کہیں کتوں اور گیڈروں کی آوازیں اس کے کانوں میں پڑ رہیں تھیں آسمان پہ چھائے بادل رات کے اس پہر اک پرسکون سا ماحول پیدا کر رہے تھے فون سے دوسری طرف جاتی بیل نے بھی اس ماحول میں اک ارتعاش پیدا کیا تھا

چوتھی بیل پہ کال اٹھا لی گئی تھی

"ہمم بولو......" اسے دوسری طرف سے نیند میں ڈوبا ہوا لہجا سنائی دیا

"وہ نہیں آیا......" رات کے سناٹے میں اس کی تھکی ہوئی آواز بھی بکھری تھی

"تو پھر سوچ کیا رہا ہو...... اپنی انگلی ٹیڑھی کر لو...... صبح تک کام ہو جانا چاہیے تا کہ دوسری دفعہ وہ ہمیں انکار کرنے کی جرات نہ کر سکے......اور وار ایسی جگہ کرنا جس سے اس کی مغرور انا دہل کے رہ جائے اس کے لیے چاہیے تمہیں اس کے گھر گھوسنا پڑے یا باہر سے کسی پہ حملہ کرنا پڑے میں نہیں جانتا مجھے بس صبح سے پہلے اس اے ایس پی کو بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتے دیکھنا ہے......" یہ کہہ کر دوسری طرف سے کھٹک سے فون بند کر دیا گیا تھا

گہری سانس لیتے ہوئے اس نے موبائل کی روشن سکرین کو اپنی آنکھوں کے سامنے کیا سکرین کو دیکھ کے وہ مسکرایا اس کی مسکراہٹ درد سے بھرپور تھی اس نے اک نظر روشن سکرین کو دیکھنے کے بعد موبائل کو اپنی پینٹ کی جیب میں اڑاسا اور وہاں پاس رکھے پتھر پہ بیٹھ گیا وہ اس صورت حال سے پہلے ہی واقف تھا اس نے پوری تیاری کر رکھی تھی وہ اس دفعہ غلطی سے بھی غلطی نہیں کر سکتا تھا آج وہ پھر اپنے بیٹے کو تکلیف سے

www.Novelshub.pk

بچانے کے لیے کسی دوسرے کے بیٹے کو تکلیف میں دھکیلنے جا رہا تھا وہ اس کے لیے دل سے راضی نہیں تھا وہ اپنے بیٹے کے لیے مجبور تھا وہ کیسا باپ تھا جو نہ تو اپنے بیٹے کو اس دلدل سے نکال پا رہا تھا اور نہ ہی خود کو اس نے بے بسی سے آسمان کی طرف دیکھا تھا جہاں چھائے بادل ابھی تک فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ انہیں برسانہ چاہیے یا یوں ہی آگے بڑھ جانا چاہیے لیکن وہ فیصلہ کر چکا تھا اسے اپنے بیٹے کو تکلیف سے بچانا تھا اس کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا ہاں کچھ بھی

آسمان پہ چھائے بادلوں نے اسے فیصلہ کرتے دیکھا تھا اک دم آسمان پہ کڑک دار بجلی چمکی تھی شاید انہیں اس کا کیا ہوا فیصلہ پسند نہیں آیا تھا وہ آسمان پہ چمکتی بجلی کو دیکھ کے تلخی سے مسکرایا تھا وہ بھی شاید ان کی ناراضگی کو سمجھ گیا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنا فیصلہ بدلنے والا نہیں تھا

....

"کیوں اپنی بوڑھی ٹانگوں پہ ظلم کر رہیں ہے بس کر دیں چکر لگانا وہ لوگ آتے ہی ہو گئے.........." عثمان صاحب کب سے انہیں دائیں بائیں چکر لگاتے ہوئے دیکھ رہے تھک ہار کر بول ہی پڑے

"میرا دل بہت گھبرا رہا ہے وہ ابھی تک آئے کیوں نہیں انہیں آجانا چاہیے تھا...... نصرت بیگم ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی ان کے چہرے سے پریشانی صاف جھلک رہی تھی

"الیان سے ابھی تھوڑی دیر پہلے بات ہوئی ہے وہ لوگ وہاں سے نکل چکے ہیں ابھی بس پہنچنے والے ہی ہو گئے......"

www.Novelshub.pk

"ابھی پہنچے تو نہیں نہ جب تک وہ گھر نہیں آجاتے مجھے سکون نہیں آئے گا........"

"چلے پھر باہر باغیچے میں جا کے دونوں مل کے چکر لگاتے ہیں موسم بھی بہت اچھا ہے اور جب تک وہ آ نہیں جاتے آپ کا دل بھی بہلا رہے گا......" وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولے اور بنا ان کی کچھ سنے ان کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف بڑھ گئے

....

تیرا میرا جہاں لے چلو وہاں
کوئی تجھ کو نہ مجھ سے چرا لے
رکھ لو آنکھوں میں میں کھولو پلکے
نہ میں کوئی تجھ کو نہ مجھ سے چرا لے

گاڑی میں عاطف اسلم کی مدھم سی آواز گونج رہی تھی وہ آنکھیں موندے سر سیٹ کی پشت سے لگائے بیٹھی تھی نہ جانے کیوں اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا وہ فنکشن ختم ہوتے ہی وہاں سے نکل آئے تھے الیان نے ڈرائیو کرتے ہوئے ایک دو دفعہ اس کی طرف دیکھا تھا اس کے ماتھے پہ چمکتی پانی کی ننھی بوندے الیان کو پریشان کرنے کے لیے کافی تھیں

حیا اگر طبیعت زیادہ خراب ہو رہی تھی تو ہم ہسپیتال چلتے ہیں......"

"نہیں الیان مجھے جلد از جلد گھر پہنچنا ہے تم بس مجھے گھر لے چلو کسی طریقے........"

"حیا کیا کہہ رہی ہو ہم گھر ہی تو جا رہے ہیں........." الیان نے زرا گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا جو یوں ہی آنکھیں بند کیے بول رہی تھی

"پتا نہیں ایسا لگ رہا ہے جیسے میں آج گھر نہیں جا پاؤ گی...... میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے الیان......"

"حیا یار کیوں ڈرا رہی ہو میں ابھی بچہ ہو اتنا حوصلہ نہیں مجھ میں کہ تمہاری ان زو معنی باتوں کو برداشت کر سکو...... ایسے نہیں کہو ہم بس پہنچنے والے ہیں........." وہ ہنستے ہوئے بولا اس کے یوں ڈر کر کہنے پہ حیا بھی ہلکا سا مسکرائی

"کیا ہوا ہے ؟؟" اک جھٹکے سے الیان نے گاڑی روکی تھی

"لگتا ہے گاڑی کا ٹائر پنچر ہو گیا ہے......" میں دیکھتا ہو وہ کہتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا اس کے ساتھ حیا بھی باہر نکلی

"یہ کس اندھے کا کام ہے......" الیان کہتے ہوئے نیچے جھکا

"یہ دیکھو......" اس نے اپنی ہتھیلی حیا کے آگے کی جس کے اوپر نوکیلے کیل تھے جو اس نے نیچے سے اٹھائے تھے

"کیا ہے یہ ؟" حیا نے اس کی ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا

"حیا ان کو کیل کہتے ہیں یہ کسی گدھے نے یہاں پھینکے تھے جس کی وجہ سے ہماری گاڑی کے ٹائر پنچر ہو چکے ہیں...... اس کے پوچھنے پہ الیان نے تفصیل سے بتایا حیا کی سوچ پہ اسے افسوس ہوا تھا

"اب ہم گھر کیسے جائے گئے ؟..." وہ بے بسی سے بولی

www.Novelshub.pk

حیا تم فکر نہیں کرو آج کی تاریخ میں میں تمہیں گھر پہنچا کر ہی رہو گا اس کے لیے چاہے مجھے کوئی پلین آرڈر کروانا پڑے یا کہیں سے مجھے گدھا گاڑی کا انتظام کرنا پڑے...ویسا حیا گدھا گاڑی کیسی رہے گئی......... الیان نے ہنستے ہوئے حیا سے تصدیق چاہی حیا کی طرف سے اسے تصدیق تو نہیں ملی تھی البتہ سخت گھوری سے اسے ضرور نوازہ گیا تھا ان کے چار سو گھپ اندھیرا تھا لیکن جہاں وہ دونوں کھڑے تھے وہاں گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی تھی جو کہ دونوں کے چہروں پر پڑ رہی تھی اک دوسرے کے منہ کے اترو چڑھاؤ وہ با آسانی سے دیکھ سکتے تھے

"اچھا اچھا یوں نہیں گھورو یوں گھورتے ہوئے تم اس سنسان جگہ پہ کوئی بھٹکتی ہوئی چڑیل لگ رہی ہو......"

"الیان بکواس بند کرو...کچھ کرو ہمیں گھر جانا ہے اس سے پہلے کے بارش شروع ہو جائے......" وہ جنجھلائی ہوئی لگ رہی تھی

"ابھی تو بس حنان بھائی کی ہی سروس موجود ہے انہیں کال کر کے کہتا ہو کہ کہیں سے گدھا گاڑی کا انتظام کرے اور ہمیں یہاں سے آ کے لے جائے...... ایان نے نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا آسمان پہ بجلی کڑکی تھی حیا نے اوپر آسمان کی طرف دیکھا برسنے کو بے تاب بادلوں کو دیکھ کے وہ مسکرائی

"ہیلو اے ایس پی حنان از سپیکنگ......" کافی دیر بعد کال اٹھائی گئی تھی

"تھانے دار صاحب میں آپ کو لوکیشن بھیج رہا ہو جلدی سے اپنی گدھا گاڑی لے کے وہاں پہنچے ایمر جنسی ہے......"

"کون........." وہ نیند میں تھا اور کال کرنے والے کو پہچان نہیں پایا تھا اس لیے پوچھ بیٹھا

الیان نے موبائل کو اپنے سامنے کر کے گھورا

www.Novelshub.pk

"اللہ کے بندے نیند سے جھاگ جائے میں تمہارے چچا کا پتر بول رہا ہو جسے دنیا الیان عثمان احمد کے نام سے جانتی ہیں......"

"تم اس وقت کہاں ہو...؟"

"لوکیشن بھیج رہا ہو آ کے خود ہی دیکھ لے کہاں ہو........... اور جلدی آئے حیا بھی میرے ساتھ ہے"

"آرہا ہو انتظار کرو......"

"جلدی آجائیں گا......" خنان کو ہدایت دے کر اس نے کال بند کی اس کے نمبر پہ لوکیشن سینڈ کرنے کے بعد وہ حیا کی طرف متوجہ ہوا جو اس سے تھوڑے فاصلے پر کار کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑی تھی

"آرہے ہیں خنان بھائی تھوڑا حوصلہ رکھو........." حیا سے کہتے ہوئے وہ پھر موبائل کی طرف متوجہ ہو گیا

....

وہ سڑک کنارے اپنی بائیک کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے موبائل کی روشن سکرین تھی جس پہ حیا کی تصویر جگمگا رہی تھی جو اس نے تھوڑی دیر پہلے ہی لی تھی وہ اپنے چہرے پہ پلکوں کی بھاڑ گرائے مسکرا رہی تھی تصویر کو مسلسل دیکھتے اس کے اندر کسی شاعر کی روح آسمائی تھی وہ مسکرایا تھا اس کے لب ہلے تھے

کچھ تبسم ہے لبوں پہ رقصاں کچھ شرم دامن گیر ہے

www.Novelshub.pk

اف_یہ کس انداز کی ظالم تصویر ہے.........!!!!!!!

وہ مسکرایا تھا اس کی ہنسی کی آواز وہاں چھائے سناٹے میں گونجی تھی وہ مسکراتے ہوئے اک دم اپنی کفیت پہ چونکا تھا یہ اسے کیا ہو گیا تھا؟ وہ خود پر سے کیوں اپنے اختیارات کھو رہا تھا؟ وہ ایسا تو نہیں وہ جب سے حیا سے ملا تھا وہ بدل گیا تھا وہ مسکرانا سیکھ چکا تھا وہ ہر وقت اس کی یادوں میں کھویا رہتا تھا وہ پاس ہوتی تو دل کو سکون ہوتا وہ چلی جاتی تو دل اداسی کی گہرئی کھایوں میں گر جاتا اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا

"کیا وہ اس محبت کرنے لگا ہے؟"

اس کے ذہین میں اک دم سوال ابھرا تھا اور اس سوال نے جیسے اسے ڈسا تھا پھیلی پھیلی آنکھیں لیے وہ وہی پہ ساکت ہوا تھا موبائل کی روشنی مدھم پڑ چکی تھی محبت کے آشکار ہونے کا وقت ہو چکا تھا

کچھ خاص دلوں کو عشق کے الہام ہوتے ہیں
محبت تو معجزہ ہے اور معجزے کہاں عام ہوتے ہیں

"کیا واقعی وہ اس سے محبت کرنے لگا تھا؟" اس نے جلتی آنکھیں موند کر بے بسی سے اپنا سر بائیک سے لگایا اس کے اندر اس سوال پہ پھیلی خاموشی اسے خوفزدہ کر رہی تھی

www.Novelshub.pk

"کیا واقعی وہ اس سے محبت کرنے لگا ہے؟"

اس کے دل پہ چھائی خاموشی دیکھ کر اس کے ذہین نے پھر سے اپنا سوال دہرایا اس نے تھک ہار کر آنکھیں کھولی تو اس کے دل پہ چھائے سناٹے میں فکر مند سا ارتکاز پھیلنے لگا اس نے موبائل کی روشن سکرین کو دیکھا جو کہ آہستہ آہستہ اپنی روشنی کھو رہی تھی مدھم روشنی میں جھکی ہوئی پلکیں گویا اس کے دل پر نقش ہو گئی تھی ان کو دیکھتے ہوئے دل کے کسی کونے سے باریک سی آواز اس کے ذہین کے پردوں پہ لہرائی تھی دل نے چپکے سے اعتراف کر لیا تھا

"ہاں وہ کسی ملکہ کی طرح اس کے دل کے تخت پہ، اس کی محبت کا تاج سجائے بڑی شان سے براجمان ہو چکی ہیں..."
اس نے دل کی سرگوشی پہ ماتھے پہ بکھیرے بالوں کو مزید بکھیرا اس نے خود کو ریلکس کرنا چاہا لیکن اس کی بے ربط سانسوں نے اس کی کوشش پہ پانی پھیر دیا تھا

"کیا محبت کا اعتراف جان لیوا ہوتا ہے......؟" اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے اس کے ذہین میں سوال امڈ اتھا "

"نہیں محبت تو اک خوبصورت جذبہ ہے اس کا اعتراف جان لیوا کیسے ہو سکتا ہے؟"

www.Novelshub.pk

اس کے دل کی آواز زبان پہ آئی تھی پاس کھڑے درختوں کی پتے زور سے لہرائے تھے شاید انہیں اس کے دل کی کہیں گئی بات بھاگئی تھی اور وہ خوشی سے جھوم اٹھے تھے پتوں کے لہرانے سے ہوا کے اک جھونکے نے اس کے ماتھے پہ بکھرے بالوں کو چھوا تھا وہ ہوا کی کی گئی شرارت پہ مسکرایا تھا زندگی سے بھرپور مسکراہٹ اس کے چہرے پہ رقص کرنے لگی تھی وہ محبت کے اعتراف پہ جھوم اٹھا تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اسے گھر جانا تھا اس نے اپنی کفیت عابد کو بتانی تھی اسے اپنی خوشی بھی اس کے ساتھ بانٹنی تھی جیسے وہ اپنا ہر غم اس کے ساتھ بانٹتے آیا تھا

"ٹھاہ ہ ہ.................

وہ جیسے ہی اٹھا تھا فضا میں گولی کی آواز گونجی تھی اور ساتھ ہی آسمان پہ زوردار بجلی کڑکی تھی

....

"حنان بیٹا اس وقت کہاں جا رہے ہو؟؟" وہ جو گیراج کی طرف بڑھ رہا تھا عثمان صاحب کے پوچھنے پر ان کی طرف بڑھ گیا

"الیان کی کال آئی تھی ان کی گاڑی کا ٹائر پنچر ہو گیا ہے، انہیں لینے جا رہا ہو..." ان کے پاس پہنچتے ہوئے اس نے بتایا

www.Novelshub.pk

"اکیلے جارہے ہو......؟" عثمان صاحب کے ساتھ کھڑی نصرت بیگم نے پوچھا

"جی......"

"میرے دل پہلے ہی بہت گھبرا رہا ہے اکیلے نہیں جاؤ...... آپ خنان کے ساتھ جائے" خنان سے کہتے ہوئے وہ عثمان صاحب سے بھی مخاطب ہوئی

"چلو بیٹا جی دونوں چچا بھتیجا مل کے چلتے ہیں......" وہ خنان کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے خنان بھی بنا کچھ کہے گیراج کی طرف بڑھ گیا اسے اپنی گدھا گاڑی نکالنی تھی نصرت بیگم وہی کھڑی انہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہیں ان کی بے چینی کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی جارہی تھی وہ زیرلب کچھ دوہرانے لگی

....

وہ دور کھڑا تھا اس کی پسٹل کا رخ الیان کی طرف تھا سڑک پہ کیل اسی نے پھینکے تھے وہ چلتی گاڑی میں بیٹھے الیان پہ گولی نہیں چلا سکتا تھا کیونکہ اسے دڑ تھا کہیں وہ معصوم سا اپنی جان نہ کھو بیٹھے وہ پہلے ہی گہنگار تھا وہ کسی کی جان لے کے مزید گنہگار نہیں بن سکتا تھا اب بھی اس نے الیان کے دائیں کندھے کو نشانے کا مرکز بنایا ہوا تھا کیونکہ اسے صرف اے ایس پی حنان کو وارننگ دینی تھی اس نے ٹریگر دبایا تھا پسٹل سے گولی نکلی تھی جس نے سیدھا جا کے الیان کے کندھے کو چھونا تھا لیکن ااس کے ٹریگر دباتے ہی الیان کو اپنے پاؤں پہ کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا وہ دیکھنے کے لیے نیچے جھکا تھا الیان کے جھکنے کی وجہ سے پسٹل سے نکلی گولی نے اپنا مرکز کھویا تھا اور وہ سیدھی جا کے الیان کے پیچھے کھڑی حیا کے کندھے پہ لگی تھی

www.Novelshub.pk

فضامیں ٹھاہ کی آواز گونجی تھی اور ساتھ ہی آسمان پہ زوردار بجلی بھی کڑکی تھی

شیرو کے قدم آواز کے تعاقب میں اٹھے تھے وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا اس کے پاس سے اک تیز رفتار گاڑی گزری تھی اس کے قدموں کی رفتار بھی تیز ہوئی تھی

"الیان......" تکلیف کی شدت سے وہ چیخی تھی

"حیا......" وہ بھی چیختے ہوئے اس کی طرف بڑھا تھا اس کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ زمین پر گر چکی تھی حیا کے گرتے ہی آسمان سے اک پانی کی ننھی سی بوند نے زمین تک کا سفر طے کیا تھا اس ننھی سی بوند کو زمین پہ گرتا دیکھ کے آسمان پہ چھائے بادلوں نے اس کی تقلید کی تھی انہیں بھی برسنے کی اجازت مل چکی تھی وہ بھی اب آہستہ آہستہ برسنے لگے تھے

"حیا پلیز آنکھیں بند مت کرنا......" الیان اسے آنکھیں بند کرتے دیکھ کے چیخا تھا وہ اپنے ہاتھوں سے مسلسل اس کا چہرا تھپتھپا رہا تھا حیا کے کندھے سے نکلتا خون زمین پہ بارش کے پانی کے ساتھ پھیلنے لگا تھا

"حیا آنکھیں کھولو......" وہ آنکھیں بند کر چکی تھی الیان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے جو کے بارش کے پانی کے ساتھ مل کے حیا کے چہرے پہ گر رہے تھے اس نے اپنے پیچھے گاڑی روکنے کی آواز سنی;اس نے چہرا موڑا تھا حنان اور اس کے بابا اس کی طرف بڑھ رہے تھے

"بابا جلدی آئے دیکھے حیا آنکھیں نہیں کھول رہی......وہ عثمان صاحب کو دیکھتے ہوئے چلایا تھا اس کے الفاظ عثمان صاحب کو کسی کوڑے کی طرح لگے تھے انہیں اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ان تک پہنچے تھے

"حیا بیٹا آنکھیں کھولو.........انہوں نے اس کا چہرا تھپتھپیا لیکن وہ آنکھیں موند چکی تھی اپنے بابا کی پکار پہ بھی اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھی بارش کا پانی اس کے کندھے سے نکلتے خون کو بہالے جا رہا تھا

خنان یک ٹک حیا کے کندھے سے بہتے ہوئے خون کو دیکھے جا رہا تھا یہ وقت اپنے حواس کھونے کا نہیں تھا اس کے دماغ نے جلد اسے باور کروایا دیا تھا عثمان صاحب مسلسل حیا کا چہرا تھپتھپائے رہے تھے حنان جلدی سے نیچے جھکا حیا کے کندھے پہ پڑے ڈوپٹے کو اس نے اکٹھا کیا خون بہاتی جگہ پہ اس نے ڈوپٹے کو رکھ کے دبایا

"الیان ڈوپٹے کو دبا کے رکھو تا کہ خون بہنا بند ہو چچا جان جلدی سے حیا کو اٹھا کے گاڑی میں لائے ہمیں جلد از جلد ہسپتال پہنچنا ہے ہم مزید دیر نہیں کر سکتے........"وہ ان دونوں کو تلقین کرتے ہوئے خود گاڑی کی جانب بڑھ گیا

شیر و بھی ان تک پہنچ چکا تھا لیکن وہ ان سے زرا فاصلے پہ اندھیرے میں تھا وہ وہاں پہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اندھیرے کا ہی حصہ لگ رہا تھا کوئی بھی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن وہ گاڑی کے چلتی ہیڈ لائٹس میں ان سب کو باآسانی دیکھ سکتا تھا اچانک اس کا دل دھڑکا تھا اس نے دل پہ ہاتھ رکھ کے اسے روکنا چاہا تھا

لیکن وہ پہلے سے زیادہ دھڑکنا شروع ہو گیا تھا بے اختیار ہی اس کے چلتے قدم رو کے تھے اس نے نظر اٹھا کے دیکھا کوئی اس کے سامنے سے اک نسوانی وجود اٹھا کے لے کے جا رہا تھا اس وجود کو خون میں لت پت دیکھ کے اس کو اپنی دل کی دنیا ہلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اس کی اک جھلک سے ہی وہ اسے پہچان گیا تھا اس کے دل کی دنیا کو روشن کرنے والی ہستی کو وہ کیسے نہ پہچانتا پاتا؟ وہ لاکھوں لوگوں کی بھیڑ میں بھی اس کو اس کی خوشبو سے پہچان سکتا تھا اسے اک وم اپنی دل کی دنیا پھر سے ویران لگنے لگی تھی وہ لوگ جا چکے تھے وہ وہی کھڑے گاڑی کی مدھم پڑتی ہیڈ لائٹس کو دیکھتا رہا جو کہ آہستہ آہستہ اندھیرے میں گم ہو چکی تھیں

"جسم سے جان اس وقت نہیں نکلتی جب اپنی جان نکلتی ہے
یہ جان اس وقت نکلتی ہے جب جان سے پیارے کی جان نکلتی ہے"
(سمیر احمید)

وہ جا چکے تھے لیکن وہ وہی بلکل ساکت کھڑا تھا اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی وہ وہاں سے ہلنا نہیں چاہتا تھا

"جو اس نے دیکھا وہ اک خواب تھا ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ ابھی تو خود سے اس کی محبت کا اعتراف کر کے آیا تھا ابھی وہ اس کی دل کا حال جانے بنا کیسے جا سکتی تھی......" وہ خود کو تسلی دے رہا تھا جس پہ اس کا دل مطمئن نہیں تھا

"کیا وہ اسے چھوڑ کے چلی جائے گئی تھی......" دل نے اپنا خدشہ ظاہر کر دیا تھا

www.Novelshub.pk

"نہیں ں ں ں میں....................وہ چلایا تھا بارش تیز ہوئی تھی آسمان پہ بجلی چمکی تھی وہ چلاتے ہوئے زمین پہ گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا

"وہ ٹھیک ہو جائے گئی اسے کچھ بھی نہیں ہو گا........"اس نے چہرا آسمان کی طرف کیا آسمان سے ٹپکتی پانی کی بوندے اس کے چہرے پہ گری وہ بہت پر امید نگاہوں سے آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا وہاں پہ اک ہی تو ہستی ہے جو اپنے بندے کو کبھی مایوس پلٹنے نہیں دیتی اک امید کے تحت اس نے اوپر دیکھا تھا لیکن پھر کچھ یاد آنے پہ اس نے اپنی نظریں فوراجھکائی تھی وہ دھڑکتے دل کے ساتھ سر جھکا گیا تھا اک دم اسے اپنے چار سو گھٹن زدہ چھاتا ہوا اندھیرے محسوس ہوا تھا بارش پہلے سے زیادہ تیز ہو چکی تھی اس سے تھوڑے فاصلے پہ پڑا خون بارش کے پانی کے ساتھ مل کے اپنی پہچان کھو رہا تھا وہ ساکت آنکھیں لیے خون کو اپنی پہچان کھوتے ہوئے دیکھ رہا تھا

تیز بارش، آسمان پہ چمکتی بجلی، خوف ناک ماحول، اپنی پہچان کھوتا سرخ خون، اور ان کے درمیان بلکل ساکت بیٹھا رمض شہریار

میرے اجنبی میرے آشنا

تجھے حرف حرف دعا لکھوں

www.Novelshub.pk

کوئی ایسا وصال نصیب کر

تجھے چاند تارے ہوا لکھوں

اگر بن نہ سکو کبھی تیرا

تو حیات کو میں فنا لکھوں

یہ زندگی قدم قدم پر

تیرے یاد سے جواں رہے

میرے اجنبی میرے آشنا

میں تجھے کبھی نہ خود سے جدا لکھوں

وہ شاید یوں ہی برستی بارش میں گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھا رہتا اگر وہ شیر و نہ ہوتا وہ شیر و تھا وہ خود کو تکلیف پہنچانے والے کو کبھی معاف نہیں کرتا تھا انجانے میں ہی کسی نے اس کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھ دیا تھا اپنے دشمن کو اس کے انجام تک پہنچانے کے لیے وہ اٹھ کھڑا ہوا اسے گولی چلانے والے کو صبح ہونے سے پہلے ڈھونڈنا تھا بارش تیزی سے برس رہی تھی اک دفعہ پھر آسمان پہ بجلی کڑکی تھی برستی بارش میں وہ اپنے دشمن کی تلاش میں نکل چکا تھا

www.Novelshub.pk

اپنانشانہ چھوٹنے پہ پسٹل پر موکی کی گرفت مضبوط ہوئی تھی اس کی آنکھیں خوف سے پھیلی تھیں اس کی ذات سے کیسے کسی عورت کو تکلیف پہنچ سکتی تھی؟عورت پر وار کرنے والے تونامرد ہوتے ہیں۔کیاوہ بھی نامردوں میں شمار ہو گیا تھا؟اس کے اندر کہیں سے سوال اٹھا تھا

"نہیں میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا۔میں عورت کو نشانہ کیسے بنا سکتا ہو؟۔۔۔"

اپنی صفائی میں اس کے لب ہلے تھے اور وہ وہی زمین پہ بیٹھ گیا تھا اس نے پسٹل کو دور پھینکا جیسے وہ کوئی زہریلا آسیب ہو جو خود سے دور نہ کرنے پہ اسے چمٹ جائے گا

بارش اسے بھگو رہی تھی اور اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ وہاں سے اٹھ کے جا سکتا

"موکی یہ سب چھوڑ دو یہ تمہارے بس کی بات نہیں......"وہ جو تکلیف سے دوہرا ہو رہا تھا کانوں میں پڑتی آواز پہ اس نے اپنے آس پاس دیکھا اسے اپنے سامنے کھڑا اک وجود نظر آیا جس سے آہستہ آہستہ دھوا ہٹ رہا تھا وہ آنکھوں میں حیرت لیے اسے دیکھ رہا تھا وہ بلکل اس جیسا تھا ہاں وہ اس کا اپنا ضمیر تھا جو آج برستی بارش میں اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا

"میں نہیں چھوڑ سکتا......"

"کیوں......؟"

"میرے بس میں نہیں ہے اگر میں یہ سب نہ کروتو وہ میرے بیٹے کو تکلیف دیتے ہیں............"

"تم اپنے بیٹے کو تکلیف سے بچانے کے لیے دوسروں کے بیٹوں کو تکلیف دیتے ہو تم بھی پھر ان جیسے ہی ہوئے نہ......؟"

www.Novelshub.pk

"میں ان جیسا نہیں ہوں........." وہ چلایا

"میں مجبور ہو......"

"تم مجبور نہیں ہو تم خود غرض ہو مجیب کامران........."

وہ اپنے ضمیر کے دیے گئے الزام پہ ہکابکا رہ گیا وہ بے یقعنی سے اسے دیکھے جارہا تھا جو اب آہستہ آہستہ اندھیرے میں تحلیل ہو رہا تھا وہ اسے خود غرض کہہ کے غائب ہو چکا تھا

"اللہ میں خود غرض نہیں ہو میں مجبور ہو......" وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے ہوئے بے بسی سے چلایا

"اللہ مجھے اس مجبوری سے نکل دے میں کسی کو تکلیف نہیں پہنچاؤ گا ان ظالموں کے شکنجے سے میرے بیٹے کو نکل دے میں اپنے بیٹے کو لے کر یہاں سے دور کہیں چلا جاؤ گا......" وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے خدا سے التجا کر رہا تھا بارش کے پانی کے قطرے اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کو اپنے ساتھ لیے زمین پہ گر رہے تھے آسمان پہ بجلی کڑکی تھی اسے اپنے ناک پہ زوردار وار محسوس ہوا تھا اس کی التجا سن لی گئی تھی اس نے درد کی شدت سے آنکھیں بند کی کسی نے اسے گریبان سے پکڑ کے اپنے سامنا کھڑا کیا آسمان پہ چمکتی بجلی نے چند لمحوں کے لیے اندھیرے کو اپنی لپیٹ میں لے کے روشنی کو بکھرنے کا موقع دیا وہ شیرو تھا جو آنکھوں میں اشتعال لیے اس کے چہرے پہ نظریں گاڑے کھڑا تھا اُس کا گریبان شیرو کی مٹھی میں کسی بے جان پرندے کی طرح پھڑ پھڑا رہا تھا

"گولی تم نے چلائی تھی......؟" وہ چلایا اس کی آواز بجلی کی کڑک کے ساتھ گونجی

"ہاں........" سکون سے جواب دیا گیا

"کیوں........؟"

اس کی طرف خاموشی پا کر وہ پھر دہاڑا

"تم جانتے تھے وہ کون تھی؟"

"نہیں......" پہلے سے بھی پر سکون لہجہ شیر و کو اندر تک سلگا گیا اس نے موکی کا گریبان چھوڑتے ہوئے اک زور دار مکا اس کی ناک پہ مارا وہ لڑکھڑایا

"اس پہ گولی کیوں چلائی تم نے......؟" شیر و نے اپنا سوال پھر دوہرایا

"بتانے کا پابند نہیں ہو......" درد کی شدت سے اس کی آواز بھاری ہوئی

"تمہارا تو باپ بھی بتائے گا......" وہ اس کی طرف لپکا

"باپ ہی سے پوچھ لو......" وہ ہنسا اور شیر و کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کے اس نے اپنے قدم پیچھے کی طرف اٹھائے

"بتاؤ ورنہ......

"ورنہ کیا...ہاں... کیا کرو گ ہے جان سے مارو گئے مار دو......" وہ شیر و کی بات کاٹتے ہوئے پیچھے جانے کے بجائے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

www.Novelshub.pk

"شیر وکسی کو جان سے نہیں مارتا لیکن زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں چھوڑتا......" برستی بارش میں دونوں اک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کھڑے تھے اک کی آنکھوں میں اشتعال تھا تو دوسرے کی آنکھوں میں کرب

"میں کون سا زندہ ہو اندرونی طور پر پہلے ہی مرا ہوا ہوں جسمانی طور پر تم مار دینا......" ان کی گفتگو کا رخ انجانے میں ہی بدل رہا تھا وہ آنکھوں میں درد لیے کہہ رہا تھا شیر و تھوری دیر تک تو کچھ بول ہی نہ سکا بس اس کی آنکھوں میں ہی دیکھتا رہا جہاں اسے اس دنیا سے بیزاری کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا وہ اس کی آنکھوں میں درد دیکھ کر اپنا درد بھول چکا تھا

"تم نہیں بتاؤ گئے؟" آواز قدرے دھیمی ہوئی

"نہیں بتاؤ گا..." اس کا لہجہ مضبوط تھا شیر و سمجھ گیا اگر وہ اب اس کی ہڈیاں بھی توڑ دے گا تو موکی اسے کچھ بھی نہیں بتائے گا اس کی آنکھوں میں موجود کرب کو جاننے کے لیے وہ پہلے ہی متجسس تھا اب کیوں نہیں؟ وہ اک تیر سے دو شکار کرنے جا رہا تھا

"چلو اک ڈیل کرتے ہیں......"

"کیسی ڈیل......" موکی نے سوالیہ ابرو اچکائے

"تمہاری آنکھیں تمہارا درد چھپانے میں ناکام ہیں تم سے پہلی ملاقات میں اندازہ ہو گیا تھا مجھے تم بہت بڑی ازیت سے گزر رہے ہو تمہارا نظریں جھکا کہ بات کرنا واضح بتاتا ہے کہ تم جو کام کر رہے ہو تم وہ کرنا نہیں چاہتے تم سے زبردستی کروایا جا رہا ہے شاید تمہاری کوئی کمزوری ہے اس چیمے کے پاس جس کی وجہ سے تم اس کے کام کرنے پر مجبور ہو......" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے خود سے روشناس کروا رہا تھا وہ شیر و تھا وہ انسان کو اس کی آنکھوں کے زریعے اندر تک جانچ لیتا تھا

وہ حیرت زدہ اپنے بارمیں کیے گئے انکشاف کو سن رہا تھا

"تم مجھے اس کے بارے میں سب بتاؤ جس کے کہنے پہ تم نے یہ سب کیا ہے میں تمہیں تمہارے درد سے نجات دلوادو گا"

"میں تم پہ اعتبار کیوں کرو؟ کیا گارنٹی ہے کہ تم میری مدد کرو گئے......" اس کا دل شیر و سے مدد لینے کو چاہ رہا تھا وہ مزید خود کو اور اپنے بیٹے کو اس دلدل میں نہیں پھنسا سکتا تھا اگر کوئی اس کی مدد کے لیے تیار ہے تو وہ کیوں انکار کرے

"اس برستی بارش میں مجھے تم تک پہنچانے والی اوپر والی ذات ہے...... شیر و نے آسمان کی طرف اشارہ کیا

اسی ذات کو اور اس بارش کو گواہ بنا کہ کہتا ہو کہ شیر و مر جائے گا لیکن اپنے کہہ سے کبھی نہیں مکرے گا ...."

"ٹھیک ہے میں تیار ہو......" وہ مان گیا تھا شیر و کے اعتماد نے اسے ماننے پہ مجبور کر دیا تھا اس کے فیصلے پہ ہوا میں جوش آیا بارش کا پانی ہوا کے جوبن پہ لہرایا ان کے آس پاس بکھری ہر شے نے موکی کے فیصلے کو سراہا تھا

"کل بارہ بجے میرے گھر آ جانا وہی پہ اپنی ڈیل شروع کرے گئے......" شیر و نے مسکراتے ہوئے مصافحے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا موکی نے اک نظر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور لمحے کی بھی تاخیر کیے بنا اس نے شیر و کا ہاتھ تھاما ان کے ملن پہ پھر سے زوردار بجلی کڑکی تھی ان کی ڈیل کی شروعات ہو چکی تھی
بازی پلٹنے والی تھی تقدیر کے دو مہرے مل چکے تھے
دور کھڑی قسمت ان کے ملن پہ مسکرائی تھی

....

جو لوگ جانتے ہوں بچھڑ جانے کا دکھ
وہ ساتھ بیٹھے پرندوں کو اڑایا نہیں کرتے

وہ سب آئی سی یو کے دروازے کے سامنے رکھے گئے بینچ پہ بیٹھے ہوئے تھے سب کی نظریں آئی سی یو کے دروازے پہ ٹکی تھیں خنان کے بلانے پہ ماہ نور نصرت بیگم کو بھی ساتھ لے کے آ گئی تھی عثمان صاحب بلکل

www.Novelshub.pk

خاموش تھے نصرت بیگم کی آنکھوں سے آنسو لڑی کی مانند بہہ رہے تھے اپنی بیٹی کی زندگی کے لیے ان کے لب مسلسل ہل رہے تھے ماہ نور کی ویران آنکھیں دروازے پہ ٹکی ہوئی تھیں الیان اپنے بابا کے کندھے پہ سر رکھے انہیں کی طرح بلکل خاموش بیٹھا تھا اور حنان اپنی سوچوں میں الجھا ہوا تھا

"ماہ نور بیٹا آپ الیان کو لے کے گھر چلی جائیں......" عثمان صاحب نے اک نظر الیان کو دیکھا جو بلکل خاموش تھا انہیں اس کی طبعیت ٹھیک نہیں لگی تھی

"بابا مجھے گھر نہیں جانا میں حیا سے ملے بغیر نہیں جاؤ گا........." الیان نے سر اٹھا کے عثمان صاحب کو دیکھا

"بیٹا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ گھر جائے تھوڑا آرام کریں ہم حیا کے پاس ہے نہ جیسے ہی وہ ٹھیک ہو گئی میں آپ کو بتاؤ گا تب آپ آجانا..." عثمان صاحب نے اس کا گال تھپتھپایا

"چلو الیان........." ماہ نور اٹھ ان کے پاس آئی

"بابا......" الیان نے بے چارگی سے ان کی طرف دیکھا

"بیٹا بابا کی بات مانتے ہیں......" وہ اسے بچوں کی طرح پچکار رہے تھے وہ اس وقت انہیں بچہ ہی لگا تھا جو بنا کوئی غلطی کیے خود کو قصوروار سمجھ رہا تھا

"اٹھو الیان یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے وہ ٹھیک ہو جائے گئی فکر نہیں کرو تم......" ماہ نور نے اسے بازو سے پکڑ کے اٹھایا اور اسے اپنے ساتھ لیے وہاں سے چلی گئی

ان کے جاتے ہی آئی سی یو کے دروازے پہ لگی بتی بجھی تھی ایک ڈاکٹر جو کے لگ بھگ تیس سال کا تھا وہ اپنے چہرے سے ماسک ہٹاتا ان کی طرف آیا

سب اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے

www.Novelshub.pk

"کیسی ہے وہ.........؟" خنان کی لہجے میں پریشانی ڈاکٹر نے واضح محسوس کی

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے...... "سب نے بے یقینی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا

"دیکھیں ان کو کندھے پہ گولی لگی ہے گولی تو ہم نے نکال دی ہے لیکن ان کا خون بہت بہہ چکا ہے جس کی وجہ سے انہیں
سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے کسی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے ہم ابھی کچھ بھی کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہے آپ لوگ بس دعا کریں........ "ڈاکٹر واپس اندر جا چکا تھا وہ وہی اپنی اپنی جگہ پہ جیسے جم سے گئے تھے

"یہ جس نے بھی کیا ہے میں اسے چھوڑوں گا نہیں......... "خنان کا خون جوش میں آیا تھا
نصرت بیگم وہاں سے چلی گئیں تھی انہیں اپنے رب کے خضور اپنی بیٹی کی زندگی کے لیے پیش ہونا تھا وہ اک باہمت خاتون تھی وہ جانتی تھیں کہ یوں بیٹھ کے رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں انہیں بس ہمت سے کام لینا تھا اور اپنی بیٹی کی زندگی کے لیے بہت سی دعائیں مانگنی تھیں
"خنان بیٹا آپ کچھ نہیں کرے گئے........."
"کیوں چچا جان؟ آپ نے پہلے بھی مجھے منع کیا ہے میں سمجھ نہیں پا رہا کہ آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں......"
بیٹا میں جانتا ہوں کسی نے آپ کو دھمکانے کے لیے یہ سب کیا ہے کیوں کہ ہم دونوں بھائیوں نے کبھی بھی کسی کے ساتھ اتنا برا نہیں کیا کہ کوئی ہم سے بدلہ لینے کہ لیے اتنا کاری وار کرے اگر تم یوں بدلے کی چاہ میں

اس کے پیچھے بھاگو گئے تو وہ اپنے کیے پہ خوش ہو گا اور اگلی دفعہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے بھی کاری وار کر جائے اسے آپ کی کمزوری مل جائے گئی بیٹا"

"لیکن چچا جان ہم یوں ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے نہیں بیٹھ سکتے......"

دیکھو بیٹا بعض اوقات ہم بدلے کی چاہ میں بہت کچھ کھو دیتے ہیں اور بعض اوقات ہم خاموش رہ کے بہت کچھ پالیتے ہیں ہمیں خاموش رہنا ہے بیٹا مجھے بدلنا نہیں لینا مجھے اسے بھی نہیں ڈھونڈنا جس نے یہ سب کیا ہے میں نہیں چاہتا کے بدلہ لیتے لیتے میں کسی اور کو یہاں پہنچا دو جس حال میں اب میری بیٹی ہے مجھے بس اپنی بیٹی کی زندگی چاہیے جو اندر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے......" اپنی بیٹی کا سوچتے ہوئے آخر میں ان کا لہجہ روند گیا تھا وہ باپ تھے کب تک مضبوطی کا خول اپنے اوپر چڑھائے رکھتے وہ تھک ہار کر واپس بینچ پہ بیٹھے تھے آنسو نکلنے کو بے تاب تھے لیکن وہ یوں رو کر کمزور نہیں پڑ سکتے تھے انہوں نے سختی سے آنسو کو اندر دھکیلا تھا

"چچا جان وہ ٹھیک ہو جائے گئی آپ فکر نہیں کرے......" خنان ان کے پاس بیٹھا وہ خود بھی تو تکلیف میں تھا اندر زندگی اور موت کی جنگ لڑتی لڑکی اس کی چچازاد نہیں تھی بلکے اس کی محبت تھی اپنی محبت کو یوں زندگی اور موت کے درمیان کھڑا دیکھ کر وہ پر سکون کیسے رہ سکتا تھا؟ وہ انہیں تسلی دے رہا تھا یا خود کو وہ سمجھ نہیں پایا تھا

"انشااللہ......" عثمان صاحب کی آواز بلکل مدھم تھی

www.Novelshub.pk

آئی سی یو کے دروازے کو دیکھتے ہوئے خنان نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ابھی خاموش رہے گا لیکن جس نے یہ سب کیا تھا اسے چھوڑنے والا وہ بھی نہیں تھا

....

تو مجھے چھوڑ کے جانے لگا تو یقین آیا

سانسوں کے سوا کچھ بھی تو ضروری نہیں ہوتا

رات کا چھایا اندھیرا اپنی ڈیوٹی نبھا کے آرام کی غرض سے اپنے ٹھکانے کی طرف بڑھ رہا تھا صبح کی روشنی آہستہ آہستہ اس کی جگہ لے رہی تھی بارش تھم چکی تھی ٹھنڈی ہوا قدرت کا نظارہ کرنے والوں کو راحت پہنچا رہی تھی بارش کے پانی نے ہر چیز کو دھو کر صاف شفاف کر دیا تھا پودوں کے پتوں پہ ٹھہرے پانی کے ننھے ننھے سے قطرے ہر اک کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے صبح کی روشنی میں مدھم سے اندھیرے نے کائنات میں اک انوکھا رنگ بکھیرا ہوا تھا جو آہستہ آہستہ اب سرخی میں ڈھلنے لگا تھا وہ اس قدرت کے حسین نظارے میں اپنے گھر کے صحن میں رکھی گئی واحد کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کی ٹانگیں کرسی کے سامنے رکھی گئی چارپائی پہ تھیں سر کرسی کی پشت سے ٹکائے آنکھیں موندے وہ اپنی سوچ میں الجھا ہوا تھا وہ جب سے موکی سے مل کے آیا تھا یوں ہی بیٹھا ہوا تھا اک طرف حیا کی فکر اسے ستائے جا رہی تھی تو دوسری طرف موکی سی گئی ڈیل اسے ستا رہی تھی وہ اتنا نا سمجھ تو نہیں تھا موکی کو وہاں دیکھ کر اس کی پشت پناہی کرنے والے کو پہچان نہ سکتا؟ موکی کو وہاں دیکھ کر وہ سب سمجھ گیا تھا یہ سب کس نے اور کیوں کیا ہے؟ لیکن اک بات کی اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیوں وہ سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی انجان بن گیا تھا؟ آج تک اس نے خود کو تکلیف

www.Novelshub.pk

پہچانے والے کو بخشا نہیں تھا موکی نے بھی تو اس کی زندگی پہ وار کر کے اس تکلیف دی تھی جو کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی تو پھر کیوں ؟وہ اس کو کچھ بھی کہنے کے بجائے اس کی مدد کرنے کی حامی بھر آیا تھا شیر و نے اس کی التجاسنی تھی جو وہ اپنے رب سے کر رہا تھا اس التجا نے ہی اسے سب کچھ بھلائے اس کی مدد کرنے پر مجبور کیا تھا وہ بے اختیار ہی اس کی طرف بڑھا تھا وہ سب جو اس نے کیا وہ رسمی تھا وہ پہلے ملاقات میں ہی اس کے بارے میں جاننے کا متجسس تھا اس کی طرف بڑھتے ہی وہ سب سوچ چکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے یہ فیصلہ کرنے والا وہ خود نہیں تھا یہ فیصلہ کسی اور کا تھا اس کا جو اپنے بندوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا جو اپنے بندوں کی مدد کے لیے ڈائریکٹ آسمان سے فرشتہ نہیں اتارتا بلکے اپنے ہی کسی بندے کو فرشتہ بنا کہ اپنے بندے کی مدد کے لیے بھیج دیتا ہے بس ہمیں اپنے مشکل حالات میں صبر سے اس کی مدد کا انتظار کرنا چاہیے اور ساتھ ساتھ اپنی کوشش اور دعا کو بھی جاری رکھنا چاہیے کیوں کہ کوشش اور دعا (کامیابی کے لیے اور کسی بھی مشکل سے نکلنے کے لیے) باہم لازم وملزوم ہیں کسی اک کی بھی غیر موجودگی ہمارے راستے کی رکاوٹ بن سکتی ہے موکی کی مدد کے لیے شیر و کو چن لیا گیا تھا کیا وہ اس کی مدد کر پائے گا؟ یا جان گنوائے گا ؟یہ تو وقت کے ساتھ ہی آشکار ہونا تھا

"خیرت بھائی ؟ آج صبح صبح یہاں کیوں بیٹھے ہیں......" اس کی سوچوں میں خلل عابد کی آواز نے ڈالا تھا جو انگڑائی لیتے ہوئے اس کے سامنے چارپائی پہ بیٹھ گیا شیر و نے آنکھیں کھولی اس کی سرخ آنکھیں نیند کی چغلی کھا رہیں تھیں عابد سرخ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ٹھٹکا تھا

"آپ رات کو سوئے نہیں......" عابد نے تفکر سے پوچھا

www.Novelshub.pk

"نہیں......" شیر و نے اپنی آنکھوں کو مسلا آنکھوں کو نیند کی چغلی کھانے سے باز رکھا

"کیا بات ہے؟ کوئی پریشانی ہے......؟" عابد فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا

"عابی تمہارا بھائی بہت بڑی مشکل میں پھنس چکا ہے اور اس مشکل سے تمہارا بھائی چاہ کے بھی نہیں نکل سکتا ......"

"ایسی بھلا کون سی مشکل آن پڑی ہے جس سے شیر و نہیں نکل سکتا......؟" عابد حیرانگی سے اس کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا

"شیر و کو محبت نے اپنے جال میں پھنسالیا ہے جس میں سے شیر و خود بھی نکلنا نہیں چاہیے گا......" عابد نے محسوس کیا تھا شیر و کا لہجہ بدلہ بدلہ سا، خوشی اور غم دونوں کا امتیاز لیے ہوئے تھا

"محبت......" عابد بے یقینی کی کیفیت میں بولا

"ہاں محبت......" شیر و نے اعتراف کر کے اس کی بے یقینی کو ختم کیا

"آج بارہ بجے گھر پہ رہنا تمہیں سب پتہ چل جائے گا......" وہ آنکھیں بڑی کیے شیر و کو دیکھ رہا اس کے لیے یقین کرنا مشکل تھا وہ کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اسے حکم صادر کر دیا گیا تھا اور ساتھ مزید کوئی بھی سوال نہ پوچھنے کی ہدایت بھی

"میں ہسپتال جا رہا ہو......" شیر و نے چارپائی سے ٹانگیں اٹھا کی زمین پہ رکھیں اور جوتے کی تلاش میں نیچے نظریں دوڑائیں

"خیرت......؟" عابد نے تفکر سے اس کی طرف دیکھا

www.Novelshub.pk

"دعا کرنا سب خیرت ہی ہو ورنہ تمہارے بھائی کی زندگی پھر سے ویران ہو جائے گی......" اس نے پاؤں میں جوتے پہنے جو کہ اس کے پاؤں کے پاس ہی پڑے ہوئے تھے عابد کو اس کی آدھی ادھوری باتوں کی بلکل سمجھ نہیں آرہی تھی

"خیر میں بارہ بجے سے پہلے آجاؤ گا تم مجھے اس وقت گھر پہ ملو سمجھے......" وہ اسے پریشانیوں میں دھکیل کر آخر میں اسے وارن کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے کسی بھی سوال کا انتظار کیے بغیر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا

"بھائی کسی دن مجھ سے پیٹے گئے ادھی بات بتا کہ غائب ہو جاتے ہیں......" دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے عابد کی بڑبڑاہٹ سنی تھی وہ فکر مند لہجے میں کچھ اور بھی کہہ رہا تھا شیرو کے دروازے تک پہنچتے ہی آواز مدھم ہو گئی اس کے باہر نکلتے ہی آواز آنا بلکل بند ہو گئی تھی وہ بجھے دل کے ساتھ قدم اٹھا رہا تھا دل میں بس اب اک ہی فکر ہلکولے لے رہی تھی کہ

"کیا وہ ٹھیک ہو گئی؟"

....

جو تیرے ملنے سے مرض ملا

اسی مرض سے مر جاؤ دعا کرنا

www.Novelshub.pk

وہ آئی سی یو سے عام وارڈ میں شفٹ کر دی گئی تھی ڈاکٹرز نے تسلی دی تھی کہ وہ خطرے سے باہر ہے دو گھنٹے تک اسے ہوش آجائے گا سب پریشان اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے چار گھنٹے ہونے کو آئے تھے پر وہ ابھی تک نیند کی وادیوں سے نہیں نکلی تھی شاید اسے ہسپتال کا بستر زیادہ پسند آگیا تھا خنان جا چکا تھا اسے پولیس سٹیشن جانا تھا ماہ نور اور الیان کو اس نے گھر ہی رہنے کی تاکید کی تھی جب کے وہ مرتضٰی صاحب اور حلیمہ بیگم کو ہسپتال چھوڑ گیا تھا وہ دونوں تھوڑا خفا خفا سے تھے کہ انہیں غیروں کی طرح بعد میں کیوں بتایا گیا تھا نرس حیا کے بازوں سے ڈراپ کی سرینج نکال رہی تھی کہ اچانک اس نے حیا کے جسم کو حرکت کرتے ہوئے محسوس کیا وہ دھیرے دھیرے آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی نرس مسکرائی اور اک نظر وہاں پہ موجود سب افراد پہ ڈالی وہ سب پریشان تھے

"مبارک ہو آپ کی مریضہ کو ہوش آگیا ہے......" وہ ان سب کو دیکھتے ہوئے مسکرا کے گویا ہوئی سب کے بوجھے بوجھے چہرے اک دم کھل اٹھے

"میں ڈاکٹر کو بولا کے لاتی ہو......" نرس کہہ کے وہاں سے چلی گئی وہ سب اس کے ارد گرد کھڑے اسے دھیرے دھیرے سے آنکھیں کھولتے ہوئے دیکھ رہے تھے

--------------------------------.............

"کیا چاہتے ہو؟..." وہ ڈاکٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اسی ڈاکٹر کے سامنے جس نے حیا کا علاج کیا تھا

"اک بار اسے صرف دیکھنا چاہتا ہو......" شیر و بولا

"تو مجھ سے کیوں مدد مانگ رہے ہو جا کہ اسے دیکھ آؤ......"

www.Novelshub.pk

"وہ مجھے نہیں جانتی اور نہ ہی اس کے گھر والے مجھے جانتے ہے یوں منہ اٹھا کہ جاؤ گا تو ان کے ذہن میں بہت سے سوال جنم لے گئے۔۔۔۔۔"

"تو پھر تم مجھ سے یہ امید کیسے رکھ سکتے ہو کہ میں تمہیں اس سے ملواؤں گا......" ڈاکٹر اسے شکی نظروں سے دیکھ رہا تھا

ظاہر سی بات ہے میں تمہارے کئی کام کر چکا ہو۔ کیا تم میرا کام نہیں کرو گئے ؟۔۔۔" شیر و نے اسے پچھلے کاموں کا حوالہ دیا جو اس کے کہنے پہ اس نے کیے تھے

"کوئی احسان نہیں کیا تم نے مجھ پر۔ ہر کام کے بدلے معاوضہ لیتے آئے ہو۔۔۔" ڈاکٹر نے اسے یاد دلایا کیونکہ کام وہ بعد میں کرتا تھا پہلے معاوضہ لیتا تھا

"تو تم بھی لے لو۔۔۔" شیر و نے بات ختم کرنا چاہی وہ بس کسی بھی طریقے حیا کو اک نظر دیکھنا چاہتا تھا

"محبت کا معملا ہے۔۔۔" ڈاکٹر نے اس کے بکھرے حلیے کو دیکھتے ہوئے پوچھا وہ ڈاکٹر کو کسی صحرا میں بھٹکا ہوا مجنوں لگ رہا تھا

"یہ ہی سمجھ لو۔۔۔۔" وہ بھٹکا ہوا ہی تو تھا محبت کے صحرا میں

"محبت کا معملا ہے اسی لیے تمہارا معاوضہ تمہیں معاف کرتا ہو۔۔ ورنہ دل تو یہ ہی کر رہا تھا کہ تمہارے ساتھ ویسا ہی کرو جیسا تم میرے ساتھ کرتے آئے ہو...۔" ڈاکٹر ہنسا۔ شیر و نے کوئی جواب نہ دیا

www.Novelshub.pk

ٹھک ٹھک۔۔۔۔۔ دروازے پہ ہونے والی دستک پہ دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا

"سر مریضہ کو ہوش آگیا ہے......" نرس نے ہلکہ سا دروازہ کھول کے اطلاع دی

"کون سی مریضہ کو......؟" ڈاکٹر نے نا سمجھی سے نرس کو دیکھا

"سر وہ جو رات کو آئی تھیں جن کے کندھے پہ گولی لگی تھی۔۔۔" نرس نے تفصیل بتائی

"اچھا آرہا ہو میں......" ڈاکٹر نے اسے جانے کی اجازت دی وہ سر کو خم دیتے ہوئے چلی گئی ڈاکٹر نے شیرو کی طرف دیکھا جو اسے کچھ الجھا الجھا سا لگ رہا تھا

"اٹھو۔۔ یہ پہن لو۔۔۔" ڈاکٹر نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی اس کی طرف ماسک بڑھایا

"کیوں؟۔۔ شیرو نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"تمہارہ مسلۂ حل کرنے جا رہا ہو چہرا ڈھکو اپنا...اور میرے پیچھے آؤ۔۔۔" وہ اسے اپنے پیچھے آنا کا کہہ کر خود باہر کی جانب بڑھ گیا شیرو بھی اس کی ہدایت پہ عمل کرتے ہوئے اس کے پیچھے چل دیا

....

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں سب کو اپنے ارد گرد پریشان کھڑا دیکھ کر اسے کچھ سمجھ ہی نہ آیا کے آخر ہوا کیا ہے؟

www.Novelshub.pk

"کیا ہوا ہے آپ لوگ پریشان کیوں ہیں۔؟" حیا نے سب کو دیکھتے ہوئے پوچھا اور ساتھ ہی وہ اٹھنے ہی لگی تھی اک دم اسے اپنے کندھے میں درد محسوس ہوا

"بیٹا تم ٹھیک ہو۔۔" وہ اپنے کندھے میں ہونے والے درد کی وجہ سوچ رہی تھی کہ اسے اپنے بابا کی آواز سنائی دی اس نے ناسمجھی سے اپبے بابا کی طرف دیکھا

اس کے بابا کا پریشان چہرا، ہسپتال کا بستر، کندھے میں ہوتا درد، اس کے دماغ نے تانے بانے بھونے تھے سب یاد آنے پہ اس کی آنکھیں حیریت سے پھیلیں تھیں

"الیان......

الیان کہاں ہے؟ بابا۔۔" وہ خود کو بھول چکی تھی اسے الیان کی فکر نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا

بیٹا وہ بلکل ٹھیک ہے آپ اس کی فکر نہیں کرے۔۔۔" عثمان صاحب نے اسے تسلی دی

"آپ جھوٹ تو نہیں بول رہے...؟ امی مجھے الیان سے ملنا ہے۔۔" اسے یقین نہیں آیا تھا

"بیٹا وہ بلکل ٹھیک ہے وہ گھر پہ ہے آپ کا انتظار کر رہا ہے......" مرتضی صاحب بولے

"آپ لوگ سچ کہہ رہے ہے نہ۔؟" اسے پھر بھی تسلی نہیں ہوئی تھی

"حیا میں تمہیں دو تھپڑ لگاؤ گئی اگر تم نے مزید اس بات کو دوبارہ دہرایا جب وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے تو وہ ٹھیک ہے۔۔۔"

نصرت بیگم تنگ آ کے بولیں انہیں شروع سے ہی حیا کی بار بار بات دہرانے کی عادت سے چڑ تھی حیا چپ ہو گئی اک تو کندھے سے اٹھتا درد اوپر سے امی کی جھاڑ وہ رونے والی ہو گئی تھی

"چھوڑوں انہیں ان کی عادت ہے بیٹا۔۔ عثمان صاحب نے اس کی رونی شکل دیکھ کے اسے اپنے ساتھ لگایا

www.Novelshub.pk

"کیسا ہے میرا بچہ ؟" حلیمہ بیگم نے پوچھا

"ٹھیک ہو بڑی امی بس درد بہت ہو رہا ہے۔۔۔"

"ابھی پین کیلرز دیتے ہیں آپ کا درد منٹوں میں ٹھیک ہو جائے گا......... "اندر داخل ہوتے ہوئے ڈاکٹر نے اس کی بات سن لی تھی

اس کے پیچھے شیر و بھی داخل ہوا سب ڈاکٹر کی آواز پہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے

"آپ بلکل ٹھیک ہیں تھوڑی دیر تک آپ کو ڈسچارج کر دیا جائے گا آپ ان کو گھر لے کے جا سکتے ہیں......

"حیا کو تسلی دیتے ہوئے وہ پاس کھڑے عثمان صاحب سے بھی مخاطب ہوا

"عمر وہاں ٹیبل سے پین کیلرز پکڑاؤ...... "ڈاکٹر نے شیر و سے کہتے ہوئے زرا فاصلے پہ رکھی کی گئی ٹیبل کی طرف اشارہ کیا جہاں بہت سی دوائیاں پڑی ہوئی تھیں

"کتنی ظالم ہو تم ابتدا میں ہی اتنا بڑا دھچکا دے دیا تم نے آگے جا کہ پتا نہیں کیا کیا کرو گئ ؟" اسے بات کرتے دیکھ کر اس کے دل کو تسلی ہوئی تھی اس لیے دل نے فوراً شکوہ بھی کر ڈالا کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا اور

وہ جو فرصت سے حیا کہ چہرے پہ نظریں گاڑے سوچ رہا تھا ڈاکٹر کے مخاطب کرنے پہ سٹپٹایا اور اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے وہ میز کی جانب بڑھا میز پہ پڑی ڈھیر ساری دوائیں دیکھ کے اس کے ماتھے پہ بل پڑھے اب اس کو کیا معلوم ان میں پین کیلرز کون سی ہیں ؟ دوائیوں کو دیکھتے ہوئے اس نے ڈاکٹر کو منہ ہی منہ میں بہت ہی آچھے لقابات سے نوازا تھا

"عمر یہ ہیں پین کیلرز۔۔۔" ڈاکٹر ان لوگوں کو آپس میں بات کرتے دیکھ کر شیرو کی طرف بڑھا

"انہیں پین کیلرز سے تمہیں کیل کروں گا میں..." شیرو نے دانت چباتے ہوئے کہا

"تم اسے گھور ہی ایسے رہے تھے کہ مجبوراً مجھے تمہیں مخاطب کرنا ہی پڑا۔۔۔" وہ دونوں آپس میں مدھم آواز میں بات کر رہے تھے کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا شیرو نے اسے گھوری سے نوازہ

"جیسے ہی میں باہر کی طرف بڑھوں شرافت سے میرے پیچھے چلے آنا کیوں کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے ہسپتال میں میرے پیشنٹ کے ساتھ کوئی ایشو بنے۔۔۔۔" اس کی گھوری کو بنا خاطر میں لائے وہ دوبارہ ان کی جانب بڑھا شیرو وہی کھڑا رہا

"یہ لے ماں جی انہیں یہ پین کیلرز دیں درد تھوڑا کم ہو جائے گا۔۔۔" ڈاکٹر نے پین کیلرز حلیمہ بیگم کی طرف بڑھائی جو کہ آیات کا ورد کرتے ہوئے حیا پہ پھونک رہیں تھیں

"آپ لوگ ریسپشین سے ڈسچارج پیپر بنوا لے آپ انہیں گھر لے کے جا سکتے ہیں...۔" وہ عثمان صاحب سے کہتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا شیرو نے بھی شرافت سے اس کی ہدایت پہ عمل کیا اور اس کے پیچھے ہی باہر نکل گیا کیونکہ وہ خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ایشو بنے

"دیکھ لیا نہ اسے چلو اب آچھے بچوں کی طرح گھر جاؤ اور جا کہ اپنا حلیہ درست کرو۔۔۔" وہ دونوں ساتھ ساتھ قدم اٹھا رہے تھے جب ڈاکٹر صاحب نے رک کے شیرو سے کہا اور ساتھ ہی داخلی دروازے کی جانب اشارہ کیا دونوں کا بہت پرانا ساتھ تھا اس لیے دونوں اک دوسرے کے ساتھ بے تکلف ہو رہے تھے عمر

حدید (ڈاکٹر کا نام) کو وہ پہلے کی نسبت بہت الجھا الجھا دِیکھ رہا تھا اس کی حالت کے پیشِ نظر وہ اسے بڑے بھائی کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا

"بہت شکریہ۔۔۔" اس کے رکتے ہی شیر و بھی رکا اور آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا

شکریا کی ضرورت نہیں ہے بس یاد رکھنا جب اگلی دفعہ تمہیں کوئی کام کہو تو تھوڑی رعائیت کر لینا۔۔۔۔۔" ڈاکٹر عمر نے ہنستے ہوئے اس کی پیٹھ کو تھپتھپایا

"چلتا ہو۔۔۔" شیر واس سے الگ ہوا

"خیریت سے جاؤ....۔۔" وہ چلا گیا تھا عمر وہی کھڑے اسے دور جاتا دیکھتا رہا

"خدا تمہاری منزلیں آسان کرے شیر و۔۔۔" اسے دور ہوتے دیکھتے ہوئے عمر نے دعائیہ الفاظ سے شیر و کو نوازا اور اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا

ہر اک فرد سے سنو گے داستان ہماری
ہم وہ ہیں جو ہر محفل میں دوہرائے جائے گئے

وہ جیسے ہی پولیس سٹیشن میں داخل ہوا اس کے موبائل پہ مخصوص رنگ ٹیون نے اک لمحے کے لیے اس کے اندر بڑھتے قدموں کو روکنے پہ مجبور کیا اس نے موبائل فون کان سے لگایا اور وہاں پہ تعینات سپاہیوں کے سلام کے جواب پہ سر کو خم دیے وہ اندر کی جانب بڑھ گیا

www.Novelshub.pk

"سناؤایس پی ہمیں انکار کرنے کی سزا تمہیں مل ہی گئی ہو گی......" موبائل کے اس پار سے آواز گونجی تھی وہ سمجھ گیا تھا کال کرنے والا کون ہے لیکن اس کی آواز اسے پہلی ہونے والی کال کی نسبت سخت لگی تھی شاید اس دفعہ کال کرنے والا کوئی اور ہے اس نے سوچا

"کون سی سزا......" اس نے لاپرواہی سے پوچھا حنان کے پوچھنے پہ دوسری طرف سناٹا چھا گیا تھا شاید فون کرنے والے کو اس سوال کی امید نہیں تھی

"دیکھو ایس پی اپنے گھر والوں پہ رحم کھاؤ میری بات مان لو اس بار تمہیں کچھ وقت دے رہا ہو۔۔۔" تھوڑے وقفے بعد پھر سے موبائل سے آواز ابھری

"تم سے وقت مانگ کون رہا ہے۔۔؟"

"اس بار سوچ سمجھ کر جواب دینا ایس پی ورنہ اگلی دفعہ تمہارے انکار کرنے پہ اس سے بھی گھراوار کرو گا۔۔۔"

تم بزدل اس کے سوا کر بھی کیا سکتے ہو۔۔؟ اک یہی کام تو تم لوگوں کو آتا ہے لیکن کچھ بھی کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا میں اے ایس پی حنان مرتضی احمد ہو مجھے صرف اپنی ذات سے غرض ہے تم چاہیے جو کچھ بھی کر و چاہے تو میرے گھر والوں کو مار بھی دو مجھے کوئی فرق نہیں پڑھے گا میں پھر بھی اپنی بات پہ پہلے دن

کی طرح ڈٹا رہو گا۔۔" اس کا لہجہ اٹل تھا موبائل کے اس پار اسے غصے سے ابھرتی سانسوں کی آواز سنائی دی

کب تک؟ ہاں۔ کب تک؟ کب تک تم اپنے فیصلے پہ ڈٹے رہو گے؟ میں بھی دیکھتا ہو تمہیں اپنے قدموں میں میں نے گھٹنوں کے بل نہ گرایا نہ تو مجھ سے میرا نام میری شناخت سب کچھ چھین لینا........." دوسری طرف سے چیلنج دیا گیا تھا شاید اسے اپنی طاقت پہ بڑا زعم تھا

"دیکھتے ہیں پھر جیت کس کی ہوتی ہے۔۔؟" چیلنج قبول کر لیا گیا تھا
دوسری طرف سے کچھ بھی کہے بنا کال کاٹ دی گی تھی اس کی آواز سنتے ہی خنان کے دل نے شدت سے خواہش کی تھی کہ کاش وہ اس کے سامنے ہوتا اور وہ اس کی گردن موڑنے میں اک لمحے کی بھی تاخیر نہ کرتا اپنی ذات سے جوڑے رشتوں کو تکلیف پہچانے والوں کو وہ کیسے چھوڑ سکتا تھا؟ اس نے جھوٹ کہا تھا کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسے فرق پڑتا تھا وہ رات سے جس تکلیف سے گزر رہا تھا صرف وہ ہی جانتا تھا عثمان صاحب کی بات اس کے دل میں بس چکی تھی انہیں کی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے اپنے لہجے کو نارمل بنایا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنی کمزوری اس پہ عیاں کر دے۔ اور اس کا یوں نارمل لہجہ اگلے والے کو انگاروں پر لوٹا گیا تھا یہ تو طے تھا کہ وہ اگلی دفعہ وہ کچھ بھی کرنے سے پہلے سو دفعہ تو ضرور سوچے گا

----

www.Novelshub.pk

"وہ کیسے کہہ سکتا ہے اسے کوئی فرق نہیں پڑا......"فون بند کرتے ہی وہ اپنے سامنے کھڑے موکی پہ چلایا پچھلی دفعہ خنان کو کال کرنے والا موکی تھا لیکن اس دفعہ اس نے خود کال کی تھی وہ اس کی آواز میں تڑپ سننا چاہتا تھا یہ اس کے ساتھ پہلی دفعہ ہوا تھا کہ اس کے گھٹیا عمل سے کسی کو فرق نہیں پڑا تھا اس لیے چلانا تو بنتا تھا موکی چپ کھڑا تھا وہ خود بھی کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں تھا

"میر انقصان کرنے والوں کو میں کیسے چھوڑ سکتا ہو۔۔؟ایک طرف شیر وہے اور دوسری طرف یہ ایس پی ۔ان دونوں سے نپٹ لو گا میں۔۔"وہ اشتعال کے عالم میں چکر لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا

"ابھی مجھے کچھ عرصے کے لیے ان دونوں کو ان کے حال پہ چھوڑ دینا چاہیے ابھی میں کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو

مجھے کچھ عرصے کے لیے ملک سے باہر جانا ہے میرے کچھ کام ہیں جنہیں نپٹانا ہیں صرف تب تک ان دونوں کو بخش رہا ہو میں

میری واپسی ان دونوں کے لیے کسی طوفان سے کم نہیں ہوگئی میرے پیچھے تم یہاں کے سب معملات سنبھال لینا اگر میرے واپس آنے تک کوئی بھی گڑبڑ ہوئی انجام کے زمہ دار تم خود ہو گئے۔۔۔"وہ موکی کے عین سامنے کھڑا ہو کے اسے بہت کچھ باور کروا رہا تھا

"اوکے باس آپ فکر نہیں کریں میں سب دیکھ لو گا......"موکی سر جھکائے بولا

"اور اس بیلک ٹائیگر کا بھی کچھ کرو کہیں سب کچھ اگل ہی نہ دے......"

"جی باس۔۔۔"

"جاؤ جاکہ میرے جانے کی تیاری کرو......" باس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا وہ چلا گیا وہ وہی تھوڑے فاصلے پہ رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا

میں تم دونوں کو چھوڑنے والا نہیں ہو کیونکہ میں شفقت چیمہ ہو اپنا نقصان کرنے والوں کو کیسے چھوڑ دو؟ تم دونوں کو میرے نقصان کی تلافی تو کرنی ہی پڑے گئی بس تم دونوں میری واپسی کا انتظار کرنا۔۔۔۔" بات کے اختمام پہ وہ وہی اپنی ازلی ہنسی ہنسا جو کہ اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ دوسروں کو تباہ کر دینے والی مکروہ ہنسی

__________________-________________________________

____

لے کر ہاتھوں میں ہاتھ عمر بھر کا سودا کر لے

کچھ محبت تم کر لو کچھ محبت ہم کر لے

بارہ بجنے میں ابھی کچھ وقت تھا وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا سامنے ہی اسے عابد نظر آیا جو کہ صحن میں جھاڑو لگا رہا تھا عابد نے دروازے کھولنے کی آہٹ پہ اندر آنے والی ہستی کو دیکھا اور بنا کچھ کہے اپنے کام میں مصروف ہو گیا جو کہ ناراضگی کا واضح اظہار تھا وہ بھی بنا کچھ کہہ اندر کی جانب بڑھ گیا موکی کے آنے سے پہلے اس کا ارادہ فریش ہونے اور کچھ کھانے کا تھا

اس کے اندر جاتے ہی عابد نے جھاڑو کو زمین پہ پٹخا

www.Novelshub.pk

"پتا نہیں سمجھتے کیا ہے خود کو عابد تو جیسے کچھ ہے ہی نہیں نہ بس کام کے وقت عابد سب کچھ ہے مجال ہے جو مجھے کبھی بتایا ہو کہ کہا جا رہا ہو؟ کہا سے آ رہا ہو؟ کل سے کچھ کھایا بھی نہیں ہے صاحب زادے نے۔ میں بھی نہیں پوچھا گا۔ پکا عابد تو اس دفعہ کچھ نہیں پوچھے گا۔ روٹھا رہے گا اب کی بار وہ منائے گے میں نہیں مناؤ گا۔ ۔۔" وہ خود کو ڈٹے رہنے کی تلقین کر رہا تھا انداز اس کا صاف بیویوں والا تھا

وہ جو اسے چائے کا کہنے آیا تھا اس کی بڑبڑاہٹ سن کے رک گیا عابد کے انداز نے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھری تھی

"عابد۔۔۔۔" شیر واک دم مصنوعی سنجیدگی سے چلایا

"جی بھائی۔۔۔۔" اس کی پکار سن کے وہ اک دم اچھلا اپنے بات پہ ڈٹے رہنے کے سب منصوبے ہوا میں خاک ہو کے بکھر گئے تھے وہ اس کے سامنے تابعداری سے کھڑا تھا ہر دفعہ یہی ہوتا تھا وہ چاہ کے بھی اپنی مصنوعی ناراضگی کا اظہار شیر و سے نہیں کر پاتا تھا بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ وہ شیر و سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا تھا یہ شیر و کی محبت اس کا پیار اس کی عابد سے اپنیت تھی جو ہر دفعہ عابد کو اس کے سامنے تابعداری سے لا کھڑا کرتی تھی وہ بس دونوں ہی تو تھے جو اک دوسرے کا سب کچھ تھے ان کا ساتھ صدیوں پرانا نہیں تھا لیکن جب سے وہ ملے تھے تب سے ہی دونوں نے اک دوسرے کے ساتھ مل کے اپنے لیے ہر رشتے کی کمی کو پورا کیا تھا

"چائے بنا دو۔۔ میں زرا فریش ہو کہ آیا۔۔۔" شیر و نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا

www.Novelshub.pk

"آچھا۔۔۔۔" وہ اس کے پاس سے گزر کے جانے ہی لگا تھا کے شیر و نے اسے بازو سے پکڑ کے اپنے سامنے کیا اور بنا کچھ کہے لمحے کی بھی تاخیر کیے بنا وہ عابد کے گلے لگا تھا

"آئی لو یو یار۔۔۔۔"

"اللہ۔۔۔۔ بھائی کیا ہو گیا ہے میں آپ کی محبوبا یا کوئی بیوی نہیں جو اس طرح سے اظہار محبت کر رہے ہیں دور ہٹے۔۔۔" عابد نے اسے پیچھے ہٹایا

"تم جو ابھی بیویوں کی طرح بڑبڑا رہے تھے وہ کیا تھا۔۔۔"شیر و نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا

"وہ بس ویسے ہی تھوڑا غصہ تھا اس لیے اول فول بول دیا۔۔" عابد خجل ہوا

"تمہارے غصے پہ بھی صدقے جاؤ۔۔۔"شیر و نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیا

"بھائی آپ کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔؟" "آپ پہ کوئی جن کا سایہ تو نہیں ہو گیا۔۔؟ صبح کیا تھے اور اب کیا دِیکھ رہیں ہیں اوپر سے آپ کی حرکتیں۔ اللہ معاف کرے بھائی کہیں نظر تو نہیں لگ گئی کل لگ بھی آپ بہت خوبصورت رہے تھے۔۔۔" وہ حیرانگی سے اس کو دیکھتے ہوئے بس شروع ہو چکا تھا

"بس کرو عابی کچھ نہیں ہوا مجھے......"شیر و کے ٹوکنے پہ وہ چپ ہوا

"بس محبت ہو گئی ہے۔۔۔"

"کیا؟؟"عابد کا تو صدمے سے منہ ہی کھل گیا تھا

www.Novelshub.pk

"اب جاؤ باقی سب بعد میں بتاؤ گا ابھی موکی آنے والا ہے۔۔۔" اسے مزید کوئی بھی سوال پوچھنے سے پہلے ہی شیرو نے بات ختم کرتے ہوئے اسے اندر کی جانب دھکا دیا اور خود بھی شاور لینے کی غرض سے اندر کمرے کے ساتھ ملحق واشروم کی جانب بڑھ گیا

جو گزاری نہ جاسکی ہم سے
ہم نے وہ زندگی گزاری ہے
(جون ایلیا)

آج پھر وہ اپنے مخصوص کردہ کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے فرق صرف اتنا تھا کہ اس دن شیرو کے سامنے شفقت چیمہ بیٹھا ہوا تھا اور آج موکی۔ شیرو کی نظریں اپنے سامنے بیٹھے موکی کے چہرے پہ تھیں جو کہ کچھ کہنے اور نہ کہنے کی کفیت میں تھا

"تم مجھ پہ بھروسہ کرسکتے ہو۔۔۔" موکی نے شیرو کی طرف دیکھا دونوں کی نظریں ملی تھیں وہ دونوں ہی آنکھیں پڑھنے میں ماہر تھے شیرو کی آنکھوں میں اسے سچائی دِکھی تھی دل بولنے پہ آمادہ ہوا تھا موکی نے اپنی نظروں کا رخ بدلہ جن آنکھوں نے رمض کی آنکھوں میں سچائی دیکھ کر دل کو بولنے پہ آمادہ کیا تھا اب وہ آنکھیں درمیان میں رکھے گئے بے جان شیر پہ ٹک گئیں

www.Novelshub.pk

"میرا نام مجیب کامران ہے میرا تعلق بلوچستان سے ہے۔ میں اور میرے بابا بلوچستان کے اک چھوٹے سے قصبے میں رہتے تھے

بابا قصبے کی مسجد میں مولوی تھے مجھے بچپن سے ہی لڑنے کا بہت شوق تھا میں بات بات پہ اپنے ہم عمر بچوں سے لڑ پڑتا انھیں مارتا پیٹتا، اپنا شوق پورا کرتا۔ بعد میں بچوں کی شکایت لگانے پہ بابا سے ڈانٹ بھی پڑتی تھی لیکن مجھے اس ڈانٹ سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا میرا شوق پورا ہو جاتا تھا اس کے علاوہ مجھے کیا چاہیے تھا میں بابا کے منع کرنے پہ بھی باز نہیں آتا تھا تھک ہار کر بابا نے مجھے شہر اپنے اک دوست کے پاس بھیج دیا بابا کے دوست بہت آچھے تھے ان کا نام یوسف نواب تھا وہ لیٹائرڈ آرمی آفیسر تھے میں ان کو نواب صاحب کہہ کے پکارتا تھا وہ نرم شخصیت کے مالک تھے میرا انہیں نواب صاحب کہنا برا نہیں لگتا تھا میں جب انہیں نواب صاحب کہتا تھا وہ ہنستے تھے شاید وہ الفاظ انہیں کسی کی یاد دلاتے تھے وہ زیادہ تر بیمار رہتے تھے ان کی ایک بیٹی تھی جس کا نام گلناز یوسف تھا میری طرح اس کی بھی ماں نہیں تھی وہ مجھ سے پانچ سال چھوٹی تھی میں دس سال کا تھا اور وہ پانچ سال کی۔ اس کی ذمہ داری انہوں نے مجھے سونپی پہلی ہی نظر میں مجھے وہ چھوٹی سی گڑیا بہت پسند آئی تھی میں خود بھی بچہ تھا لیکن پھر بھی میں نے اس کی ذمہ داری خوشی خوشی قبول کی تھی ہم اک ساتھ سکول جاتے تھے میں سارے راستے اس کا ہاتھ تھامِ رکھتا تھا مجھے ڈر لگتا تھا کہ اگر میں نے وہ ہاتھ چھوڑا تو میں اسے کھو دوں گا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی عابد اور شیر واسے دم سادھے سن رہے تھے

میرے شوق کو مد نظر رکھتے ہوئے سکول سے واپسی پہ نواب صاحب مجھے لڑنے کی پریکٹس کرواتے تھے اور وہ پاس بیٹھ کے دیکھا کرتی تھی پریکٹس کے دوران وہ مجھے اپنی آرمی ٹرینگ کی رواداد سناتے تھے ان کی رواداد سنتے سنتے مجھے بھی آرمی جوائن کرنے کا شوق چڑھا وقت گزرتا گیا میرا شوق جنون بنتا گیا میرے لڑنے کی صلاحیت میں بھی بہتری آتی گئ آخر وہ وقت بھی آگیا جب میں آرمی جوائن کرنے کے لیے امتحان بھی دے آیا میں پاس بھی ہو گیا تھا لیکن میری میڈیکل رپورٹس نے مجھے دغا دے دیا مجھے سانس کی بیماری تھی جو اس وقت میرے اور آرمی کے راستے میں رکاوٹ بنی میں سلیکٹ نہیں ہو پایا مجھے بہت دکھ ہوا تھا میں نے پریکٹس چھوڑ دی لیکن میں اتنا ماہر ہو چکا تھا کہ سات آٹھ بندوں کو بیک وقت زمین بوس کر سکتا تھا میں ناکام لوٹا تھا مجھے اپنے قصبے جانا تھا اپنے بابا کے پاس۔ اس وقت میرے پاس وہی تھے جو مجھے سنبھال سکتے تھے میں اس وقت گھر میں کچی زمین پہ بیٹھا ہوا تھا اپنے ٹوٹے خواب کی کرچیاں لے کے۔ جب میرے بابا بھی میرے پاس آ کے بیٹھ گئے انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا میں فوج میں کیوں جانا چاہتا تھا؟ میں نے کہا

"میرے پاس جو صلاحیت ہے میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا میں ملک دشمن کو اپنی طاقت سے زیر کرنا چاہتا تھا مجھے اپنے وطن کے لوگوں کی حفاظت کرنا تھی مجھے جنگ لڑنا تھی"

میری بات سن کے بابا نے کہا تھا

"بیٹا جنگ صرف ہتھیار سے یا طاقت کے بل بوتے پر نہیں لڑی جاتی بعض اوقات زبان سے بھی جنگ لڑنا پڑتی ہے۔۔۔"

میں نے نا سمجھی سے بابا کی طرف دیکھا تھا

"بلا زبان سے جنگ کیسے لڑی جا سکتی ہے؟"

www.Novelshub.pk

بابا میری طرف ہی دیکھ رہے تھے وہ مسکرائے تھے شاید وہ سمجھ گئے تھے میں کیا پوچھنا چاہ رہا ہو

بیٹا الفاظ بڑی طاقت رکھتے ہیں ہتھیاریوں سے بھی زیادہ تمہیں اپنے وطن کے لوگوں کی حفاظت کرنی ہیں نہ ؟انہوں نے مجھ سے تصدیق چاہی تھی میں نے سرہاں میں ہلایا تھا

"تو بیٹا اپنے الفاظ کے زریعے اپنے لوگوں کی حفاظت کرنا سیکھو۔۔" مجھ سے تصدیق ملتے ہی وہ آدھی بات کر کے چلے گئے تھے لیکن ان کی وہ آدھی بات بہت گہری تھی میں کئی دن تک ان کی بات کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا

"کہ بھلا میں الفاظ کے زریعے کیسے لوگوں کی حفاظت کر سکتا ہو ؟"

پھر اک دن یوں ہی میں ندی کنارے بیٹھا ہوا تھا میرے پاس کنکر تھے جو میں ایک ایک کر کے ندی میں پھینک رہا تھا میرے ذہن میں بابا کے الفاظ گونج رہے تھے کہ اچانک میری توجہ اس آخری کنکر نے کھینچی جو میں نے ندی میں پھینکا تھا اس کنکر نے پانی کی سطح پر پہلے بلبلے بنائے پھر دائرے اور پھر وہ ڈوب گیا ایک کنکر اور اس کے تین عمل مجھے بہت کچھ سمجھا گئے تھے

مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا میں اٹھا اور گھر کی جانب بڑھ گیا مجھے شہر جانا تھا اک نئے عزم کے ساتھ ۔میں شہر جانے کے لیے بلکل تیار تھا میں جیسے ہی گھر سے نکلا مجھے سامنے اپنے بابا آتے دیکھائی دیئے وہ مسجد سے لوٹ کہ آرہے تھے مجھے دیکھ کر وہ مسکرائے شاید وہ اپنے بیٹے کے ارادوں کو بھانپ گئے تھے

"کہا کی تیاریاں ہیں برخودار۔۔؟"

www.Novelshub.pk

"شہر جارہا ہو۔۔۔۔۔۔"

"خیریت۔۔۔؟" وہ مسلسل مسکرا رہے تھے

"دنیا فتح کرنی ہے۔۔۔۔۔"

"ہتھیار سے۔۔؟"

"نہیں۔۔۔۔الفاظ سے۔۔۔۔" میرے بتانے پہ انہوں نے آگے بڑھ کے مجھے گلے سے لگایا تھا

"خیریت سے جاؤ اور کامیاب لوٹو۔۔۔" میرے پیٹھ تھپکتے ہوئے انہوں نے دعا دی تھی میں شہر چلا آیا نواب صاحب کے پاس۔میں واپس آیا تو نواب صاحب کی طبیعت بہت خراب تھی لیکن پھر بھی وہ اپنی بیٹی کی خاطر خود کو سنبھالے ہوئے تھے

میں نے آتے ہی انہیں اپنے ارادوں سے آگاہ کیا میرے ٹوٹنے سے وہ بھی تکلیف میں تھے لیکن میرے نئے جذبے نے انہیں پھر سے سرشار کر دیا انہیں کے توسط سے میں نے اسلامک سنٹر جوائن کیا دوسروں کی اصلاح کے لیے پہلے مجھے اپنی اصلاح کرنا تھی وقت گزرتا گیا نواب صاحب کی طبیعت پہلے سے زیادہ خراب ہوتی گئی میں اک دن سنٹر سے لوٹا تو میرا سامنا گلناز سے ہوا اس دن وہ مجھے بہت الجھی الجھی اور بکھری ہوئی لگی تھی میں نے اس سے پوچھنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ فوراً بول اٹھی

"آپ کو بابا اپنے کمرے میں بولا رہے ہیں۔۔۔۔" وہ میرے جواب کا انتظار کیے بنا وہاں سے چلی گئی میں جلدی سے ان کے کمرے کی طرف بڑھا وہاں صرف وہ نہیں تھے میرے بابا بھی تھے نواب صاحب نے مجھے اپنا پاس بیٹھایا انہوں نے بس مجھ سے صرف ایک سوال پوچھا تھا

www.Novelshub.pk

"نکاح کروگئے میری بیٹی سے۔۔۔؟"

میں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا مجھے ان کے سوال نے خوشی بھی دی میں گلناز کو پسند کرتا تھا شادی مجھے اسی سے کرنی تھی انکار کی میرے پاس کوئی وجہ بھی نہیں تھی لیکن اتنی جلدی مجھے اس کی توقع نہیں تھی میں کچھ نہیں بولا بس ان کے پوچھنے پہ سر جھکا دیا وہ سمجھ گئے تھے میرے آنے سے پہلے ہی نکاح کی ساری تیاری مکمل ہو چکی تھی بس میری رضامندی کا انتظار تھا میری رضامندی ملتے ہی ہمارا نکاح کر دیا گیا ہمارے نکاح کے دو دن بعد نواب صاحب کا انتقال ہو گیا

اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی برداشت سے باہر ہو گئی تھی اسے باہر نکلنے کا راستہ چاہیے تھا راستہ ملتے ہی وہ اس کے گالوں پہ لڑھکتی گئی اس نے بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے اسے صاف کیا تھا کہانی لمبی ہوتی جا رہی تھی شیرو کے پیچھے کھڑا عابد شیرو کے ساتھ آ کے بیٹھ گیا وقت گزر رہا تھا لیکن وہ چپ ہو گیا شیرو اور عابد اس کے بولنے کے منتظر تھے لیکن آگے بتانے کی اس میں ہمت نہیں تھی لیکن اسے بتانا تھا اگر وہ آج نہ بتا پایا تو پھر وہ کبھی بھی نہیں بتا پائے گا اور پھر ساری زندگی وہ یوں ہی گھٹ گھٹ کے مرتا رہے گا اس کے دل نے اسے باور کروایا تھا اس نے دل کی مانتے ہوئے اپنی آنکھوں کو زور سے میچ کے کھولا تھا وہ آگے بتانے کو تیار ہے دل نے دماغ کو سگنل دے دیا تھا دماغ نے دل کی سنتے ہی الفاظ کو اس کی زبان تک آنے کا راستہ دے دیا تھا

اے زندگی تجھے کیا کہوں

میرے ساتھ تو نے کیا کیا

جہاں آس کا کوئی دیا نہیں مجھے اس نگر پہنچا دیا

نہ میں بڑھ سکوں نہ میں رک سکوں

نہ ہی دل کی بات سمجھ سکوں

نہ کسی کو کچھ بھی کہہ سکوں

تجھے کیا کہوں تونے کیا کیا

مجھے منزلوں کی خبر تو دی

پر راستوں کو الجھا دیا

اے زندگی تجھے کیا پتا

یہاں کس نے کس کو گنوا دیا

اے زندگی تجھے کیا کہوں

میرے ساتھ تونے کیا کیا

جہاں آس کا کوئی دیا نہیں مجھے اس نگر پہنچا دیا

نہ میں بڑھ سکوں نہ میں رک سکوں

نہ ہی دل کی بات سمجھ سکوں

نہ کسی کو کچھ بھی کہہ سکوں

تجھے کیا کہوں تونے کیا کیا

www.Novelshub.pk

مجھے منزلوں کی خبر تو دی

پر راستوں کو الجھا دیا

اے زندگی تجھے کیا پتا

یہاں کس نے کس کو گنوا دیا

"نکاح کرو گئے میری بیٹی سے۔۔۔؟"

میں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا تھا مجھے ان کے سوال نے خوشی بھی دی تھی میں گلناز کو پسند کرتا تھا شادی مجھے اسی سے کرنی تھی انکار کی میرے پاس کوئی وجہ بھی نہیں تھی لیکن اتنی جلدی مجھے اس کی توقع نہیں تھی میں کچھ نہیں بولا بس ان کے پوچھنے پہ سر جھکا دیا وہ سمجھ گئے تھے میرے آنے سے پہلے ہی نکاح کی ساری تیاری مکمل ہو چکی تھیں بس میری رضامندی کا انتظار تھا میری رضامندی ملتے ہی ہمارا نکاح کر دیا گیا ہمارے نکاح کے دو دن بعد نواب صاحب کا انتقال ہو گیا

اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی برداشت سے باہر ہو گئی تھی اسے باہر نکلنے کا راستہ چاہیے تھا راستہ ملتے ہی وہ اس کے گالوں پہ لڑھکتی گئی اس نے بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے اسے صاف کیا تھا کہانی لمبی ہوتی جا رہی تھی شیرو کے پیچھے کھڑا عابد شیرو کے ساتھ آ کے بیٹھ گیا تھا وقت گزر رہا تھا لیکن وہ چپ ہو گیا شیروا اور عابد اس کے بولنے کے منتظر تھے لیکن آگے بتانے کی اس میں ہمت نہیں تھی لیکن اسے بتانا تھا اگر وہ آج نہ بتا پایا تو پھر وہ کبھی بھی نہیں بتا پائے گا اور پھر ساری زندگی وہ یوں ہی گھٹ گھٹ کے مرتا رہے گا اس کے دل نے

www.Novelshub.pk

اسے باور کروایا تھا اس نے دل کی مانتے ہوئے اپنی آنکھوں کو زور سے میچ کے کھولا تھا وہ آگے بتانے کو تیار ہے دل نے دماغ کو سگنل دے دیا تھا دماغ نے دل کی سنتے ہی الفاظ کو اس کی زبان تک آنے کا راستہ دے دیا تھا

نواب صاحب کی وفات کے بعد گلناز بہت اداس ہو گئی تھی ایک ہی رشتہ تھا اس کے پاس جو کہ اپنے ابدی زندگی کی طرف لوٹ گیا تھا اس کی اداسی مجھ سے دِیکھی نہیں جاتی تھی میں سنٹر سے دو مہینے کی چھٹی لے کے اسے گاؤں بابا کے پاس لے آیا وہ دو مہینے میں نے اپنی پوری کوشش کی کہ اسے ہر طرح سے خوش رکھ سکو اور میں اس میں کامیاب بھی رہا۔نہ اسے مجھ سے کوئی شکایت تھی نہ مجھے اس سے کوئی شکایت تھی ہم دونوں اک دوسرے کے لیے پرفیکیٹ تھے اک دوسرے کی ہمراہی میں وہ دو مہینے کیسے بیت گئے پتہ ہی نہیں چلا تھا مجھے واپس سنٹر آنا تھا بابا کی طبیعت ان دونوں ناساز رہنے لگی تھی میں نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ بابا کی ساتھ رہنا چاہتی ہے یا میرے ساتھ چلنا چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ

"وہ بابا کے ساتھ رہنا چاہتی ہے وہ ان کو یوں تنہا چھوڑ کے نہیں جا سکتی"

اس کے فیصلے نے مجھے سرخرو کیا تھا میں تنہا خوشی خوشی واپس سنٹر آ گیا ڈیڑھ سال تک میری واپسی نہیں ہو سکی تھی مجھے اپنے استائدہ کے ساتھ اجتماعت میں شرکت کے لیے کبھی اک شہر جانا پڑتا تو کبھی کسی دوسرے شہر۔یوں ہی وقت گزرتا گیا آخر وہ دن بھی آن پڑا جب مجھے خود اک کالج میں طلبہ سے خطاب کرنا تھا میں بہت خوش تھا کہ یہ موقع مجھے دیا گیا تھا قوم کے مستقبل کے معماروں کی مجھے ذہین کشائی کرنا تھی میں دو دن تک خود کو تیار کرتا رہا۔میں نے عمدہ سے عمدہ اور موزوں الفاظ کا چناؤ کیا میں چاہتا تھا کہ میرے الفاظ سننے والوں کو تخسیر کر لیں۔پہلے میں نے منزل کی نشاندہی کی تھی اب مجھے اس منزل تک پہنچنے کا راستہ مل چکا تھا

www.Novelshub.pk

میں اس راستے پہ چل پڑا تھا۔ لیکن شائد میری قسمت کو یہ گوارہ نہیں تھا وہ میرے راستے میں رکاوٹ بن کے کھڑی تھی

میں اپنی پوری تیاری کے ساتھ خوشی خوشی اپنی پہلی سیڑھی کا راستہ طے کر رہا تھا تھوڑی مسافت پہ میری منزل کی پہلی سیڑھی تھی اس سے پہلے کہ میں اس تک پہنچ پاتا مجھے راستے میں ایک آدمی کو گھیرے سات آٹھ لوگ نظر آئے وہ آدمی کوئی اور نہیں تھا وہ شفقت چیمہ تھا میں اس وقت اسے نہیں جانتا تھا سات آٹھ لوگوں سے وہ اکیلے نمٹنے کی کوشش کر رہا تھا اسے یوں چھوڑ کے جانا مجھے مناسب نہیں لگا تھا میرے نزدیک وہ مظلوم تھا میرے اندر میری سوئی ہوئی صلاحیت نے انگڑائی لی تھی میں نے اپنی اسی صلاحیت کے بل بوتے پر انسانیت کے ناطے اس کی مدد کی اسے وہاں سے چھڑوا کے اس کے ٹھکانے تک چھوڑ کے آیا جو کہ بعد میں مجھے بہت مہنگا پڑا تھا میں واپس کالج آیا خدا کا کرم تھا کہ میں جلدی تو نہیں پر اپنے وقت پر وہاں تقریب پہ پہنچ گیا تھا میں نے کالج میں ابھی قدم رکھا ہی تھا کہ مجھے اپنے نام کی صدا چار سو سنائی دی مجھے طلبہ سے خطاب کرنے کے لیے سٹیج پہ بلایا جا رہا تھا میری تقریر متاثر کن رہی تھی جس کا اندازہ مجھے طلبہ کی تالیوں سے ہوا تھا میرے اساتذہ بھی مجھ سے بہت متاثر ہوئے تھے میری پہلی کامیابی پہ انہوں نے مجھے چھٹی دی تھی تا کہ میں اپنے خاندان والوں سے ایک ملاقات کر آؤ

پہلی دفعہ میں نے اپنے گاؤں میں ڈیڑھ سال بعد قدم رکھا تھا میری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا اک طرف میری خوشی کی وجہ میری کامیابی تھی اور دوسری وجہ میرا بیٹا تھا جو کہ میرے انتظار میں چھ سات ماہ کا ہو چکا تھا جس کا نام میں نے "عیسیٰ کامران" رکھا تھا میں نے جب اسے اٹھایا تھا اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے

www.Novelshub.pk

سب سے پہلا لفظ "بابا" بولا تھا میں نے اس وقت خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان تصور کیا تھا اور بس وہ تصور ہی مجھے بہت بڑی آزمائش میں ڈال گیا تھا

(اک تلخ مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا)

خوشی کے ساتھ غم تو لازمی ہوتے ہیں ہم چار لوگ بہت خوش تھے کہ اک دن اچانک بابا ہمیں چھوڑ کے چلے گئے اس دنیا میں ان کے قیام کا عرصہ پورا ہو چکا تھا وہ بھی سب کی طرح اپنی ابدی زندگی کی طرف لوٹ گئے تھے مجھے بھی واپس اپنی منزل کی طرف آنا تھا بابا کی آخری رسومات کے بعد میں گلناز اور اپنے بیٹے کو لیے واپس شہر آگیا میرے گاؤں جانے اور واپس شہر آنے کے عرصے میں چیمے نے میرے بارے میں سب پتا لگوا لیا تھا اسے میری لڑنے کی صلاحیت متاثر کر گئی تھی اس کے کالے دھندوں کو چلانے کے لیے اس کی نظر میں میں پرفیکٹ تھا وہ مجھے گنوانا نہیں چاہتا تھا میں جیسے ہی واپس شہر آیا اس نے مجھے اپنے ساتھ کام کرنے کے لیے قائل کرنا شروع کر دیا اس نے مجھے قائل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن میں نہیں ہوا

میں مر کے بھی اس کے ساتھ کام نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ میں نے سوچا تھا خدا نے نہیں خدا کو کچھ اور منظور تھا

اس کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی جب میں قائل نہ ہوا تو اس کے پاس بس اک ہی راستہ بچا تھا جہاں پہ چاہ کہ باوجود بھی میں انکار نہیں کر سکتا تھا اس دن سنٹر سے چھٹی تھی میں گلناز اور عیسیٰ باہر گھومنے نکلے تھے ایک ہی سڑک تھی جہاں سے ٹریفک آ بھی رہی تھی اور جا بھی رہی تھی ہم سڑک کنارے چل رہے تھے میرے بائیں ہاتھ میں گلناز کا ہاتھ تھا وہ میرا ہاتھ پکڑے میرے قدم سے قدم ملا کے چل رہی تھی میں نے دائیں ہاتھ

www.Novelshub.pk

سے عیسیٰ کو اٹھار کھا تھا اس نے چلنا شروع کر دیا تھا اس وقت بھی وہ نیچے اترنے کے لیے مچل رہا تھا اسے بھی ہمارے ساتھ قدم باقدم چلنا تھا لیکن میں اسے نیچے نہیں اترنا چاہتا تھا

اک دم اس کی آنکھوں کے سامنے دھوپ چھاؤں سا منظر لہرانے لگا تھا

وہ گلناز اور اس کا بیٹا سڑک کنارے چل رہے تھے عیسیٰ مسلسل نیچے اترنے کی تگ و دو میں اس کے کبھی بال خراب کر رہا تھا تو کبھی اس کے چہرے پہ اپنے ننھے ہاتھوں سے تھپڑوں کی برسات کر رہا تھا گلناز ان دونوں کو مسلسل دیکھے جا رہی تھی اسے وہ منظر کائنات کے ہر رنگ اور نظارے سے خوبصورت لگ رہا تھا ان دونوں کو اک دوسرے کو گھورتے دیکھ کر اس کے دل نے انہیں تاحیات یوں ہی دیکھنے کی خواہش کی تھی

"کامران اگر مجھے کچھ ہو گیا تو آپ کیا کریں گئے۔۔؟" اچانک گلناز کے پوچھنے پہ اس نے اچنبھے سے اس کی طرف دیکھا

"تمہیں کچھ کیوں ہو گا۔؟ اور اس بے تکی بات کا کیا مطلب سمجھوں میں ؟

"بے تکی بات نہیں ہے آپ بتائے نا۔۔"

"گل ایسے کچھ نہیں ہو گا خوامخواہ پتا نہیں کیا سوچنے لگ گئی ہو تم۔"

"قسمت کا کیا بھروسہ کب دغا دے جائے۔۔ آپ فرض کریں نہ۔۔"

"میں بے تکی باتوں کو فرض کیوں کرو۔؟"

"میں کہہ رہی ہو اس لیے آپ فرض کریں۔۔" وہ باضد ہوئی

"اچھا ٹھیک ہے کر لیا فرض۔۔ پھر؟" وہ عیسی کو گھور رہا تھا جو اس کے بال خراب کرنے میں ہلکان ہو رہا تھا

"پھر آپ دوسری شادی کر لیں گئے؟" وہ اس سے پوچھ رہی تھی ان کے آگے بڑھتے قدم روک گئے تھے

کامران عیسی سے دھیان ہٹا کے تھوڑا سا اس کی طرف جھکا تھا

"میں دوسری کیا میں تیسری شادی بھی کروُ گا لیکن شرط یہ ہے کہ تمہیں پہلے کچھ ہو تو سہی۔۔" اس کا جواب سنتے ہی گل کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں لیکن عیسی کی حرکت پہ وہ کھکھلا کے ہنسے تھی

"اوُ پتر ہاتھ ہولہ رکھ"۔۔ عیسی کو شاید اس کا جواب پسند نہیں آیا تھا اس نے اک زوردار تھپڑ اپنے باپ کے چہرے پہ مارا تھا

"میں سیریس ہو کامران۔۔" عیسی کی نیچے اترنے کی تگ و دو رنگ لے آئی تھی کامران اسے نیچے اترنے کے لیے جھکا تھا اس کے بائیں ہاتھ میں گلناز کا ہاتھ تھا اس نے گل کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا

"میں بھی سیریس ہو گل۔۔" اسی کے انداز میں اسے جواب لوٹاتے اس نے عیسی کو نیچے اتارا

"کامران۔۔۔"

اس نے عیسی کو نیچے اتارا ہی تھا کہ گل کی بوکھلائی آواز پہ وہ جلدی سے سیدھا ہو کہ اس کی طرف متوجہ ہوا

"کیا ہوا ہے گل۔۔؟"

www.Novelshub.pk

"کامران وہ بچہ۔۔۔"اس نے سڑک کے درمیان بھاگتے بچے کی طرف اشارہ کیا جو کہ عین سڑک کے درمیان رکھی گئی اپنی گیند کے پاس جھکا تھا کچھ ہی فاصلے پہ اک گاڑی اپنی تیز رفتار سے اس بچے کی طرف بڑھ رہی تھی اس نے گل کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا وہ جلدی سے اس بچے کی طرف بڑھ تھا وہ ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھا تھا کے اس کے ہاتھ میں موجود گل کے ہاتھ نے اس کے دوسرے قدم کو آگے بڑھنے سے روکا تھا اس نے اک نظر اپنے ہاتھ میں موجود گل کے ہاتھ کو دیکھا تھا اور پھر اک نظر سڑک پہ گیند اٹھاتے بچے کو۔ گاڑی نزدیک آتی جارہی تھی شاید گاڑی چلانے والا اندھا تھا جو وہ اس بچے کو نہیں دیکھ پارہا تھا وہ گل کا ہاتھ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا بچپن کا خوف پھر سے عود آیا تھا اسے لگا تھا کہ اگر اب اس نے یہ ہاتھ چھوڑا تو وہ دوبارہ اسے نہیں تھام سکے گا وقت کم تھا اس کی مشکل کو دیکھتے ہوئے گل نے خود ہی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکال لیا تھا اس نے اک نظر اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا اور پھر گل کو۔ فیصلہ ہو چکا تھا وہ اپنے بیٹے اور گل کو وہی چھوڑے سڑک پہ گیند اٹھاتے بچے کی طرف بڑھا تھا لیکن اس بچے کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے التجائی نظروں سے گل کی طرف دیکھا تھا گل اس کی آنکھوں میں التجا دیکھ کے ٹھٹکی تھی جو واضح اسے پیغام دے رہی تھیں

"یہی رہنا پلیز مجھے چھوڑ کے مت جانا۔۔۔"

اس کے دور ہوتے ہی وہ عیسی کی جانب متوجہ ہوئی تھی جو کہ اپنے باپ کی دیکھا دیکھی اسی کے انداز میں بھاگتا اس کے پیچھے جانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا وہ مسکراتے ہوئے اسے پکڑنے کے لیے آگے بڑھی

ہی تھی کہ پیچھے سے ایک ٹرک نے اپنی پوری رفتار سے اسے ہٹ کیا تھا وہ پیچھے کی جانب سڑک پر اوندھے منہ گری تھی دل کو دہلا دینے والی چیخ نے وہاں کی خاموش پڑی فضا میں ارتعاش بکھرا تھا وہ جو بچے کو سڑک سے اٹھائے اس کے سائبان کی طرف بڑھ رہا تھا فضا میں ارتعاش بکھرتی چیخ پہ اسے اپنی دنیا ہلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی وہ بچے کو وہی سڑک کنارے چھوڑے واپس بھاگا تھا سڑک پہ لوگوں کا مجمع لگ چکا تھا مجمعے کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے قدم من من کے ہو رہے تھے وہ لوگوں کو چیرتا آگے بڑھا تھا وہاں کوئی اور نہیں تھا وہاں سڑک پر اندھے منہ گری اس کی دنیا، اس کی متاع جان، اس کے دل پہ حکمرانی کرنے والی جان عزیز بیوی اس کے انتظار میں آخری سانسیں لے رہی تھی وہ جلدی سے اس کی طرف بڑھا تھا اسے سیدھا کرتے ہوئے اس نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا تھا گل کا سارا وجود لہولہان تھا

"گل۔۔۔" اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے اس نے پکارا تھا اسے اس وقت اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہو تھی

"کامران۔۔۔ عیسی۔؟" وہ اپنی اکھڑتی سانسوں کے درمیان اس سے اپنے بیٹے کا پوچھ رہی تھی

"عیسی۔۔؟" گل کے پوچھنے پہ اس نے اپنے اردگرد نظر دوڑائی تھی جہاں صرف اسے لوگوں کی بھیڑ ہی نظر آئی تھی اس کا بیٹا وہاں پہ کہیں بھی نہیں تھا وہ گل کو یوں چھوڑے اس کی تلاش میں جا بھی نہیں سکتا تھا اس وقت اسے اپنا آپ اک روندے ہوئے کیڑے کی طرح لگا تھا جو چاہ ہونے کے باجود بھی کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا ایک طرف اس کی بیوی تھی دوسرے طرف اس کا بیٹا

"وہ ی یہی ہے۔۔۔" اپنے اردگرد نظر دوڑاتے ہوئے اس نے گل کو کم اور خود کو تسلی زیادہ دی تھی

www.Novelshub.pk

"کامران خیال رکھیے گا اپنا بھی اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا سانس اکھڑنے لگا تھا وہ بس بے بسی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا آنکھوں سے آنسو نکلنے کو بے تاب ہو رہے تھے کہنے کو بہت کچھ تھا لیکن وہ کچھ کہہ نہیں پا رہا تھا

اور۔۔۔عی... عیسی کا بھی۔۔۔۔۔۔" وقت ختم ہو چکا تھا اس نے آخری ہچکی لی تھی موت کے فرشتے نے گل کی روح کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا مجیب کامران کے ہاتھوں میں موجود اس کا چہرہ بے جان ہو کہ اک طرف لڑھک گیا تھا

گل۔۔۔۔گل۔گل۔۔۔۔

دو محبت کرنے والے ہمیشہ کے لیے بچھڑ چکے تھے اسے یقین نہیں آ رہا تھا وہ مسلسل اس کے چہرے کو تھپتھپائے اسے پکار رہا تھا اک امید کے تحت کے وہ اس کی پکار کا جواب دے گئی لیکن جانے والے پیچھے رہ جانے والوں کی پکار کہا سنتے ہیں؟ وہ بھی تو اسے چھوڑ کے جا چکی تھی اب کیسے اس کے پکارنے پہ لوٹ آتی؟ کب سے آنکھوں میں جمع ہوتا پانی اب مزید خود کو روک نہیں پایا تھا وہ اس کی گالوں پہ بہہ چکا تھا وہ گل کا سر اپنے سینے سے لگائے اس کے نام کی پکار کرتے ہوئے چیخ رہا تھا وہ رو رہا تھا اس منظر کو دیکھتی ہر آنکھ اشک بار تھی

ایمبولینس کی آواز پہ وہاں پہ موجود مجمعہ ہٹا تھا اسے اپنے کندھے پہ کسی مہربان وجود کا لمس محسوس ہوا تھا اس نے سر اٹھا کے اس ہستی کو دیکھنا چاہا تھا

www.Novelshub.pk

"اٹھو بیٹا۔۔۔"وہ کوئی پچپاس سال کے لگ بھگ سفید داڑھی والا وجود تھا جو اپنی آنکھوں میں آنسو لیے اسے اٹھنے کا کہہ رہے تھے شاید ان کے لیے بھی اس کا غم برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا

"بیٹا۔۔۔۔۔"کامران نے نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا

"میرا۔۔۔ میرا بیٹا کہا ہے؟"۔۔۔۔ ان کے منہ سے بیٹا لفظ سنتے ہی اسے اپنے بیٹے کی فکر نے اپنی لپیٹ میں لیا تھا گل کا سر اس نے ہنوز اپنے سینے سے لگا رکھا تھا

اس کی پوچھنے پہ وہ ہستی جو خود کو بامشکل اس تک کھینچ کے لائی تھی اس کا سوال، اس کے تاثرات اور اس کے گالوں پہ روانی سے بہتا پانی دیکھ کے وہ وہاں پہ اپنے آنے کا مقصد بھول گئے تھے اپنے کندھے پہ پڑی سفید چادر سے انہوں نے اپنی آنکھوں سے بہتے ہوئے پانی کو صاف کیا تھا

دو آدمی اسٹریچر لیے اس کے پاس آکے روکے تھے

"اٹھو بیٹا جتنی جلدی ہو سکے میت کی تدفین کرو۔۔۔"وہ ہستی خود پہ قابو پا چکی تھی

"میرا بیٹا۔۔۔؟"اس ہستی کو دیکھتے ہوئے اس نے دوبارہ اپنا سوال دوہرایا تھا وہ کیا جواب دیتے؟ وہ اس کے بیٹے کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں تھے

وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ کامران کی جیب میں موبائل تھر تھرایا تھا اس نے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے ہوئے موبائل کو جیب سے باہر نکال کے کان سے لگایا

www.Novelshub.pk

"موکی۔۔۔"موبائل سے آواز ابھری تھی

"مجیب کامران۔۔۔۔"اس نے کال کرنے والے کی اصلاح کی تھی

"آج سے موکی ہو۔۔۔"

"کون ہو تم؟؟"اس نے بھیگے لہجے میں پوچھا۔سڑک کے دونوں جانب ٹریفک رکی ہوئی تھی اس کے گرد لگا مجمعہ آنکھوں میں اشک لیے اسے دیکھ رہا تھا

"جلد جان جاؤ گئے فکر مت کرنا تمہارا بیٹا ہمارے پاس ہے وہ بلکل محفوظ ہے اپنی بیوی کی تدفین کے بعد ہماری بتائی ہوئی لوکیشن پہ پہنچ جانا تمہارا بیٹا تمہیں وہی ملے گا۔۔۔"وہ سمجھ گیا تھا کہ کال کرنے والا کون ہے

"میرے بیٹے کو اگر کچھ ہوا نا تو مجھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"تمہارے بیٹے کو کچھ بھی نہیں ہو گا بے فکر رہو۔۔۔"اس کی بات کے درمیان میں ہی وہ بولا تھا اور پھر کال بند کر دی گئی تھی اک نئی فکر نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا اب یہ وقت سوگ منانے کا نہیں تھا ہمت سے کام لیتے ہوئے صبر کرنے کا وقت تھا اپنی بیوی کو تو وہ کھو چکا تھا اپنے بیٹے کو وہ کھونا نہیں چاہتا تھا وہ اک عزم کے ساتھ خود کو ہمت دلاتے ہوئے اٹھا تھا گل کے بے جان وجود کو اٹھا کے اس نے اسٹریچر پہ لٹایا تھا مجمعہ ہٹنے لگا تھا اس کی منزل نے بھی راستہ بدل لیا تھا اسے سب کچھ ختم ہوتا محسوس ہوا تھا اس کی قسمت نے پھر بازی کھائی تھی خود کو قسمت کے حوالے کر کے وہ اک نہیں دو بے جان وجود کو اپنے ساتھ لیے واپس چلا گیا تھا

ایک گل کا تھا جیسے اس نے سپرد خاک کرنا تھا

دوسرا اس کا اپنا تھا جیسے اس نے تقدیر کے حوالے کرنا تھا

....

تلخ ماضی نہ چھیڑہ کر

آنکھ بھر آتی ہے

وہ حال میں لوٹ آیا تھا شیر واور عابد کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا وہ دونوں یک ٹک اسے دیکھے جا رہے تھے جو آنسوں کو اندر دھکیلنے پہ ناکام ہو رہا تھا اس نے گہرا سانس لے کے اپنی کہانی وہی سے شروع کی تھی میں گلناز کو سپرد خاک کرنے کے بعد اس کی بتائی ہوئی جگہ پہ پہنچا تھا میرا بیٹا وہاں پہ بلکل ٹھیک تھا میں اسے اٹھانے کے لیے اس کی طرف بڑھا تھا لیکن میرے اور عیسی کے درمیان چیمہ آ کے کھڑا ہو گیا تھا

"اپنے بیٹے کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو۔۔۔"

چیمے کے پوچھنے پہ میں نے اسے ناسمجھی سے دیکھا تھا میرے چہرے کے تاثرات دیکھ کے وہ میری الجھن سمجھ گیا تھا اس نے مجھے اپنے ساتھ کام کرنے کا کہا میں نہیں مانا میں اس کی بات کیسے مان سکتا تھا؟ میں لوگوں کی اصلاح کا ارادہ رکھنے والا انہیں لوگوں کو نقصان کیسے پہنچا سکتا تھا؟ لیکن اس کے ہاتھ میری کمزوری آ گئی تھی میرے نہ ماننے پہ اس نے جلتا کوئلہ میرے بیٹے کی ننھی سی ہتھیلی پہ رکھا تھا عیسی درد کی شدت سے بلک بلک

کے رویا تھا اس کا رونا مجھ سے برداشت نہیں ہوا تھا میں باپ تھا میں نے اپنی بیوی کو کھویا تھا بیٹے کو کھونے کی ہمت نہیں تھی مجھ میں۔ میں مان گیا تھا تب سے اب تک میں اس کے ساتھ کام کر رہا ہو تین سال ہو گئے ہے مجھے اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے لیکن ان تین سالوں میں، میں نے اپنے بیٹے کو چھو کے محسوس نہیں کیا۔ جب میں اس کی دی گئی زمہ داری پوری نہیں کر پاتا تب وہ میرے بیٹے کو میرے سامنے لاتے ہیں میری آنکھوں کے سامنے اس کے جسم کا کوئی حصہ جلا دیتے ہیں یا پھر اس کے جسم کا کوئی عضو کاٹ دیتے ہیں۔ اس وقت اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے میرے دل سے بس اک ہی صدا نکلتی ہیں یا تو میں مر جاؤ یا میرا بیٹا۔۔۔ میں دنیا کا واحد باپ ہو جو اپنے بیٹے کے مرنے کی دعائیں کرتا ہو۔۔۔

اس کا سانس اکھڑنے لگا تھا اس میں مزید بتانے کی سکت نہیں رہی تھی شیرو نے آگے بڑھ کے اسے پانی کا گلاس پکڑایا ایک ہی گھونٹ میں اس نے پانی کو اندر دھکیلا تھا

"تم نے لڑکی پہ گولی کیوں چلائی تھی؟"

اس کا سانس نارمل ہوتے ہی شیرو نے پوچھا

"میں نے لڑکی پہ گولی نہیں چلائی تھی میں نے لڑکے پہ گولی چلائی تھی لڑکے کے جھکنے کی وجہ سے گولی لڑکی کو لگی تھی۔۔"

"تمہارا بیٹا کہاں ہے؟۔"

www.Novelshub.pk

مجھے نہیں پتا۔۔وہ لوگ اس کی جگہ بدلتے رہتے ہیں"

"اگر تمہارا بیٹا تمہیں مل جائے تم یہ کام چھوڑ دو گے۔۔؟"

"ہاں میں اپنے بیٹے کو لے کے کہیں چلا جاؤ گا۔۔"

"میں تمہاری مدد کرو گا۔۔۔"شیر و کے حامی بھرنے پہ مو کی نے اس کی طرف دیکھا

"کیا واقعی وہ اس کی مدد کرے گا؟

مو کی کے چہرے کے تاثرات اس سے پوچھ رہے تھے

"میں تمہاری مدد کرو گا آج سے تمہارا بیٹا میری زمہ داری۔میں جب تک تمہارے بیٹے کو جیمے کی قید سے رہا نہیں کروالیتا تب تک تم وہ کرتے رہو جو وہ کہتا ہے۔۔۔۔"

"کیا تم واقعی ہی میری مدد کروگئے؟؟"مو کی بے یقینی سے شیر و کی طرف دیکھ رہا تھا

"بھروسہ کرسکتے ہو تم مجھ پہ میں اپنی بات سے مکرنے والا نہیں ہو ایک بار یقین کر کے تو دیکھو۔۔"

"میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔۔۔"

مو کی نے اظہار تشکر سے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا۔

"احسان مت سمجھنا اسے میں اس کام کے بدلے میں معاوضہ لو گا۔۔"شیر و نے اس کے کان کے نزدیک سرگوشی کی تھی

مو کی اس سے الگ ہوا چہرے پہ نا سمجھی کے تاثرات عود آئے تھے

www.Novelshub.pk

"کیونکہ یہ میرا اصول ہے کہ شیرو کوئی بھی کام بنا معاوضے کے نہیں کرتا۔۔۔" اس نے ہنستے ہوئے موکی کے نا سمجھی والے تاثرات کو ختم کیا تھا

"کیا چاہیے تمہیں۔۔۔؟"

"وقت آنے پہ بتاؤ گا۔۔۔"

"میں اس کے لیے تیار رہو گا۔۔" اپنے بیٹے کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھا

"تم جاسکتے ہو اب تم سے ملاقات تمہارے بیٹے کے ساتھ ہوگئی یہ شیرو کا وعدہ ہے۔۔۔" وہ بھی اس کے بیٹے کے لیے ہر چٹان کو عبور کرنے کے لیے تیار تھا

"تم نہیں پوچھو گئے کہ میں نے ان لوگوں پہ گولی کیوں چلائی تھی۔۔" موکی کو شیرو کی گئی ڈیل یاد آئی تھی

"میں وہ سب جانتا ہو۔۔۔" شیرو کے انکشاف پہ وہ حیران ہوا تھا

"تو پھر وہ ڈیل۔۔۔۔" حیرت سے اسکے آبرو اوپر کو اٹھے تھے

"بھول جاؤ اسے۔ مجھے تمہاری آنکھوں کا درد جاننا تھا اس لیے مجھے وہ سب کہنا پڑا۔ اگر میں وہ ڈیل نا کرتا تو تم مجھے کچھ بھی نہ بتاتے۔ اس لیے وہ سب ضروری تھا اور یہی خدا کی بھی رضا تھی۔۔۔۔" شیرو نے پر سکون سا جواب دیا۔ موکی نے سمجھتے ہوئے سر کو ہلکی سے جنبش دی

www.Novelshub.pk

"چیمہ اب کہاہے۔۔۔؟"کب سے خاموش بیٹھے عابد نے سوال کیا تھا اور ساتھ ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کے شیر و کے ساتھ آکھڑا ہوا۔ تینوں مثلث کی صورت میں کھڑے تھے

"وہ کچھ دنوں کے لیے ملک سے باہر چلا گیا ہے لیکن اس کی واپسی اپنے ساتھ بہت بڑا طوفان لائے گئی اور اسکے کے نزدیک یہ طوفان تم دونوں کو اپنے شکنجے میں جھکڑے گا۔۔۔"

"ہم دونوں۔۔۔۔؟"شیر و نے اپنی اور عابد کی طرف اشارہ کیا

"نہیں تم اور عابد نہیں۔ تم اور اے ایس پی خنان۔۔۔۔"

"اے ایس پی خنان۔۔۔"دونوں نے زیر لب دہرایا

"اے ایس پی خنان کیوں؟"۔ عابد نے پوچھا شیر و کے بھی ذہین میں یہ ہی سوال گردش کر رہا تھا

"ای ایس پی خنان اس کے بارے میں تحقیق کروا رہا ہے۔ کافی کچھ وہ اس کے بارے میں جان چکا ہے۔ اور ہیروں والا معملا بھی اسی کے سپرد ہے اس لیے۔ اپنے بارے میں وہ کسی کو بھی جاننے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو پھر یا تو وہ اپنی جان سے جاتا ہے۔ یا پھر چیمے کی غلامی میں خود کو دے دیتا ہے۔۔" اس نے گہرا سانس لیا

"چلتا ہو اب میری غیر موجودگی ان کو شک میں مبتلا کر سکتی ہے۔۔۔"موکی نے کہتے ہوئے مصافحے کے لیے شیر و کی طرف ہاتھ بڑھایا شیر و نے مسکراہٹ کے ساتھ اس کے ہاتھ کو تھاما عابد سے بھی مصافحہ کر کے وہ چلا گیا تھا پیچھے وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف رخ کیے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

"کیا۔۔۔؟"عابد کے تیکھی نگاہیں دیکھ کے شیر و نے نا سمجھی سے پوچھا

www.Novelshub.pk

"ساری بات بتائے۔۔۔۔" عابد کے تیور اسے خطرناک لگ رہے تھے اس نے ساری کہانی اس کے گوش گزار کر دی تب جا کے کہیں عابد کے ماتھے سے تیوری ختم ہوئی تھی

"اب تم کہاں چلے۔۔۔؟" ساری کہانی سننے کے بعد بنا کچھ کہے عابد باہر کی طرف بڑھا ہی تھا کہ شیر کے پوچھنے پہ رک گیا

"لڑکی ڈھونڈنے۔۔۔" اس نے اپنا رخ دوبارہ شیرو کی طرف موڑا

"لڑکی ڈھونڈنے۔۔۔" شیرو نے اس کے کہے گئے الفاظ دوہراتے ہوئے ناسمجھی سے اپنی ناک پہ بل ڈالے

ہاں لڑکی ڈھونڈنے آپ نے تو ڈھونڈ لی نا۔ محبت بھی کر لی۔ میں پیچھے کیوں رہو مجھے سے یہ امید بلکل بھی مت رکھیا گا کہ آپ شادی کریں گئے اور میں آپ کی شادی کے چھوارے کھاؤ گا مجھے آپ کی شادی کے چھوارے نہیں کھانے بلکلے آپ کے ساتھ مجھے بھی دولہا بن کے بیٹھنا ہے۔ اور اس کے لیے ایک عدد لڑکی چاہے وہ ہی ڈھونڈنے جا رہا ہو۔۔۔" عابد کی تفصیلی بات سن کہ شیرو کی نظریں چاروں طرف کسی چیز کی تلاش میں دوڑئی تھیں اور وہ مطلوبا چیز اسے دروازے کے پاس نظر آ گئی تھی جس سے وہ عابد کا سر پھاڑ سکتا تھا وہ اس کو اٹھانے دروازے کی طرف بڑھا تھا اور عابد شیرو کے ارادے سمجھتے ہوئے باہر کی جانب دوڑا تھا دور کھڑی ان کے گھر میں جھانکتی قسمت ان دونوں کی نادانیوں پہ مسکرائی تھی کون جانتا تھا؟ وہ دونوں جلد بچھڑنے والے ہیں سوائے ان دونوں کی قسمت کے۔ وہ تلخی سے مسکراتی ان دونوں کو صحن میں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے دیکھ کر وہاں سے ہٹ گئی تھی

اے زندگی جتنی مرضی تلخیاں بڑھا
وعدہ ہے تجھے ہنس کے گزارے گے

رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا کائنات کی ہر چیز نے خود کو کالے لبادے میں اوڑھ لیا تھا فضا میں عشاء کی آزان کی صدائے گونج رہیں تھیں اندھیری سڑکوں پہ لوگ خدا کے در پر اپنی خاضری دینے کے لیے بڑھ رہے تھے احمد ہاؤس کے مکین بھی ان لوگوں میں شمار تھے جس کی وجہ سے ان کا گھر خاموشی میں گھیرا ہوا تھا ان کے گھر کا ہر فرد خدا کی دی گئی دعوت میں شریک تھا لیکن وہ تنہا اپنے کمرے میں بیڈ پہ لیٹے چھت پہ لگی لالٹین کو دیکھ رہی تھی وہ دوپہر میں ہی گھر واپس آگئی تھی تب سے سب اس کے پاس موجود تھے لیکن اب وہ اکیلی لیٹی خود کے سوچوں میں گم تھی اس کو اپنے کندھے میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا اک معمولی سی گولی نے اسے موت کے دہانے پر لا کھڑا کیا تھا یہ کس نے اور کیوں تھا؟ بس اک یہ ہی سوال اس کی سوچوں پہ سوار تھا وہ یوں ہی اپنی سوچوں میں گھری رہتی لیکن اس کے پاس پڑے موبائل نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا شاید اس کا یوں سوچوں میں گم ہونا اسے پسند نہیں آیا تھا
موبائل پہ بجتی میسج ٹون نے موبائل کی کالی سکرین کو روشن کیا تھا اس نے لالٹین سے نظریں ہٹائے بنا سائیڈ پہ رکھے موبائل کو ہاتھ بڑھا کے اٹھایا اور اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کیا چھت پہ لگی لالٹین موبائل کے پس منظر میں چلی گئی تھی اب اس کی آنکھوں کے سامنے موبائل کی روشن سکرین تھی جس پر انجان سا نمبر اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا نمبر کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں چندھیا تھیں اس نے دوسرے ہاتھ

www.Novelshub.pk

کی انگشت شہادت سے اس نمبر کو چھوا اس کے چھوتے ہی نمبر کہیں غائب ہوا تھا اب اس کے سامنے کچھ الفاظ جگمگا رہے تھے

ہر لحظہ بہ شکل اَن بتِ عیار بر آمد،

دِل بردو نہان شُد

اس نے وہ الفاظ زیر لب دہرائے دوہرانے کے بعد وہ کئی لمحے انہیں یوں ہی دیکھتی رہی وہ ان الفاظ کے مطلب کو سمجھنے سے قاصر تھی موبائل کی روشن سکرین مدھم ہونے لگی تھی کے اچانک اس کی نظر ان الفاظ کے نیچے تھوڑے فاصلے پر لکھے گئے دو الفاظ پر پڑی وہ اوپر والے الفاظ کی نسبت سائز میں چھوٹے لکھے گئے تھے اس نے جلدی سے دوبارہ مدھم پڑتی سکرین کو چھوا جس سے سکرین پھر سے اپنی اصلی روشنی کے ساتھ لوٹ آئی تھی وہ الفاظ سائز میں چھوٹے ہونے کی نسبت اس سے پڑے نہیں جا رہے تھے اس نے آنکھوں سے قدرے فاصلے پہ کیے ہوئے موبائل کو آنکھوں کے بلکل نزدیک کیا تب ہی وہ الفظ واضح ہوئے

"من سودائی"

"من سودائی" اس نے ان الفاظ کو دوبار دہرایا

"من" اس کو اگر ہندی میں پڑے تو مطلب "دل"۔۔۔۔ (اس کی اپنی سوچ) وہ ان الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی اوپر والے الفاظ کا مطلب سمجھنا اس کے لیے مشکل تھا لیکن ان دو چھوٹے الفاظ کو وہ سمجھ سکتی تھی اور وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

www.Novelshub.pk

"سودائی" یہ تو فارسی کا لفظ ہے یہ میں نے کہیں پڑھا تھا۔۔۔"۔وہ اک دم پرجوش ہوئی تھی

"لیکن اس کا مطلب۔۔۔ کیا تھا؟" وہ ذہین پہ زور دینے لگی تھی

"دیوانہ۔۔"کافی سوچنے کے بعد اسے یاد آیا تھا

"ہاں دیوانہ۔۔۔۔"وہ یاد آنے پہ کھکھلائی تھی

تو پھر اس کا مطلب "دل دیوانہ "۔۔اس نے اپنے دماغ سے تصدیق چاہی

"نہیں۔۔۔۔• دماغ نے نے فوری نفی کا سگنل دیا

"تو پھر۔۔۔؟"اس کے سوالیہ آبرو اٹھے تھے

"اگر "سودائی "فارسی کا لفظ ہے تو من بھی فارسی کا ہی ہو گا۔۔۔"وہ بڑبڑائی

تو پھر "من "کو اگر فارسی میں ٹرانسلیٹ کریں تو اس کا مطلب ہوا۔۔۔۔اس نے یاداشت کے گھوڑے دوڑائے

"میرا۔۔"اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ اندر داخل ہوتی ماہ نور نے سن لیا تھا اس لیے یہ جواب اس کی طرف سے آیا تھا

"میرا۔۔؟"حیا نے آنکھوں کا رخ اس کی طرف کیا اور ساتھ ہی موبائل بیڈ کے ساتھ رکھی ہوئی ٹیبل پہ رکھ دیا موبائل نے اک خفا سی نظر حیا پہ ڈالی اس کی اپنی طرف توجہ نہ پا کر وہ آہستہ آہستہ مدھم ہوتا گیا آخر کار اپنی ناقدری پر اس نے اپنی آنکھیں موند ہی لی اب وہ پہلے کی طرح کالا رنگ اختیار کر چکا تھا

"ہاں میرا۔۔فارسی میں من کا مطلب ہوتا ہے میرا۔۔۔"وہ اب کے اس کے پاس آ کے لیٹ چکی تھی

"تمہیں کیسے پتا؟۔۔۔"اب وہ دونوں مل کے چھت کو گھور رہیں تھیں

www.Novelshub.pk

"تم بھول رہی ہو حیا۔۔۔فارسی کسی زمانے میں میری پسندیدہ زبان ہوا کرتی تھی۔۔۔۔"

"اب نہیں رہی کیا۔۔۔؟

"نہیں اب نہیں اب مجھے فرانچ زبان اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔۔۔" وہ اک چیز کو زیادہ دیر تک اپنی پسند میں شامل نہیں کرتی تھی اس کی پسند بدلتی رہتی تھی

"اب وہ سیکھنے کے ارادے ہیں۔۔۔۔؟"

"ہاں دل تو یہی ہے لیکن اسے بھی فارسی کی طرح ایک دو دن سیکھو گئی اور پھر جب چند الفاظ سمجھ آنے لگے گئے تو پھر یہ بھی فارسی کی طرح وائنڈاپ پہ چلی جائے گئی۔۔۔۔" وہ اپنی عادت سی باخوبی واقف تھی

"خیر چھوڑو۔۔۔تم کیوں اس پہ الجھ رہی تھی؟"

"ویسے ہی۔۔" اس نے نہیں بتایا تھا وہ اپنی باتیں کیسی کو نہیں بتاتی تھی ماہنور جانتی تھی وہ نہیں بتائے گئی جب تک وہ خود نہیں چاہے گئی اس لیے اس نے بھی مزید نہیں کریدہ تھا اسے۔

"حیا۔۔۔" دونوں کے درمیان چندپل کی خاموشی نے آکے ڈھیرہ ڈالا تھا ماہنور کے پکارنے پہ وہ پھر سے منہ بسورے واپس چلی گئی تھی

"ہنہ۔۔۔۔" حیانے ہنکارہ بھرا

"تم سے اک بات شئیر کرنی تھی۔۔" وہ اجازت چاہ رہی تھی

"ہاں بولو۔۔۔" حیا کے اجازت دیتے ہی کھڑکی سے جانکتے چاند کو بادلوں نے چھپادیا تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ ان کی باتوں میں رازدار بنے۔

www.Novelshub.pk

مجھے محبت ہو گئی ہے۔۔" محبت کا نام زبان پہ آتی ہی اس کی آنکھیں چمکیں تھیں

"کس سے۔۔؟" مسکراتے ہوئے حیا نے استفسار کیا تھا

"خنان سے۔۔۔" وہ مسکرائی تھی۔ شرمیلی سی مسکراہٹ

" جانتی ہو میں۔۔۔۔" حیا کے ساتھ بادلوں کے پیچھے چاند بھی مسکرایا تھا وہ دونوں پہلے سے ہی اس راز کے امین تھے چاند کو چھپائے بادل شرمندہ ہو کے ہٹ گئے تھے اور وہ پھر سے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اپنے تحت پہ جگمگانے لگا تھا

"تمہیں کیسے پتا چلا۔۔؟" ماہنور نے آنکھوں میں حیرت لیے اس کی طرف کروٹ بدلی تھی

"تمہاری بہن ہو تمہاری رگ رگ سے واقف ہو میں۔۔ تم آج تک اپنی کوئی بھی بات مجھ سے چھپا پائی ہو کیا ؟" اس کے بات کا جواب دیتے ہوئے اس نے سوال بھی کر ڈالا تھا اس سے۔۔

"بہت تیز ہو حیا تم۔۔۔"

"بہن کس کی ہو۔۔۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی اس نے نہ تو رخ موڑا تھا اور نہ ہی نظر و کا زوایہ بدلہ تھا وہ بس لالٹین کو دیکھے جا رہی تھی جو ہر سو روشنی بکھرنے کا کام سرانجام دے رہی تھی

"لیکن حیا مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔" اس کی آنکھوں کی چمک کہیں کھو گئی تھی اب وہاں کچھ کھونے کا خوف ہلکورے لے رہا تھا

"کیسا ڈر؟" حیا کے آبرو نے سوالیہ انداز اختیار کیا تھا لالٹین کو دیکھتی آنکھیں اب ماہ نور کے چہرے کو فکر مندی سے دیکھ رہیں تھیں

www.Novelshub.pk

"کھو جانے کا ڈر۔ مجھے لگتا ہے۔ میں خنان کو کھو دوگی وہ میری پہنچ سے دور چلا جائے گا جہاں سے میری دعائیں بھی اسے کھینچ کے نہیں لا سکیں گئی۔۔۔" اب وہ دونوں اک دوسرے کو دیکھ رہیں تھیں

"تمہیں اپنی دعاؤں پہ یقین نہیں ہے۔۔؟"

مجھے اپنی دعاؤں پہ یقین ہیں لیکن پھر بھی یہ خوف میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔۔" وہ حیا کو بے بس دیکھ رہی تھی محبت انسان کو بے بس ہی تو کر دیتی ہے

"اگر تمہیں اپنی دعاؤں پہ یقین ہے تو پھر بے خوف ہو جاؤ تمہاری دعائیں تمہیں کبھی بھی مایوس نہیں کریں گئیں۔۔۔" وہ اسے امید دلا رہی تھی اور امیدیں ہی تو انسان کو جینے کی ڈور تھماتی ہیں

"اور اگر میری محبت نے مجھے کبھی آزمایا تو۔۔۔" اک نئے خوف نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا

محبت نام ہی آزمائش کا ہے جہاں محبت ہو وہاں آزمائش لازماً ہوتی ہے۔ بس تم وہاں پہ دل مت ہارنا محبت کی آزمائش پر سر تسلیم خم کر دینا۔ محبت کی رضا میں خوش رہنا پھر ہی وہ تمہیں خود کو پانے کی اجازت دے گئی۔ خود ہار جانا محبت کو کبھی ہارنے مت دینا ورنہ وہ اپنے دروازے تم پہ بند کر لی گئی تم جیت کے بھی اسے ہار جاؤ گئی۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں ہلکورے لیتے خوف کو بھاگنے کی سعی کر رہی تھی

"یہ تو بہت جگر والے ہی کر سکتے ہیں۔۔۔" اس کی باتیں ماہنور کو کمزور کرنے لگی تھیں

"محبت جگر والوں کے دلوں پر ہی اپنے پیر جماتی ہے۔ یہ کسی کمزور کو اپنے پاس بھٹکنے بھی نہیں دیتی۔ تمہیں اگر واقعی ہی محبت ہوئی تو تمہارے دل کو اس کو برداشت کرنے کی طاقت خود بخود مل جائے گئی۔۔"

"تم سچ کہہ رہی ہو ناہ۔۔ حیا۔۔۔" وہ یقین دہانی کر لینا چاہتی تھی

www.Novelshub.pk

"ہاں۔ لیکن ایک شرط ہے اگر تمہاری محبت سچی ہوئی تب ہی تم ہر آزمائش کو سر کر سکتی ہو۔۔ اور محبت کی ہر آزمائش پہ تمہیں دعائیں سرخرو کریں گی جب تک تم اپنی محبت کو پانا لو تب تک اپنی دعاؤں کا پیچھا نہ چھوڑنا ۔اگر تمہاری محبت سچی ہوئی اور تمہاری دعاؤں میں دم ہوا تو پھر ماہ نور دنیا کی کوئی بھی طاقت تم کو تمہاری محبت سے دور نہیں کر پائے گی۔۔۔"

"میری محبت سچی ہے۔۔۔" ماہ نور نے خفگی سے بتایا تھا اسے۔اس کی آنکھوں کی چمک پھر سے لوٹ آئی تھی شاید حیا کی باتوں کا اثر تھا اس کا خوف کہیں جا سویا تھا

"تو پھر بے فکر ہو جاؤ۔۔ اپنے ہر خوف سے آزاد ہو جاؤ۔۔۔" حیا نے کہتے ہوئے دوبارہ نظروں کا رخ لالٹین کی طرف کیا

وہ کچھ نہیں بولی بس مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی اس کا سرخ سفید چہرہ آج زرد رنگ لیے ہوئے تھا وہ اس کے چہرے سے تکلیف کے آثار دیکھ سکتی تھی لیکن وہ جانتی تھی وہ جتنی بھی تکلیف میں ہو گئی کسی کو کچھ نہیں بتائی گئی بنا کوئی شکوہ کیے اپنی تکلیف سے خود ہی لڑے گئی اسے بے ساختہ ہی حیا پہ پیار آیا تھا وہ یہ بھول چکی تھی کہ حیا کے کندھے پہ گولی لگی ہے اس نے اسے اپنے حصار میں لینے کے لیے ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھا ہی تھا اور بے دھیانی میں اس کا ہاتھ حیا کے زخم پہ لگا تھا اک تیز درد کی لہر حیا نے اپنے کندھے پہ محسوس کی تھی وہ درد سے چلائی تھی

"اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔" حیا کے چلانے پہ اسے سب یاد آ گیا تھا

"امی۔۔۔۔" درد کی وجہ سے حیا کے آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں پہ بہنے لگے تھے

www.Novelshub.pk

"حیا۔۔۔" وہ بوکھلائی تھی حیا کے آنسو اسے تکلیف دینے لگے تھے

"کیا ہوا ہے بیٹا۔۔۔۔" اس کی چیخ سنتے ہی نصرت بیگم بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی تھیں

"امی۔۔۔" آنسو سے بھری آنکھیں لیے اس نے نصرت بیگم کو پکارہ ماہ نور کا رنگ اڑ چکا تھا نصرت بیگم اس کے ساتھ بیڈ کی پائنتی پہ بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کے انہوں نے اس کے آنسو صاف کیے

"امی درد ہو رہا ہے۔۔۔" وہ بیچارگی سے بولی اپنی بیٹی کی حالت دیکھتے ہوئے ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے اب وہ کیا کہتیں اسے۔انہوں نے جھک کر اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا ماہ نور خود کو لعن تن کرنے میں مصروف تھی کیا ضرورت تھی پیار جتانے کی۔۔ بلکل ٹھیک لیٹی ہوئی تھی وہ۔خو مخواہ اس کے درد کو جگا دیا تھا اس نے

"امی نیند کی گولی دے اسے۔۔ آرام سے سوئی رہے گئ پھر درد محسوس نہیں ہوگا اسے۔۔" خود کو کوسنے کے بعد وہ اب ہاتھ میں پانی اور گولی لیے نصرت بیگم کی طرف بڑھی تھی حیا کو مخاطب کرنے کی ہمت نہیں تھی اس میں اب۔

"لے لو بیٹا۔۔۔" نصرت بیگم کے کہنے پہ اس نے ہاتھ کی پشت سے چہرہ صاف کرتے ہوئے ماہ نور کے ہاتھ سے گولی اور پانی لیا اور گولی اپنے اندر دھکیل دی وہ سیدھی ہو کے لیٹی ماہنور نے اس کے پیچھے رکھے گئے کشن کو نکال دیا تھا وہ اب آنکھیں بند کیے لیٹی تھی نصرت بیگم آہستہ آہستہ اس کا سر تھپک رہیں تھیں ماہنور بھی اس کے ساتھ آ کے لیٹ گئی تھی

www.Novelshub.pk

کھڑکی سے جانکتا چاند اداس ہوا تھا دوسری طرف شیر و چاند کو تکتے ہوئے ٹھٹکا تھا شاید اس نے چاند کی اداسی کو بھانپ لیا تھا

اس کے چہرے پہ بھی بارہ بجنے کے اثار نمودار ہونے لگے تھے اس نے چاند سے نگاہیں ہٹائی تھیں اور اپنے بستر پہ جا کہ لیٹ گیا تھا اب اس کا چاند کو مزید دیکھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا آنکھیں بند کرتے ہی دو سنہری سی آنکھیں اس کی پلکوں کی گری بھاڑ پہ لہرائی تھیں وہ آنکھیں بند کیے مسکرایا تھا وہ ان آنکھوں میں کھونا چاہتا تھا وہ ان آنکھوں میں کھویا گہری نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا

کتاب تقدیر سے کیا شکوہ اے دل نادان
جب ہر چیز نے مٹ جانا ہے تو خواہش کیسی

خنان اپنے آفس میں بیٹھا کسی فائل کا بغور جائزہ لینے میں مصروف تھا جب اس نے دروازے پر آہٹ سن کر سر اونچا کیا سامنے ہی اسے انسپکٹر اسلم اپنی طرف آتا دکھائی دیا وہ سیدھا ہو کہ بیٹھا اور اسے اپنے سامنے رکھی گئی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا

"اس کی زبان کھلی یا ابھی تک بند ہی ہے۔۔۔" خنان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا

"وہ سب کچھ بتانے کو تیار ہے اب اس میں مزید ٹارچر سہنے کی ہمت نہیں ہے۔۔" اسلم کے بتانے پہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

www.Novelshub.pk

"چلو پھر اس کا بیان لیتے ہیں اب میں مزید تاخیر برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔" اس نے اپنے قدم جیل کی جانب بڑھائے تھے جہاں بلیک ٹائیگر کو رکھا گیا تھا اسلم بھی اس کے پیچھے قدم اٹھاتا جیل کی طرف بڑھ رہا تھا جیل کے پاس پہنچتے ہی خنان نے وہاں پہ تعنیات ہولدار کو تالا کھولنے کا حکم دیا تالا کھولتے ہی وہ اندر داخل ہوا سامنے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے وہ بیٹھا تھا چہرے پہ مسلسل ٹارچر سہنے کے نشانات موجود تھے وہ بلیک ٹائیگر نہیں رہا تھا وہ تو کوئی قبر سے نکلا ہوا ڈھانچا دیکھ رہا تھا

خنان کو اس کی حالت دیکھ کے اس پہ ترس آیا تھا لیکن وہ اک پولیس والا تھا اگر مجرم پہ اس نے ترس کھانا شروع کر دیا تو پھر وہ اپنے فرائض سے غافل ہو جائے گا اور وہ ہر گز بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں ہونا چاہتا تھا وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہاتھ میں پکڑی چھڑی سے اس نے بلیک ٹائیگر کے جھکے ہوئے سر کو اوپر اٹھایا

"تو پھر تم تیار ہو سب کچھ بتانے کے لیے۔۔۔" خنان کے پوچھنے پہ اس نے اسکی طرف دیکھا

"میں تیار ہو۔۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔۔" کمزوری کی وجہ سے اس کی آواز نقاہت زدہ تھی

"کیسی شرط۔۔۔؟" خنان نے اس کی تھوڑی پہ رکھی گئی چھڑی کو دوبارہ اپنے پہلو میں گرایا تھا

"میرے ساتھ رعائیت کی جائے گی۔۔۔ کیونکہ میں خود کو سلنڈر کر رہا ہو۔۔" وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا

"ٹھیک ہے میں بات کرتا ہو ڈی آئی جی سے۔۔۔ پھر تمہارہ بیان لیتا ہو۔۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا

"پانی پلاؤ اسے۔۔۔" اپنے پیچھے کھڑے اسلم کو ہدایت دیتا وہ واپس اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا اسلم نے آگے بڑھ کر اسے پانی پلایا وہ پانی پیتے ہی اسی جگہ پر ڈھ سا گیا تھا اسلم بھی اسے اس کے حال پہ چھوڑے اپنے کیبن کی جانب بڑھ گیا تھا

www.Novelshub.pk

وہ آج خود کو پہلے سے بہتر محسوس کر رہی تھی وہ جب سے ہسپتال سے واپس آئی تھی الیان اس کے پیچھے مکھیوں کی طرح منڈلا رہا تھا ابھی بھی وہ اسے اپنے ساتھ لیے پارک میں آیا تھا اسے سائیڈ پہ نسب بینچ پہ بیٹھا کہ وہ خود آئس کریم لینے چلا گیا تھا

موسم بہت خوش گوار تھا وقفے وقفے سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اسے چھو کے گزر رہے تھے وہ اپنی سامنے کھیلتے بچوں کو دیکھ رہی تھی اس کے لب مسکرا رہے تھے مسکرانا اس کی خوبی تھی بلاوجہ ہی مسکراہٹ اس کے چہرے پہ احاطہ کیے رکھتی تھی ابھی بھی وہ مسکرا رہی تھی دور سے دیکھتا رمض شہریار اس کی مسکراہٹ میں کھو سا گیا تھا وہ ہر روز اس کے گھر کے سامنے کھڑا اس کے باہر آنے کا انتظار کرتا تھا بس ایک نظر دیکھنے کی چاہ نے اسے مجبور کیا ہوا تھا آج وہ دو دن بعد اسے دیکھی تھی وہ جی بھر کے اسے دیکھنا چاہتا تھا اس نے جینز کی جیب سے اپنا موبائل نکلا اور موبائل پہ کچھ ٹائپ کر کے دوبارہ اس نے موبائل کو جیب میں اڑسا۔اسی وقت حیا کے موبائل نے میسج ٹون کا پیغام دیا تھا اس نے بچوں سے نظریں ہٹا کے موبائل کو دیکھا جہاں پھر سے انجانا سا نمبر جگمگا رہا تھا حیا کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی اس کے آبرو خفگی سے سکڑے تھے

اس نے پیغام کو کھولا جہاں پھر سے فارسی میں لکھے گئے الفاظ اس کو منہ چڑھا رہے تھے

تو عشق من هستی

www.Novelshub.pk

ان الفاظ کو اس نے زیر لب دوہرایا تھا نیچے پھر سے وہی چھوٹے سائز کے الفاظ دیکھ کے ناک پہ پڑئے بل گہرے ہوئے تھے دو دن تک وہ ان الفاظ میں الجھی رہی تھی جو کہ اسے کچھ ادھورے سے لگ رہے تھے اس کا دل کیا تھا بھیجنے والے کو بالوں سے جھکڑ کے اپنے سامنے کھڑا کرے اور اس سے پوچھے "مطلب کیا ہے اس کا؟" لیکن ہائے رے دل کے ناپورے ہونے والے ارمان۔ اس نے غصے سے موبائل کو بینچ پہ پٹخا دور کھڑا رمض شہریار اس کے تاثرات سے محفوظ ہو رہا تھا وہ اب قدم بڑھاتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا بات کرنے کو دل مچل رہا تھا وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا وہ اس کے عین سامنے جا کے تھوڑے فاصلے پہ کھڑا ہو گیا چہرے پہ کسی کو اچانک دیکھ لینے کے تاثرات وہ راستے میں سے کہیں سے پکڑ لایا تھا

"آپ حیا ہے نا۔۔۔" ہائے اس کا انجان بننا

اپنے پاس سے آتی جانی پہچانی آواز پہ اس نے پوچھنے والے کی طرف دیکھا سامنے وہ حیران سا اس کے جواب کے انتظار میں کھڑا تھا

"آپ یہاں۔۔۔۔" حیا اسے پہچان گئی تھی خوشگوار تاثر لیے وہ اٹھ کھڑی ہوئی

"میں تو یہاں روز آتا ہو آپ کو آج پہلی دفعہ دیکھا ہے۔۔۔۔" وہ کتنی صفائی سے جھوٹ بول رہا تھا بنا پوچھے اس کا واضحت دینا اس کے جھوٹے ہونے پہ مہر لگا رہا تھا لیکن سامنے حیا تھی اس نے غور نہیں کیا تھا

"پہلی دفعہ تو نہیں لیکن کافی دیر بعد آئی ہو یہاں۔۔۔"

"اکیلی آئی ہیں۔۔۔؟۔" وہ تو ایسے پوچھ رہا تھا جیسے وہ جانتا ہی نہیں تھا کہ وہ۔ اپنے بھائی کے ساتھ آئی ہے ۔انجان بننے کا تاثر بھی تو دینا تھا ناہ

www.Novelshub.pk

"نہیں اپنے بھائی کے ساتھ آئی ہو۔۔۔" ہوا کا ٹھنڈا جھونکا دونوں کو چھو کے گزرا تھا حیا نے ہوا کی شرارت پہ اپنی آنکھوں پہ پلکوں کی باڑ گرائی تھی سنہری آنکھیں چھپ گئیں تھی ان کو دیکھتا رمض شہریار اپنی جگہ پہ جم سا گیا تھا کتنا خوبصورت منظر تھا وہ اس منظر کو قید کر لینا چاہتا تھا لیکن وہ منظر اگلے ہی پل غائب ہوا تھا حیا نے حیرانگی سے اپنی سنہری آنکھوں سے اس کی کالی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ گڑبڑایا

"آپ کا ذخم کیسا ہے۔۔۔؟" اس نے اسکی حیرانگی کو ختم کرنا چاہا

"کون سا ذخم۔۔۔؟" وہ ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی چہرے پہ تاثرات ایسے تھے جیسے پوچھ رہی ہو

"تمہیں کس نے بتایا۔۔؟"

مجھے زو نے بتایا تھا۔۔۔" (پھر سے جھوٹ) اس نے اسکے سوال کا جواب نہیں دیا تھا بلکے اس کے چہرے کے تاثرات کا جواب دیا تھا

حیا نے سمجھ کے سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے اب وہ۔۔۔"

"آپ سے مل کے اچھا لگا۔۔۔ چلتا ہوا اب خیال رکھیے گا اپنا۔۔۔۔۔" اسکی آنکھوں کی چمک اک دم بجھ گئی تھی جو کے حیا کی آنکھوں سے مخفی نہیں رہی تھی اس کا دل جانے کو بلکل بھی نہیں کر رہا تھا لیکن وہ وہاں پہ زیادہ دیر تک رک بھی نہیں سکتا سو اس کے دشمن تھے وہ کچھ بھی کر سکتے تھے وہ اس کو کسی بھی مشکل میں دکھیلنا نہیں چاہتا تھا دل کے ہاتھوں مجبور ہو کہ وہ اس کے نزدیک چلا آیا تھا اب مزید وہ دل کی نہیں مان سکتا تھا حیا کچھ نہیں بولی تھی وہ زیادہ بولتی ہی نہیں تھی وہ مایوس سا پلٹ آیا تھا حیا اسے دور جاتے ہوئے دیکھ رہی

www.Novelshub.pk

تھی اس کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی اس نے موبائل جیب سے دوبارہ نکالا پھر سے کچھ ٹائپ کر کے موبائل کو دوبارہ اس کی جگہ پہ رکھا شوخ سی سیٹی کی دھن بجاتے بنا پیچھے دیکھے وہ آگے بڑھتا چلا گیا تھا

حیا واپس بینچ پہ بیٹھی ہی تھی کہ موبائل نے پھر کسی کے پیغام کا اعلان کیا اس نے چہرے موڑے بینچ پہ پڑے موبائل کو دیکھا جہاں سکرین روشن تھی جس پہ وہی نمبر جگمگا رہا تھا جس کے مالک سے وہ انجان تھی اس نے موبائل کو ہاتھ میں پکڑ کے پیغام کھولا فارسی کے وہی الفاظ جگمگا رہے تھے لیکن اب ان کے نیچے اردو میں ان کا ترجمہ بھی کیا گیا تھا

"تو عشق من ھستی"

"تم میری محبت ہو"

ان الفاظ کو پڑھتے ہی حیا کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا "کون ہے آخر یہ۔۔؟" اس کے ذہین میں سوال گردش کرنے لگا تھا وہ بے یقینی سے سکرین پہ جگمگاتے الفاظ کو دیکھے جا رہی تھی جو اب آہستہ آہستہ مدھم پڑتے جا رہے تھے

"یہ لو حیا تمہاری آئس کریم۔۔۔۔۔" وہ سکرین کو یک ٹک دیکھے جا رہی تھی کہ الیان کی آواز پہ چونکی کسی خوف کے تحت جلدی سے اس نے اپنے موبائل کو اپنی چادر کے نیچے چھپایا الیان اس کی طرف متوجہ نہیں تھا اس لیے وہ اس کی اس حرکت کو دیکھ نہیں پایا تھا حیا نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اپنی آئس کریم لی جو وہ اس کی طرف بڑھائے کھڑا تھا حیا کے آئس کریم پکڑتے ہی وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا وہ دونوں اب اپنی اپنی آئس کریم کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے دِیکھ رہے تھے لیکن یہ تو طے تھا کسی نے اسے اپنے ساتھ ان دیکھے راستوں پر دھکیلنا شروع کر دیا تھا جس کی منزل سے وہ

دونوں انجان تھے جس کا احساس حیا کو جلد ہونے والا تھا

سامنے تھی تمہارے مگر تم نے دیکھا ہی نہیں
کھلی کتاب ہو مگر تم نے پڑھا ہی نہیں
(وفا ظاہرہ)

وہ وہاں سے سیدھا بی جان کی طرف آیا تھا پر وہ گھر نہیں تھیں محلے میں کسی کی عیادت کے لیے گئیں ہوئی تھیں وہ پلٹنے ہی لگا تھا کہ اسے صحن میں کچی مٹی پر بیٹھی وفا نظر آئی وہ گہری سوچ میں گم تھی وہ اس کے پاس چلا آیا اور وہی اس کے سامنے کچی زمین پر آلتی پالتی مار کے بیٹھ گیا

"کیا بات ہے وفا بچے کچھ پریشان لگ رہی ہو۔۔۔۔" اس کے پوچھنے پہ وہ چونکی

"آپ کب آے۔۔۔؟"

"ابھی آیا ہو۔۔ بتاؤ کیوں پریشان ہو؟"

"کچھ دن بعد میرا میڈیکل کے لیے انٹری ٹیسٹ ہے۔۔۔" وہ اپنے گود میں رکھے ہاتھوں کو بے چینی سے دیکھ رہی تھی

"اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے بچے۔ تیاری کرو۔۔"

www.Novelshub.pk

مجھے ڈر لگ رہا ہے اگر میں پاس نہ ہوئی تو۔۔۔" وہ اب اپنے ہاتھوں کو مسلنے لگی تھی

"تو دوبارہ کوشش کر لینا زندگی میں مواقع ملتے ہی رہتے ہیں۔۔۔" چہرے پہ عجیب سے تاثرات لیے وفا نے اس کی طرف دیکھا تھا اسی کے تاثرات دیکھ کے وہ مسکرایا

"دیکھو دنیا میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنی پہلی ہی کوشش پہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جنہیں دو تین دفعہ بھی کوشش کرنا پڑتی ہے اور وہ کرتے ہیں کامیاب ہونے کے لیے۔ اور آخر کار وہ کامیاب ہو جاتے ہیں تم بھی ان لوگوں کی صف میں شامل ہو جانا۔۔ تب تک ہار نہ ماننا جب تک تم کامیاب نہ ہو جاؤ۔۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا اور وہ سمجھ بھی گئی تھی چہرے کے تاثرات مسکراہٹ میں بدلے تھے ایسی مسکراہٹ جس میں کچھ کر جانے کا عزم تھا

"سمجھ گئی۔۔۔؟" شیرو کے پوچھنے پہ اس نے اثبات میں سر ہلایا

"چلتا ہوں اب۔۔ تم تیاری کرو اور اپنا خیال بھی رکھنا۔۔ بی جان کو بھی بتا دینا کہ میں آیا تھا۔۔" وہ اسے ایک ساتھ بہت سی تاکید کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا وہ بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ گئی تھی

"رمض بھائی۔۔ بازار جانا تھا کچھ چیزیں لینی تھیں۔۔۔" وہ اسے جاتا ہوا دیکھ کے فوراً بولی

"ٹھیک ہے تیار رہنا کل لے جاؤں گا۔۔۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا داخلی دروازے کی جانب بڑھ گیا وہ بھی اس کے ساتھ ہی آئی تھی اس کے نکلتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ بھی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی اسے تیاری کرنا تھی جو کہ اس کی کامیابی کی پہلی شرط تھی۔۔۔

----

www.Novelshub.pk

رات گزرتے لمحات کے ساتھ گہری ہو رہی تھی ہر سو خاموشی کا راج تھا آسمان پہ چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہا تھا چودھویں کا چاند تھا جو اندھیرے میں اپنی روشنی بکھرے اک دلکش منظر کی پیش کشی کر رہا تھا وہ چودھویں کے چاند کی دیوانی لڑکی اپنے کمرے کی بالکونی میں تنہا کھڑے کائنات کے اس نظارے کو دیکھنے میں محو تھی ذہین میں اس انجان نمبر کی طرف سے کیا گیا اعتراف محبت کسی چکر کی طرح گھوم رہا تھا اسی وقت اگر شیرو کے گھر میں جانکا جائے تو وہ بھی اپنے گھر کے صحن میں رکھی ہوئی واحد چارپائی پہ بلکل سیدھا لیٹا ہوا تھا اپنے سر کو دونوں ہاتھوں پہ ٹکائے وہ بھی چاند کو دیکھنے میں محو تھا اس نے آج سے پہلے چاند کو کبھی غور سے نہیں دیکھا تھا اور آج وہ چاند سے اپنی نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا رات کی تنہائی میں محبت کرنے والوں کا ساتھی چاند ہی تو ہوا کرتا ہے جس میں ہر محبت کرنے والے کو اپنے محبوب کی شبہ نظر آتی ہے۔ وہ بھی تو آنکھوں کے سامنے چمکتے چاند میں اپنے محبوب کو تلاش کر رہا تھا اس نے ایک لمحے کے لیے چاند سے نظریں ہٹا کہ اپنے موبائل کی جانب کی تھیں مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا اسی وقت حیا کے موبائل پہ وہ انجان سا نمبر پھر سے جگمگایا تھا حیا نے بھی چاند سے نگاہیں پھیریں اب دونوں کی نگاہیں موبائل کی روشن سکرین کو دیکھ رہیں تھیں چاند نے اپنی طرف سے دھیان ہٹ جانے پہ دونوں کو گھورا تھا حیا نے پیغام کھولا وہاں فارسی کے الفاظ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ اسے پھر سے منہ چڑا رہے تھے

ھمیشه به ماه نگاه کنید،،

(کبھی چاند کو دیکھو میری نظر سے)

از دید من باز تاب خود را در ان خواھید دید

(تمہیں اس میں اپنا عکس نظر آئے گا)

تورا دوست خواھم داشت

(مجھے تم سے محبت ہو گی ہے)

اَرہ

(ہاں)

من ھم عاشق ماہ ہستم

(مجھے چاند سے بھی محبت ہو گئی ہے)

(از خود)

پیغام پڑھتے ہی اس کے ماتھے پہ تیوری چڑھی تھی کچھ سوچتے ہوئے اس کی انگلیاں حرکت میں آئی تھیں

شیرو کی جگمگاتی موبائل سکرین پہ پیغام ابھرا تھا

"کون؟؟"

پیغام کو پڑھتے ہی شیرو کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

"دیوانہ ی چشمات"

(تیری آنکھوں کا دیوانہ)

www.Novelshub.pk

حیا کے دل نے شدت سے خواہش کی تھی کہ کاش وہ اس وقت بھیجنے والا کا سر پھاڑ سکتی بنا مزید کچھ پوچھے اس نے موبائل کو پاور آف کیا اور اسے اسی جگہ رکھ دیا جہاں وہ پہلے پڑا ہوا تھا دوسری طرف شیرو کے موبائل کی سکرین مدھم پڑتی جا رہی تھی وہاں مزید کوئی بھی پیغام جگمگانے کی امید نہیں دیکھ رہی تھی اس نے بھی مایوسی سے موبائل کو سائیڈ پہ پٹخ دیا اب وہ دونوں پھر سے چاند کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اک کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی تو دوسرے کے چیرے پہ اداسی۔ دونوں کو پھر سے اپنی طرف متوجہ پا کر چاند مسکرایا تھا۔ طنزایا مسکراہٹ۔ کاش وہ دو دلوں کے جذبات اک دوسرے تک پہنچا سکتا۔ کاش۔۔ اے کاش

اے چاند سنو، کچھ بات کرو۔۔

تیرے بات چلے، میری رات کٹے۔۔

تم بات کرو، اس بستی کی۔۔

بادل بارش اور مستی کی۔۔

یا بات کرو اس بندھن کی۔۔

یا بات کرو ان سپنوں کی۔۔

جنہیں تم بھی سوچا کرتے ہو۔۔

اے چاند سنو، کچھ بات کرو۔۔

تیرے بات چلے، میری رات کٹے۔۔

www.Novelshub.pk

اگلی صبح وہ وفا کو ساتھ لیے بازار آیا تھا اسے خود بھی آج کچھ کام تھا وفا کو شاپنگ مال چھوڑے خود وہ اسی مال کے باہر احاطے میں کھڑا تھا اس کی نظریں مسلسل اپنے شکار کو ڈھونڈ رہی تھیں آج کافی دونوں بعد اسے اپنے ہاتھ صاف کرنے کا موقع ملا تھا دور سے ہی اسے اپنا شکار نظر آ گیا تھا وہ پانچ آوارہ لڑکے تھے جو مال کے داخلی دروازے سے زرا فاصلے پر کھڑے مال میں آتی جاتی لڑکیوں پر بے ہودہ جملے کس رہے تھے مال کا مالک ان لڑکوں سے بہت تنگ تھا اس کے کئی دفعہ منع کرنے کے باوجود بھی وہ باز نہیں آئے تھے اور وہ اپنے مال کے سامنے ان لڑکوں کا لڑکیوں کے ساتھ بدتمیزی کرنا افورڈ نہیں کر سکتا تھا اس نے پولیس سے رجوع کرنے کے بجائے شیر و کے سامنے اپنا مسلۂ رکھا تھا اور شیر و کے لیے یہ بائیں ہاتھ کا کھیل اور زریعہ روزی بھی تھا وہ کیسے انکار کر سکتا تھا اس لیے آج وہ وہاں ان کی خاطر تواضع کے لیے موجود تھا وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سیٹی بجاتے ہوئے ان لڑکوں کی طرف بڑھ رہا تھا ماتھے پہ بندھی سیاہ پٹی اور اس پہ اس کے بکھرے بال اسے پر کشش بنا رہے تھے وہ بنا آس پاس دیکھے اپنے ہدف کی جانب بڑھ رہا تھا وہ اب پانچوں لڑکے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ رہے تھے وہ بھی آہستہ آہستہ قدم بڑھتا ان کے پیچھے چل رہا تھا وہ لڑکے اپنی جیپ پہ سوار ہوئے وہاں سے نکلنے ہی لگے تھے کہ وہ ان کی جیپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اس کا چہرہ نیچے جھکا ہونے کی وجہ سے وہ اس کے چہرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے

"کون ہو تم۔۔۔؟" جیپ میں سوار اک لڑکے نے پوچھا شکل اور حلیے سے وہ ان کا لیڈر لگ رہا تھا

اس کے پوچھنے پہ شیر و نے اپنا سر اوپر اٹھایا ماتھے پہ بندھی سیاہ پٹی بالوں کے نیچے سے جھانک رہی تھی

www.Novelshub.pk

"تمہارہ باپ۔۔۔۔۔۔"

پانچوں کے قہقے بلند ہوئے تھے وہ ان پانچوں کی نسبت دبلا پتلا تھا اس لیے ان کا قہقے لگانا تو بنتا تھا

"ہٹو سامنے سے ورنہ یہی بھون کے رکھ دے گئے تمہیں۔۔۔ جانتے نہیں ہو تم ہمیں ابھی۔۔۔۔۔"

اب کی بار بولنے والا کوئی اور تھا جسے اپنی طاقت پہ بڑا زعم تھا وہ ویسا ہی کھڑا رہا اپنی جگہ سے ایک انچ تک نہیں ہلا تھا اسی اپنی جگہ پہ ایستادہ دیکھ کے پانچوں کے چہرے ایک دوسرے کی طرف اٹھے تھے ایک لڑکا اپنے لیڈر کے اشارے پہ اسے سامنے سے ہٹانے کے لیے جیپ سے اترا وہ اسے بازو سے پکڑ کے ہٹانے ہی لگا تھا کہ شیرو نے اس کا ہاتھ اپنے بازو تک پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ لیا اپنی جگہ سے ہلے بنا شیرو نے اس کے ہاتھ کو اس کے پیچھے لے جا کہ اچھی طرح مروڑا تھا سنسان پڑا پارکنگ ایریا اس لڑکے کی چیخوں سے گونجا تھا بنا اس کی چیخوں کی پرواہ کیے شیرو نے اس کی کمر پہ لات رسید کی تھی وہ وہی منہ کے بل نیچے گرا تھا باقی چار لڑکے ہکا بکا اس کی حالت دیکھ رہے تھے اس کے نیچے گرتے ہی وہ چاروں ایک ساتھ جیپ سے اترے تھے اپنے ساتھی کو مارنے والے کو وہ ایسے کیسے چھوڑ سکتے تھے سب سے آگے ان کا لیڈر تھا اس کے تین ساتھ ابھی پیچھے ہی تھے اس نے شیرو کے منہ پہ مکا مارنا چاہا تھا اس کا ہاتھ اپنے منہ تک پہنچنے سے پہلے ہی شیرو نے تھام لیا تھا دوسرے ہاتھ سے شیرو نے اس کا وار اسی پہ لٹایا تھا اس کے ناک سے تیز خون کی دھار بہی تھی وہ بھی لڑکھڑا کے زمین بوس ہوا تھا مکا اتنا سخت تھا کہ دوسری دفعہ اٹھ کر دوبارہ حملہ کرنے کی اس میں ہمت نہیں رہی تھی اب وہ باقی تینوں کی طرف بڑھا تھا جن میں ایک کے ہاتھوں میں موٹی کی چین تھی تو دوسرے کے ہاتھ میں لکڑی کی بھاری ہاکی تھی تیسرہ خالی ہاتھ تھا اپنے لیڈر کی حالت دیکھ کے اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے وہ

www.Novelshub.pk

شکل سے ہی شیر و کو ڈرپوک لگا تھا شیر و کی چین والے کی طرف بڑھا تھا جس کی سیاہ شرٹ پہ بڑے بڑے سفید انگریزی کے حروف میں لکھا تھا

"RAJU"

"راجو۔۔۔۔۔۔" شیر وزیر لب بڑبڑاتا اس کی طرف بڑھا تھا شیر و کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کے اس نے اپنا کی چین والا ہاتھ ہوا میں بلند کیا تھا شیر و نے اس کے ہاتھ کو خود تک پہنچنے سے پہلے ہی روک لیا تھا ایک ہاتھ سے کی چین کو پکڑے دوسرے ہاتھ سے شیر و نے اس کے پیٹ میں مکا مارا تھا وہ کراہ کی نیچے جھکا تھا اس کے نیچے جھکتے ہی شیر و نے اپنا دایا گھٹنا موڑ کے اس کے جھکے ہوئے ناک پہ مارا تھا ایک دلخراش چیخ ہوا میں گونجی تھی

"ٹونی۔۔ٹونی اس کے سر میں مار۔۔۔۔۔" اپنی ساتھی کو پیٹتا دیکھ کر ڈرپوک لڑکے نے اپنے ساتھ کھڑے ساتھی کو کہا تھا جس کے ہاتھ میں ہاکی تھی اور وہ سوچنے میں مصروف تھا کے آیا مارے یا نہ مارے۔اپنے ساتھی کے کہنے پہ ٹونی نے پہلے تو ہاتھ میں پکڑی ہاکی کو دیکھا پھر شیر و کو اس سے پہلے وہ کچھ کرتا شیر و اس تک پہنچ چکا تھا اس نے اسکے ہاتھ سے ہاکی کھینچ کے اپنی پوری قوت سے مشورہ دینے والے کے سر میں ماری تھی وہ وہی اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑے زمین بوس ہوا تھا مشورے دینے والوں کا انجام یہی ہوا کرتا ہے اب صرف ٹونی بچا تھا جو آنکھوں میں خوف لیے شیر و کو دیکھ رہا تھا اپنے انجام کو سوچتے ہوئے اس کی ٹانگیں تھر تھر کانپ رہیں تھیں

"تمہیں چھوڑ رہا ہو۔۔اپنے ساتھیوں کو اٹھاؤ یہاں سے اور انہیں ہسپتال پہنچاؤ۔۔۔۔" شیر و نے اس کی حالت دیکھتے اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا وہ بس سر کو ہلکی سی جنبش دے سکا تھا خوف سے اس کی پیشانی پسینے سے شرابور ہو چکی تھی

www.Novelshub.pk

اسے ہدایت دیتے وہ اب ان کے سردار کی طرف بڑھا تھا جو وہی زمین پہ لیٹا اپنی ناک کو پکڑے کراہ رہا تھا شیر واس کے اوپر جھکا تھا اسے گریبان سے تھامے اسکے سر کو زمین سے تھوڑا اونچا کیا تھا

تمہیں میں زندہ چھوڑ رہا ہو لیکن اب اگر تم مجھے اپنے ان مسٹنڈوں کے ساتھ اس مال کے ارد گرد بھی نظر آئے ناہ تو پھر تمہیں زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں چھوڑو گا۔۔۔۔"شیر و نے اپنی کالی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھ رکھی تھیں جو لمحہ بالمحہ اپنا رنگ بدلنے میں مصروف تھیں وہ انکھوں میں خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے اس کی رنگ بدلتی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا وہ آنکھیں اسے کچھ بھی کہنے سے باز رکھ رہیں تھیں وہ کچھ بھی کہنے کی پوزیشن میں رہا ہی نہیں تھا

"سمجھے۔۔۔؟"وہ دھاڑا تھا سنسان پڑے پارکنگ ایریا میں اس کی آواز دیواروں کے ساتھ ٹکرا کے واپس لوٹی تھی مزید کچھ بھی کہے شیر و نے اسکے گریبان کو جھٹکا دے کے چھوڑا تھا واپس اسکا سر زمین پہ ٹکرایا تھا شیر و واپس سیدھا ہوا تھا اک نظر سب پر ڈالے اس نے اپنے دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں اڑھا سے۔وہ واپس جانے کے لیے جیسے ہی مڑا اسے اپنے پیچھے وہ نظر آئی تھی جو ماتھے پہ سختی اور نفرت کا تاج سجائے اسے گھور رہی تھی وہ اسے پہچان گیا تھا وہ اس دیکھ کے ہلکا سا مسکرایا اور اس سے بنا کچھ کہے وہ آگے بڑھ گیا تھا لیکن اسکے آگے بڑھتے قدموں کو اسکی سخت اور بھاری آواز نے آگے بڑھنے سے روکا تھا

تمہیں میں زندہ چھوڑ رہا ہو لیکن اب اگر تم مجھے اپنے ان مسٹنڈوں کے ساتھ اس مال کے ارد گرد بھی نظر آئے ناہ تو پھر تمہیں میں زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔" شیر و نے اپنی کالی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھ رکھی تھیں جو لمحہ بالمحہ اپنا رنگ بدلنے میں مصروف تھیں وہ آنکھوں میں خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے اس کی رنگ بدلتی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا

وہ آنکھیں اسے کچھ بھی کہنے سے باز رکھ رہیں تھیں

وہ کچھ بھی کہنے کی پوزیشن میں رہا ہی نہیں تھا

"سمجھے۔۔۔؟" وہ دھاڑا تھا سنسان پڑے پارکنگ ایریا میں اس کی آواز دیواروں کے ساتھ ٹکرا کے واپس لوٹی تھی مزید کچھ بھی کہے شیر و نے اسکے گریبان کو جھٹکا دے کے چھوڑا تھا واپس اسکا سر زمین پہ ٹکرایا تھا شیر و واپس سیدھا ہوا تھا اک نظر سب پر ڈالے اس نے اپنے دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں اڑھا سے۔وہ واپس جانے کے لیے جیسے ہی مڑا اسے اپنے پیچھے وہ نظر آئی تھی جو ماتھے پہ سختی اور نفرت کا تاج سجائے اسے گھور رہی تھی وہ اسے پہچان گیا تھا وہ اسے دیکھ کے ہلکا سا مسکرایا اور اس سے بنا کچھ کہے وہ آگے بڑھ گیا تھا لیکن اسکے آگے بڑھتے قدموں کو اسکی سخت اور بھاری آواز نے آگے بڑھنے سے روکا تھا

www.Novelshub.pk

وہ واپس جانے کے لیے جیسے ہی مڑا اسے اپنے پیچھے وہ نظر آئی تھی جو ماتھے پہ سختی اور نفرت کا تاج سجائے اسے گھور رہی تھی وہ اسے پہچان گیا تھا وہ اسے دیکھ کے ہلکا سا مسکرایا اور اس سے بنا کچھ کہے وہ آگے بڑھ گیا تھا لیکن اسکے آگے بڑھتے قدموں کو اسکی سخت اور بھاری آواز نے آگے بڑھنے سے روکا تھا

"میری بہن سے دور رہنا رمض شہریار۔۔۔" اس کی سخت آواز چار سو گونجی تھی وہ مڑا تھا بھونیں نا سمجھی سے سکڑئی تھیں وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی آنکھوں میں نفرت لیے۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا ماہنور نے اپنے قدم اس کی طرف بڑھائے تھے اس سے زرا فاصلہ پہ رک کر اس نے اپنی آنکھیں اس کی کالی آنکھوں میں گاڑھی تھیں

"تم جیسے اس کے قابل نہیں ہیں۔۔۔" اس کے ایک ایک لفظ سے شیر و نے اپنے لیے نفرت محسوس کی تھی اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر وہ وہاں سے چلی گئی تھی وہ ہی کھڑا رہ گیا تھا اس کے ذہین میں سوال اٹھا تھا

"کیا وہ سب جانتی ہے۔۔؟

مگر کیسے۔۔۔؟"

وہ ماہنور تھی

محبت کی مسافر

وہ محبت کے راستے چلنے والے ہر راہی کو پہچان سکتی تھی

وہ اسے کیسے نہ پہچانتی؟

www.Novelshub.pk

شیر و سے پہلی ملاقات کے وقت ہی اس شک ساہوا تھالیکن اس کے شک پہ مہر شیر و کی حیا سے کل ہوئی ملاقات نے لگائی تھی وہ حیا اور الیان کے پیچھے پارک آئی تھی شیر و کو حیا کے ساتھ دیکھ کے وہ ٹھٹکی تھی باتوں کے دوران شیر و کی آنکھوں کی چمک اسے سب کچھ باور کرواگئی تھی وہ وہی سے واپس مڑ آئی تھی اب اسے وہاں دیکھ کے اس نے اسے وارننگ دینا ضروری سمجھا تھا وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بہن سے محبت لوگوں کی ہڈیاں توڑنے والا اک غنڈہ کرے۔

یہ منظر تھانے کے اندر تفتیشی کمرے کا تھا کمرے کے وسط میں گول دائرہ نما لکڑی کا میز پڑا ہوا تھا میز کے گرد تکون کی شکل میں تین کرسیاں رکھی گئیں تھیں ایک کرسی پہ اے ایس پی خنان بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے بلیک ٹائیگر بیٹھا تھا تیسری کرسی پہ انسپکٹر اسلم ہاتھ میں پین پکڑے بیٹھا تھا اس کے آگے میز پر سفید رنگ کے کاغذ پڑے ہوئے تھے میز کے عین اوپر ایک بڑا سا بلب لگا ہوا میز سے وہ چند انچ کے فاصلے پر تھا اس کی روشنی وہاں بیٹھے تینوں نفوس کے چہروں پر پڑ رہیں تھیں باقی سارہ کمرہ اندھیرے کی آمجگاہ بنا ہوا تھا

"تو پھر تم تیار ہو۔۔۔؟" کمرے میں اے ایس پی خنان کی آواز گونجی تھی ڈی آئی جی سے بات کرنے کے بعد اب وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا اسے یقین دلا دیا گیا تھا کہ اس کے ساتھ تعاون کیا جائے گا

"میں تیار ہو۔۔۔" اس کی نقاہت زدہ آواز دونوں نے سنی تھی اس نے بتانا شروع کیا تھا آخر کار اس نے سب بتا دیا تھا اس کی خاموشی بڑی خطرناک ثابت ہوئی تھی

www.Novelshub.pk

دوسری طرف عابد شیر و کے سامنے بیٹھا اسے ساری تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا وہ تفصیلات جو اس نے موکی کے بیٹے کے بارے میں اکھٹی کی تھیں

ان کی تفتیش ختم ہو چکی تھی وہ سب چیمے اور شیر و کے بارے میں جان چکا تھا لیکن حیا پہ گولی کس نے چلائی تھی اس سے ابھی بھی وہ ناواقف تھا سب جاننے کے بعد بلیک ٹائیگر کو اس کی جگہ پہنچا دیا گیا تھا اب وہاں صرف وہ دونوں بیٹھے تھے

"ہم ابھی دونوں کو محض ایک بندے کے بیان پہ گرفتار نہیں کر سکتے ہمیں دونوں کو گرفتار کرنے کے لیے مضبوط ثبوت چاہیے۔۔۔" اے ایس پی خنان سوچ سوچ کے بول رہا تھا

"سر چیمے کی فائل پہ ہم پہلے ہی کام کر رہے ہیں کچھ ثبوت بھی ہمارے ہاتھ لگ چکے ہیں۔۔۔" اسلم بولا تھا

"ہمم۔۔وہ غدار ملک سے باہر چلا گیا ہے۔جب تک وہ واپس نہیں آجاتا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔"

"اس کے واپس آنے تک اس کے خلاف اریسٹ وارنٹ بنوالو۔اسلم۔۔۔"

"ٹھیک ہے سر۔۔۔۔"

باقی بچا شیر واس کے بارے میں پتا کرواؤ۔۔۔۔ پہیلی ہماری سلجھنے والی ہے۔۔۔۔" وہ اسلم سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

www.Novelshub.pk

مجھے کسی ضروری کام سے جانا ہے میں چلتا ہو تم پیچھے سے خیال رکھنا کوئی بھی گڑبڑ ہو مجھے فوراً فون کر دینا ۔۔۔۔" اس نے میز پہ پڑی اپنی چھڑی اٹھائی اور باہر کی طرف بڑھ گیا اس کے کمرے سے باہر نکلتے ہی اسلم نے تھک ہار کر اپنا سر میز پہ پڑے سفید کاغذوں پہ رکھا جن پہ اب نیلی روشنائی سے کچھ الفاظ اپنے لکھے ہونے کا ثبوت دے رہے تھے

ان کی پہیلی کے دو اجزاء جو غائب تھے انہوں نے اپنی موجودگی کا پتا دے دیا تھا

اب یا تو کہانی نے نئے سرے سے جنم لے گئی

یا پھر

اپنے اختتمام کو پہنچ گئی

"تو پھر بھائی جانے کی تیاری شروع کریں۔۔۔" ساری تفصیلات بتانے کے بعد عابد نے شیر و سے پوچھا وہ دونوں اس وقت

گھر سے باہر ڈھابے میں بیٹھے ہوئے تھے دونوں کے ہاتھ میں چائے کی پیالیاں تھیں

"ہاں تیاری شروع کرو ہمیں حیسے کے آنے سے پہلے کامران کے بیٹے کو وہاں سے نکالنا ہے۔۔۔ تم صبح میری بائیک لے کے نکل جانا میں پرسوں وہاں پہنچ جاؤ گا۔۔۔۔" شیر و کی چائے ختم ہو چکی تھی اس نے ہاتھ میں پکڑی چائے پاس پڑی میز پہ رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا

"اب آپ کہا چلے؟؟" اسے اٹھتا دیکھ کے عابد نے پوچھنا ضروری سمجھا

www.Novelshub.pk

اک کام ہے وہ کر کے آیا تم یہاں سے سیدھا گھر جانا اور اپنی جانے کی تیاری شروع کر دینا۔۔۔رات کا کھانا خود آ کے میں بنا لوں گا۔۔" عابد کو تاکید کر تا وہ چلا گیا تھا پیچھے عابد نے اپنے ہاتھ میں موجود پیالی کو دیکھا جس میں چائے ابھی موجود تھی ایک ہی گھونٹ میں اس نے چائے ختم کی اور پیالی کو وہی پہ رکھے اٹھ کھڑا ہوا اب اس کا وہاں بیٹھنا فضول تھا وہ گنگناتے ہوئے گھر کی جانب بڑھ گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،،،،،،

وہ آج کافی دنوں بعد یونیورسٹی آئی تھی سارا وقت علیزہ اس کے ساتھ چمٹی رہی تھی اب بھی وہ لائبریری سے نکل کر واپسی کے لیے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ رہیں تھیں جیسے ہی انہوں نے گیٹ سے باہر قدم رکھے اک لڑکے نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا

"باجی گل سنو زرا۔۔۔" وہ پٹھان لڑکا گیارہ بارہ برس کا تھا جو ہاتھ میں مختلف پھولوں سے آراستہ گلدستے کو پکڑے کھڑا تھا

"جی سناؤ چھوٹے خان۔۔۔۔" حیا کو وہ بہت کیوٹ لگا تھا

"باجی یہ تمہارے لیے۔۔۔۔" اس نے ہاتھ میں پکڑے پھول اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"میرے لیے۔۔۔" حیا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جبکہ علیزہ نے ہاتھ بڑھا کے پھول پکڑنے چاہے۔ لیکن لڑکے نے فوراً سے پھول علیزہ کی دسترس سے دور کیے تھے

"یہ تمہارے لیے نہیں ہیں یہ ان کے لیے ہیں۔۔۔۔۔" اس نے علیزہ کو سخت گھوری سے نوازہ۔ حیا اس کے انداز پہ مسکرا دی تھی

www.Novelshub.pk

"زیادہ بکواس نہیں کرو دو ادھر۔۔۔۔" علیزہ نے بھی بدلے میں اسے آنکھیں دیکھائی۔ لیکن اس پہ کوئی اثر نہیں ہوا تھا لڑکے نے اسے ہاتھ کے اشارے سے ایسا تاثر دیا جیسے کہہ رہا ہو

"دفعہ ہو"۔

"باجی پکڑ لیں ناہ مجھے جانا ہے بہت کام پڑا ہے میرا۔۔۔" چہرے پہ معصومیت لاتے ہوئے اس نے پھول حیا کے آگے کیے تھے حیا کبھی پھولوں کو دیکھتی کبھی اس کے معصومیت بھرے چہرے کو۔

"لے لو حیا کسی مجنوں نے دیے ہوں گئے۔۔۔" علیزہ نے مشورہ دیا تھا

"کس نے دیے ہیں۔۔۔؟" حیا نے پھول پکڑتے ہوئے استفسار کیا

"وہ صاحب کون تھا؟ یہ تو میرے کو نہیں پتا۔۔" اس نے صاف لاعلمی ظاہر کر دی تھی

"اچھا اس کا حلیہ کیسا۔۔۔۔۔۔"

حیا کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے کیونکہ وہ جا چکا تھا اس نے پھولوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا اندر اک کارڈ رکھا ہوا تھا ابھی وہ کارڈ کو نکالنے ہی لگی تھی کہ خنان وہاں پہنچ گیا

"چلے حیا۔۔۔؟ وہ موبائل میں مصروف سا بولا تھا حیا کے ہاتھ میں اس نے پھول نہیں دیکھے تھے پھولوں کا گلدستہ چھوٹا تھا اس کے بیگ میں با آسانی آسکتا تھا جلدی سے حیا نے انہیں بیگ میں پھینکنے کے انداز میں رکھا ،وہ خنان کی کسی بھی سوال کا جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی اسے یہی ٹھیک لگا تھا علیزہ نے اس کی حرکت کو نا سمجھی سے دیکھا حیا نے اسے آنکھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کیا

"جی بھائی چلے۔۔۔" خنان سے کہتے وہ علیزہ کا ہاتھ پکڑے گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی علیزہ کو اسی نے ڈراپ کرنا تھا سارا رستہ خاموشی سے کٹا تھا خنان کی موجودگی میں علیزہ بھی بولنے سے پرہیز کرتی تھی علیزہ کو

www.Novelshub.pk

ڈراپ کرنے کے بعد وہ جیسے ہی گھر پہنچے وہ سیدھی اپنے کمرے میں گئی تھی بیگ میں رکھے پھول اسے مجرم بنا رہے تھے اسنے شکر ادا کیا تھا کہ ماہنور کمرے میں نہیں تھی اس نے جلدی سے بیگ میں سے پھول نکلے اور پھولوں کے بیچ رکھے کارڈ کو باہر نکالا

"تم میرے دل کا پسندیدہ شخص بن گئی ہو
تمہارے ذکر پہ میری روح مسکرانے لگی ہے"

کارڈ پہ صرف دو لائینیں لکھی تھی ان کے نیچے وہی دو الفاظ لکھے تھے

"من سودائی"

جو بھیجنے والے کی نشان دہی کر رہے تھے اس کے ماتھے پہ بل پڑے تھے اس نے ہاتھ میں پکڑے کارڈ کو اپنی مٹھی میں بے دردی سے مسلا تھا کارڈ پہ لکھے الفاظ نے اپنی بے قدری پہ اسے اداس نظروں سے دیکھا تھا وہ دو قدم آگے بڑھی تھی اور مٹھی میں دبوچے کارڈ کو باسکٹ میں اچھال دیا تھا اس کے بیگ کے پاس رکھے مختلف رنگوں کے پھول اسکی ہر حرکت کو نوٹ کر رہے تھے اس نے مڑ کر ان پھولوں کو دیکھا تھا اسی اپنی طرف تکتا پا کر وہ شرمندگی سے نظریں چرا گے تھے اس کا دل کیا تھا ان کو بھی اٹھا کہ باسکٹ میں پھنک دے لیکن وہ یہ نہیں کر سکتی تھی وجہ اس کی پھولوں سے محبت تھی وہ دو قدم چل کے واپس ان کے پاس آئی تھی انہیں ہاتھ میں پکڑ کے ہلکا سا مسکرائی۔ وہ اپنا غصہ ان بے جان پھولوں پہ نہیں اتار سکتی تھی اس نے ان پھولوں کو کاغذ کے بنے گلدستے سے آزاد کیا اور اپنی سٹڈی ٹیبل پہ پڑے خالی گلدان میں سجا دیا اور خود واشروم فریش ہونے کے لیے چلی گئی پھولوں نے مسکراتے ہوئے واشروم کے بند دروازے کو دیکھا تھا اور پھر اپنی خوشبو سے اس کے کمرے کو معطر کرنے میں مصروف ہو گے تھے

رات گہری ہو رہی تھی سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے وہ اپنے کمرے میں جانے کے بجائے باہر لان میں نکل آئی تھی رات کی چلتی ہوا سردی کی آمد کا پتا دے رہی تھی وہ نرم گھاس پہ آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہی تھی ذہین میں دوپہر والا واقعہ گھوم رہا تھا اس کا موبائل زرا فاصلے پہ پڑی میز پہ پڑا ہوا تھا موبائل کی سکرین روشن ہو کہ پھر مدھم ہوئی تھی لیکن اس نے دھیان نہیں دیا تھا وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ اچانک اسے اپنے قدموں کے ساتھ کسی اور کے قدم بھی اٹھتے ہوئے محسوس ہوئے اس نے زرا سی گردن موڑ کے اپنے ساتھ قدم ملاتے وجود کو دیکھا وہ ماہ نور تھی جو اس کے دیکھنے پہ ہلکا سا مسکرائی

اس نے اپنی گردن کو واپس سیدھا کیا

"اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟" ماہ نور نے پوچھا تھا وہ دونوں اب ساتھ ساتھ قدم اٹھا رہیں تھیں

"نیند نہیں آرہی تھی سوچا اندر کروٹیں بدلنے سے بہتر ہے کہ باہر چلتی ہوا سے لطف اندوز ہوا جائے۔۔۔" اس کی بات سنتے ہی ہوا نے اپنی رفتار میں اضافہ کیا تھا

"تم جب سے یونی سے آئی ہو کچھ کھوئی کھوئی ہو۔۔ خیریت؟" وہ حیا کہ ہر موڈ کو پہچان لیتی تھی

"نہیں۔۔۔ خیریت نہیں ہے۔۔۔" وہ جھوٹ بہت کم بولتی تھی اور ماہ نور سے وہ چاہ کی بھی جھوٹ بول نہیں پاتی تھی

ماہ نور کے آگے بڑھتے قدم وہی رک گے تھے حیا نے بھی آگے قدم نہیں بڑھائے تھے

"کیا بات ہے حیا۔۔۔؟" اس کا لہجہ یک دم فکرمندی میں ڈھل گیا تھا حیا نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا سوائے میسج والی بات کے۔ اب وہ دونوں لان میں بنی سیڑھیوں پہ بیٹھی ہوئی تھیں

www.Novelshub.pk

"تمہیں پتا ہے وہ کون ہے۔۔۔؟" ماہ نور نے ذرا سی گردن ترچھی کر کے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"نہیں۔۔۔۔" حیا نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔

لیکن ماہ نور جانتی تھی وہ کون ہے

"حیا تمہیں علیزہ کا منہ بولا بھائی کیسا لگتا ہے۔۔۔؟" اب وہ حیا کو نہیں دیکھ رہی تھی اپنے سامنے کیاری میں ہوا کے جوبن پہ لہراتے پودوں کے پتوں کو دیکھ رہی تھی حیا نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا اس وقت وہ اس سے یہ سوال کیوں پوچھ رہی تھی وہ سمجھ نہیں پائی تھی

"دو تین دفعہ میری اس سے ملاقات ہوئی ہے کافی اچھا لگا ہے وہ مجھے۔۔۔۔۔" اس نے سچ بولا تھا

"لیکن حیا وہ مجھے پہلی ملاقات سے ہی اچھا نہیں لگا تھا وہ ایک غنڈہ ہے اور غنڈے کبھی بھی اچھے نہیں ہوتے۔۔۔۔۔" اس کی بات پہ لہلاتے پتے اک دم ساکت ہوئے تھے

"سب ایک جیسے نہیں ہوتے ماہ نور۔۔۔ کچھ اچھے بھی ہوتے ہیں۔۔۔" نا جانے کیوں اسے ماہ نور کی بات بری لگی تھی ماہ نور نے اس کی طرف دیکھا، شاید وہ اس کے چہرے سے کچھ تلاشنا چاہ رہی تھی وہاں رمض شہریار کے لیے پسندیدگی کی جھلک اسے دیکھائی دی تھی وہ مزید کچھ کہہ نہیں پائی تھی بس اسے یک ٹک دیکھے گئی تھی

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔؟" اس کے یوں دیکھنے سے حیا کو الجھن ہوئی تھی

"ایسے ہی۔۔۔۔ چلو اب اندر چلتے ہیں رات کافی ہو گئی ہے۔۔" ماہ نور اٹھ کھڑی ہوئی

www.Novelshub.pk

"تم جاؤ۔۔۔میں تھوڑی دیر تک آتی ہو۔۔۔" حیا نہیں اٹھی تھی

"ٹھیک ہے لیکن پھر جلدی آجانا مجھے دوبارہ نہ آنے پڑے۔۔۔۔۔" اس نے رعب جمانا چاہا

"وہ میرا موبائل پکڑاتے جانا۔۔۔۔۔" اسے جاتا دیکھ کے حیا نے میز کی طرف اشارہ کیا جہاں اس کا موبائل پڑا ہوا تھا

"یہ لو۔۔۔" حیا کو موبائل تھماتے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی تھی اسے کسی انہونی کے ہونے کے احساس نے اپنے گھیرے میں لینا شروع کر دیا تھا اس کے جاتے ہی ساکت ہوئے پتے پھر سے ہوا کے ساتھ مستی کرنے شروع ہو چکے تھے

حیا نے موبائل کی مدھم پڑی سکرین کو چھوا تھا اس کے چھوتے ہی سکرین روشن ہوئی تھی سامنے سکرین پہ وہی انجانہ سا نمبر جگمگا رہا تھا اس نے نمبر کو چھوا تو وہ مختلف الفاظ میں بکھر گیا

"جانتا ہو میری آج کی حرکت سے تمہیں غصہ بہت آیا ہو گا میں معزرت خواہ ہو آئندہ ایسا نہیں کرو گا۔۔۔"

نیچے دو اموجی تھے جو معصوم سی شکل بنائے اسے دیکھ رہے تھے

"کون۔۔۔؟" حیا نے پھر سے پوچھا اس امید کے تحت شاید اب کی بار وہ بتا دے

وہ بھی شاید اسی کے میسج کے انتظار میں موبائل ہاتھ میں پکڑے بیٹھا تھا فوراً سے اسے جواب وصول ہوا تھا

www.Novelshub.pk

"رمض شہریار عرف شیرو۔۔"

اب کی بار وہ مایوس نہیں ہوئی تھی اس نے بتا دیا تھا اس کے لیے یقین کرنا مشکل تھا وہ بار بار اس کے نام کو دوہرا رہی تھی آنکھوں میں حیرت اور خوف آسموئے تھے اس نے جلدی سے موبائل پاور آف کیا تھا اور جلدی سے اٹھ کے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی اس کا دل تیز رفتار سے دھڑک رہا تھا

"کیوں؟"

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے بیڈ کی طرف نظر دوڑائی وہاں ماہ نور سو رہی تھی وہ بھی اس کے ساتھ آکے لیٹ گئی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی نظریں بار بار بھٹک کے سٹڈی ٹیبل پہ پڑے پھولوں کی طرف اٹھ رہیں تھیں ذہین میں اس کے ساتھ ہوئی پہلی ملاقات کی یاد بیدار ہونا شروع ہو چکی تھی اسی یاد کو سوچتے ہوئے وہ نیند کی وادیوں میں کب کھو گئی اسے پتا نہیں چلا تھا

دوسرے طرف شیرو جانتا تھا اب اس کا دوبارہ میسج نہیں آئے گا اس لیے وہ بھی اب میسج کا انتظار کیے بنا موبائل پہ اس کی جگمگاتی تصویر کو دیکھ رہا تھا عابد کی تیاری مکمل ہو چکی تھی صبح ہوتے ہی اسے بلوچستان کے لیے نکل جانا تھا کیونکہ موکی کا بیٹا اس وقت بلوچستان میں تھا چیمہ اسے ایک مخصوص جگہ پہ نہیں رکھتا تھا وہ اس کی جگہ بدلتا رہتا تھا ابھی وہ خواب خرگوش کے مزے لیتا اس کے پاس ہی سویا ہوا تھا آج صحن میں ایک چارپائی نہیں تھی بلکہ دو تھیں ایک پہ عابد تھا اور دوسری پہ شیرو۔

"تم جیسے اس کے قابل نہیں۔۔۔۔۔"

تصویر کو دیکھتے ہوئے اسے ماہ نور کی کہی بات یاد آئی تھی ماہ نور کے الفاظ بہت سخت تھے اسے اپنے چاروں طرف ان الفاظ کی بازگشت سنائی دینے لگی تھی اس نے جلدی سے موبائل کو اپنے تکیے کے نیچے رکھا اور خود آنکھیں موند گیا ان الفاظ سے پیچھا چھوڑانے کی اک ناکام کوشش کی تھی اس نے۔ لیکن وہ الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح اس کے ذہن میں ضربیں لگا رہے تھے اس نے بھی آنکھیں نہیں کھولی تھیں ضربوں سے اٹھتی ٹھیسوں کو برداشت کرنے کے لیے اس نے سختی سے آنکھیں میچ رکھیں تھیں اس کی ہمت دیکھ کہ الفاظ تھک ہار کر اپنی آواز کو سرگوشی میں بدلنے لگے تھے پھر آہستہ آہستہ وہ سرگوشی بھی خاموشی میں تبدیل ہو گئی تھی اور وہ بھی ان الفاظ سے جنگ لڑتا نیند کے آغوش میں چلا گیا تھا

الفاظ بہت طاقت رکھتے ہیں ہتھیار سے بھی زیادہ۔ ہتھیار تو بیرونی ذخم دیتے ہیں جبکہ الفاظ روح تک کو گھائل کر دیتے ہیں

خنان کو اپنے آفس کی طرف بڑھتا دیکھ کر انسکڑ اسلم بھی اس کے پیچھے آفس کی طرف بڑھا تھا خنان نے اپنی کرسی سنبھالی اور اسلم نے سلوٹ کرنے کے بعد اس کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھنا مناسب سمجھا اس کے ہاتھ میں نیلے رنگ کی ایک فائل تھی جو اس نے اپنے اور خنان کے درمیان پڑی میز پہ رکھی

"ڈی آئی جی نے شیرو کے خلاف اریسٹ وارنٹ بنوانے سے منع کر دیا ہے۔۔۔" اسلم نے بات کا آغاز کیا

"کیوں۔۔۔؟" خنان کی بھونیں ناسمجھی سے سکڑی تھیں

www.Novelshub.pk

"یہ تو انہوں نے نہیں بتایا۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے شیر و پولیس کے کافی کام آ چکا ہے جس تک پولیس نہیں پہنچ پاتی تھی اس تک ڈی آئی جی کے حکم سے شیر و پہنچ جاتا تھا اور میں نے بھی پتا کروایا ہے وہ ماضی میں کسی بھی سنگین کیس میں ملوث نہیں رہا اس کا پچھلا سارا ریکارڈ کلئیر ہے اس نے کبھی بے گناہ انسان کو نقصان نہیں پہنچایا وہ مظلوموں کے لیے ایک میسحا ہے۔۔۔" اسلم اس سے کافی متاثر نظر آ رہا تھا

"لیکن وہ ہیروں والے کیس میں ملوث ہے یہ ہمیں بلیک ٹائیگر نے بتایا ہے اور مجھے لگتا ہے وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔۔۔" خنان کے لیے اسلم کی بات مان لینا مشکل تھا

"سر آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن ہیروں اور بلیک ٹائیگر تک ہمیں پہنچانے والا بھی شیر و ہی ہے۔۔ ہمیں اس دن جو کال موصول ہوئی تھی اس کے بارے میں پتا چل چکا ہے وہ کال ہمیں شیر و کے بندے عابد نے کی تھی۔۔۔"

"ہو سکتا ہے اس کے بندے نے اس کے ساتھ غداری کی ہو۔۔۔"

"نہیں سر یہ سوال پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ اسلم نے نفی میں سر ہلایا۔۔ سر ے وہ ان دونوں کا پلین تھا انہوں نے ایسا کیوں کیا یہ تو اب ان سے مل کے ہی پتا چل سکتا ہے۔۔۔"

"تو پھر ٹھیک ہے بلاؤ اسے پوچھتے ہیں اس سے اسنے ایسا کیوں کیا۔۔؟" خنان کی بات پہ اسلم نے زرا سا سر جھکایا

"سر وہ خود کسی سے بھی ملنے نہیں آتا۔۔ ہمیں خود اس سے ملنے اس کے گھر جانا پڑے گا۔۔۔"

"وہ کوئی پرائم منسٹر ہے جو اس سے ملنے کے لیے ہمیں خود جانا پڑے گا۔۔۔" خنان کے ماتھے پہ بل نمودار ہوئے تھے

www.Novelshub.pk

"سر یہ ہی سمجھ لے وہ اپنے علاقے کا پرائم منسٹر ہی ہے۔۔۔" وہ توشیرو کا فین ہی بن چکا تھا

"تو پھر ٹھیک ہے اس منسٹر سے ملاقات کا وقت بھی لے لو۔۔۔" اس کا لہجہ طنزیا ہو گیا تھا اسلم کی بتیسی نکلتے نکلتے ہی رہ گئی تھی

"سر یہ فائل۔۔۔۔۔" اسلم نے اپنے سامنے رکھی نیلے رنگ کی فائل اٹھا کے اس کی طرف بڑھائی

"یہ کون سی فائل ہے۔۔۔۔۔؟" ماتھے پہ پڑے بل نا سمجھی سے سکڑے تھے

"سر یہ چیمے کی فائل ہے اس میں کچھ ثبوت ہیں جو کہ ہمارے لیے بہت معاون ثابت ہو گئے۔۔۔" اسلم نے تفصیل بتائی

خنان نے فائل کھول کے میز پہ رکھی پھر وہ دونوں فائل کا بغور مطالعہ کرنے میں مصروف ہو گئے

وہ اپنے لیے چائے بنا کہ لاؤنج میں آ بیٹھا تھا عابد فجر کے وقت ہی گھر سے نکل چکا تھا شیرو کی تیاری بھی مکمل تھی جو عابد کے زریعے ہی ممکن ہوئی تھی آج گھر کافی سونا سونا سا لگ رہا تھا اس کا چہرہ بھی اکتایا ہوا الگ رہا تھا اس نے اپنے سامنے رکھی ٹیبل سے ٹی وی کا ریموٹ اٹھایا وہ ٹی وی آن کرنے کے لیے ریموٹ کا بٹن دبانے ہی لگا تھا کہ دروازے پہ ہوتی دستک نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا دستک سنتے ہی وہ جنھجھلایا وہ جانتا تھا کہ اس وقت کون ہو گا ریموٹ کو واپس اس کی جگہ پہ رکھے وہ اٹھ کھڑا ہوا چائے کا کپ بھی وہی ریموٹ کے پاس پڑا رہ گیا وہ تقریباً تیس سکینڈز میں دروازے تک پہنچا تھا دروازے کے پاس پہنچتے ہی اس نے دروازہ کھولا سامنے ہی اے ایس پی خنان اور انسپکٹر اسلم کھڑے نظر آئے وہ دونوں پولیس یونیفارم کے بجائے گھریلوں لباس میں تھے خنان نے کالے رنگ کی قمیض شلوار پہن رکھی تھی جب کے اسلم نے ہلکے سرمئی

رنگ کی۔ وہ دونوں اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جو کہ شائد دروازہ کھول کے بھول گیا تھا کہ انہیں اندر آنے کی دعوت بھی دینی ہے۔

"جی فرمائیں۔۔۔" کافی دیر بعد شیر و نے استفسار کیا

"اسلام علیکم۔۔۔!" اسلم نے اس کے سوال کو ایک سائیڈ پہ رکھ کے رسماً سلام کیا اور ساتھ ہی مصافحے کے لیے ہاتھ بھی بڑھایا جبکہ خنان اسے تیکھی نظروں سے دیکھتا رہ گیا

"یہ تو کافی اکڑو ہے۔۔۔" شیر و کے لہجے کی بدولت خنان کے دماغ نے اس کے بارے میں رائے دی تھی

"وعلیکم سلام۔۔۔" شیر و نے بھی رسم نبھائی اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھی تھام لیا اسلم کے ساتھ مصافحے کے بعد اس نے خنان سے بھی مصافحہ کیا

"ہم بیٹھ کے بات کر سکتے ہیں۔۔۔؟" اسلم نے جھجھکتے ہوئے پوچھا

"آجائیں۔۔۔۔" وہ سائیڈ پہ ہو گیا اور انہیں اندر آنے کا راستہ دیا وہ اندر بڑھ آئے وہ انہیں اپنے ساتھ لیے میٹنگ روم کی طرف بڑھا گیا

کچھ ہی دیر میں وہ آمنے سامنے بیٹھ چکے تھے

"بلیک ٹائیگر نے ہمیں سب بتا دیا ہے۔۔۔۔" بات کا آغاز اسلم نے کیا

خنان چپ تھا

بلکل چپ۔

کیوں؟

کیوں کے اسے شیر و اک آنکھ بھی نہیں بھایا تھا

www.Novelshub.pk

شیر وکا اکھڑا اکھڑا انداز اسے بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا پہلے تو اس سے ملنے کے لیے انہیں اس سے اجازت لینا پڑی تھی اب اگر وہ اس کی اجازت سے وہاں موجود تھے تو اسے چاہیے تھا کہ ان کے ساتھ وہ اپنا رویہ بہتر رکھتا وہ سیدھے منہ بات بھی نہیں کر رہا تھا خنان کی اسی بات پہ تیوری چڑھی ہوئی تھی اس لیے وہ بھی بس لیا دیا انداز اپنا رہا تھا اب اسے کون بتاتا کہ یہ شیر وکا انداز سب کے لیے مخصوص تھا وہ کسی کے لیے بھی اپنے اس انداز کو بدل نہیں سکتا تھا

"تو۔۔۔۔۔" شیر وکا لہجہ بالکل نارمل تھا جو یہ صاف ظاہر کر رہا تھا کہ

"اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔"

"اس نے آپ کا نام لیا ہے۔۔۔" اسلم نے تمیز داری کا مظاہرہ کیا

"تو کیا مجھے پکڑنے آئے ہو تم دونوں۔۔۔؟" شیر و نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا چہرہ بلکل بے تاثر تھا

"اگر ہمیں تمہیں پکڑنا ہوتا تو یوں پہلے تم سے ملنے کی اجازت نہیں مانگتے سیدھا تمہارے گھر پہ چھاپہ مارتے اور تمہیں ہتھکڑی لگا کہ سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیتے۔۔۔" خنان کا لہجہ شیر و کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا وہ خنان سے متاثر ہوا تھا خنان کی بات پہ اس کی بھونیں ستائشی انداز میں سکڑی تھیں

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ اے ایس پی خنان مرتضی کو ایسا کون سا کام پڑ گیا ہے کہ وہ خود چل کر شیر و کے غریب خانے ملاقات کرنے کے لیے آئے ہیں۔۔۔۔۔" شیر و نے اے ایس پی خنان پہ اچھا خاصہ زور دیا تھا

www.Novelshub.pk

"تمہارے بندے عابد نے ہمیں فون کر کے وہاں بلایا تھا جان سکتا ہوں کیوں ؟۔۔۔" خنان نے مختصر لفظوں میں بات کی تھی اور اس کا انداز بھی بلکل شیر وجیسا تھا

"میں نے کبھی بھی اپنے کیے کام کی کسی کو تفصیل نہیں دی چونکہ تم خود چل کے یہاں آئے ہو تو تمہیں مایوس نہیں کرو گا۔۔۔ حیمے کا کام میں نے محض ایک نئے اڈونچر کے تحت کیا تھا لیکن بعد میں مجھے پتا چلا تھا کہ وہ مجھے آزمارہا ہے وہ مجھے جانچ رہا ہے کہ میں اس کے انڈر کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو کہ نہیں۔۔ لیکن شائد وہ مجھے جانتا نہیں تھا کہ میں کسی کے انڈر کام کرنے والا نہیں ہو میں وہ کرتا ہو جو میرا دل کرتا ہے میں خود پہ حکمرانی کرنے والا ہو کوئی اور میرے پہ حکمرانی کرے مجھے اپنے تابع کرے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بس پھر کیا تھا میں نے اس کے پلین کا ستیاناس کر دیا بیچارہ مجھ سے بھی گیا اور ہیروں سے بھی۔۔۔" شیر و نے افسوس سے گردن دائیں بائیں ہلائی

"تم حیمے کے بارے میں کتنا جانتے ہو؟۔۔۔" خنان نے پھر سوال کیا

"اس سے ملاقات پہلی دفعہ ہوئی تھی اب تم ہی بتاؤ پہلی ملاقات میں کوئی کسی کو کتنا جان سکتا ہے۔۔۔؟" اس کے سوال میں ہی خنان کے سوال کا جواب رکھا تھا خنان نے سمجھتے ہوئے سر کو ہلکی سی جنبش دی اور ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اس کو کھڑا ہوتے دیکھ کہ اسلم بھی اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا

"بتانے کا شکریا۔۔ اب ہم لوگ چلتے ہیں۔۔۔" خنان نے مروتاً اسے بتانا ضروری سمجھا ہاں البتہ انداز تھوڑا طنزیا تھا

"جائیں میں دراوزے تک چھوڑنے نہیں آؤ گا تم لوگوں کو دروازے تک خود ہی جانا پڑے گا۔۔۔۔"شیرو نے تو خنان کی مروت کا لحاظ بھی نہیں رکھا تھا وہ دونوں مزید کچھ بھی کہے وہاں سے نکل آئے تھے شیرو کے رویے نے دونوں کو ہرٹ کیا تھا کوئی گھر بلا کے اتنی عزت سے بھی پیش آسکتا ہے؟

دونوں حیران تھے خنان کے دل میں شیرو کے لیے ناپسندیدگی کی پہلی چنگاری بھڑک اٹھی تھی

اب یا تو اس چنگاری نے شعلہ بننا تھا

یا پھر

راکھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان کے جاتے ہی وہ بھی میٹنگ روم سے باہر نکل آیا اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا لاؤنج سے گزرتے ہوئے ٹیبل پہ رکھے اپنے چائے کے کپ کو اس نے افسوس سے دیکھا تھا جانتا تھا کہ اب چائے پینے کے قابل نہیں رہی ہو گئ اس لیے کپ کو وہی چھوڑے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا گیا، وہ بڑے اہتمام سے تیار ہو کہ پندرہ منٹ کے بعد اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا

وہ جانے سے پہلے اس سے ملنا چاہتا تھا

ساری تیاری اسی کے لیے تو تھی

www.Novelshub.pk

وہ یونیورسٹی کے کھولے احاطے میں گھنے درخت کی چھاؤں تلے بیٹھی کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھی علیزہ لائبریری گئی ہوئی تھی جب کہ وہ اکیلی چھاؤں تلے بیٹھی اپنے پورے انہماک سے کتاب کی طرف متوجہ تھی اپنے پاس کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے اس کا انہماک ٹوٹا تھا اس نے کتاب سے نظریں اٹھائیں اور اس کی نظریں جیسے ہی اوپر اٹھئی سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کے وہ یک دم اٹھ کھڑی ہوئی گود میں رکھی کتاب اس کے یک دم اٹھانے کی وجہ سے اس کے قدموں میں گری تھی

"آپ۔۔۔۔۔۔؟" حیا کی آواز لڑکھڑائی تھی

اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ جھکا نیچی گری کتاب کو اٹھایا

"کتابوں کی عزت کرنی چاہیے تبھی یہ آپ کو اپنے علم سے بہر مند کروائے گئیں۔۔۔۔۔" اس نے وہ کتاب حیا کی طرف بڑھائی تھی اس نے چپ چاپ وہ کتاب تھام لی

"علیزہ کہاں ہے۔۔۔؟" شیر و نے پوچھا

"وہ لائبریری گئی ہے آتی ہی ہوگئی۔۔۔۔۔" آج حیا کو اس سے خوف محسوس ہو رہا تھا بلکل ایسا ہی خوف جو اس سے ہوئی پہلی ملاقات کے دوران اس نے محسوس کیا تھا

مجھے ایک کام کے سلسلے میں کچھ دن کے لیے یہاں سے دور جانا ہے جانے سے پہلے تم سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔

"تمیز تو اسے چھو کہ بھی نہیں گزری تھی اس کا تم کہنا حیا کو برا لگا تھا

"جانے سے پہلے تم سے ایک بات کی یقین دہانی کرنا چاہتا ہو۔۔۔" وہ سید ھا مدعے پہ آیا تھا اس کی نظریں حیا کی جھکی پلکوں پہ ٹھہری تھیں اس نے زرا وقفہ لیا شاید بات کرتے ہوئے اس کو ہچکچاہٹ ہو رہی تھی

"کیا تم میری واپسی کا انتظار کروگئی۔۔۔؟" حیا نے اپنی جھکی پلکیں اٹھائیں تھیں

www.Novelshub.pk

"میں واپس آتے ہی تمہیں تم سے مانگ لو گا۔۔۔۔۔" وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا دونوں کی نظریں ملی تھیں شیرو کی آنکھوں میں محبت کے جگنو چمک رہے تھے جبکہ حیا کی آنکھوں میں ڈر، خوف غصہ بیک وقت ہلکورے لے رہا تھا اس نے ایک غصیلی نظر شیرو پہ ڈالی تھی اس سے کچھ بھی کہے بنا وہ جھکی اور نیچے زمین پہ پڑا اپنا بیگ اٹھایا اسے وہی چھوڑے وہ اپنے بیگ اٹھاتے ہی آگے بڑھ گئی

"میری سوال کا جواب تو دو۔۔۔" اسے آگے بڑھتا دیکھ کے وہ بولا جبکہ وہ نہیں رکی قدموں کی رفتار پہلے سے تیز ہو گئی تھی وہ بھی اس کے پیچھے بڑھا تھا

"رکو۔۔۔۔۔۔" وہ نہیں رکی شیرو تیز تیز قدم اٹھتا اس کے راستے میں اس کے سامنے جا کھڑا ہوا اگر وہ اپنے قدموں کو آگے بڑھنے سے نہ روکتی تو پھر تو ان دونوں کا ٹکرانا لازمی تھا

"ہٹو سامنے سے۔۔۔۔" ہمت کر کے حیا نے اسے گھورا

"جب تک تم میری بات کا جواب نہیں دو گئی نہ تو میں یہاں سے جاؤ گا اور نہ ہی تمہیں جانے دو گا۔۔۔۔۔" شیرو نے اس کی گھوری کو زرا سا بھی خاطر میں نہیں لایا تھا

"تمہارا سوال بہت گھٹیا ہے جس کا جواب دینا میں ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔۔۔" اس نے بھی آپ جانب کے تکلف کو سائیڈ پہ کر دیا تھا

"میں محبت کرتا ہو تم سے۔۔ کیا میرا اتنا بھی حق نہیں کہ تم مجھے آس کی ڈور ہی تھما دو تاکہ میرا چند دن کا سفر با آسانی گزر جائے۔۔۔۔" اب کی بار شیرو کا لہجہ لجاجت سے بھرپور تھا

"میں کسی کو اپنی طرف سے جھوٹی امیدیں نہیں تھما سکتی۔۔۔۔" لیکن حیا نے اس کے لہجے کی زرا بھی پروا نہیں کی تھی

اک لمحے کے لیے شیر و کی آنکھوں کا رنگ بدلہ تھا صرف اک لمحے کے لیے۔ اگلے ہی لمحے وہ تھوڑا سا اس کی طرف جھکا تھا اپنی کالی آنکھیں اس نے سنہری آنکھوں میں گاڑھیں تھیں

"میں کوئی دل پھینک انسان نہیں ہو میری محبت سچی اور مضبوط ہے اور میں پورے یقین سے کہتا ہو تم میری واپسی کا انتظار کروگئی مجھے اپنی محبت پہ یقین ہے میری غیر موجودگی میں میری محبت تمہارے دل تک رسائی حاصل کرلے گی۔۔۔"

اس نے اتنے یقین سے کہا تھا کہ حیا کچھ بھی کہنا بھول گی تھی اس کی کالی آنکھوں میں حیا نے خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کیا تھا

وہ سیدھا ہوا اس کے چہرے پہ مسکراہٹ رقص کرنے لگی تھی اس کی مسکراہٹ جان لیوا تھی حیا کے دل نے چپکے سے اعتراف کیا تھا

"چلتا ہو۔ جانے کا دل بلکل بھی نہیں کر رہا۔۔ اس نے منہ بسورا

لیکن جانے سے پہلے میں ایک وعدہ ضرور کر کے جاؤ گا میں زیادہ انتظار نہیں کرواؤ گا جلد لوٹ آؤ گا۔۔۔"

مسکراہٹ گہرئی ہوتی جارہی تھی کالی آنکھیں سنہری آنکھوں سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہیں تھیں

وہ دم سادھے اسے سن رہی تھی کچھ بھی کہنے کی صلاحیت کہیں مفلوج ہو کہ رہ گی تھی

وہ بوجھل دل کے ساتھ پلٹ گیا تھا وہ وہی کھڑی اسے دور جاتا دیکھ رہی تھی نگاہیں اس کی پشت سے ہٹنے سے انکاری تھیں

اس کی آنکھوں سے اوجھل ہونے سے پہلے وہ مڑا تھا بلکل ویسے ہی جیسے ان کی پہلی ہوئی ملاقات کے دوران حیا نے اسے مڑ کے دیکھا تھا اس کو ایک نظر دیکھتے وہ رخ موڑے اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا وہ وہی

www.Novelshub.pk

کھڑی رہ گئی تھی وہ اسے چھوڑ کے جلد آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا تھا۔ کیا وہ واقعی اس کا انتظار کرے گئی؟

ابھی اسے اس سوال کا جواب ملنا مشکل تھا

لیکن بہت جلد حیا کو اپنے سوال کا جواب ملنے والا تھا کیونکہ شیر و کا آخری دفعہ اسے مڑ کے دیکھنا حیا کے لیے بہت خطرناک ثابت ہونے والا تھا

وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی اس کا ارادہ سیدھا اپنے کمرے میں جانے کا تھا لیکن لاؤنج سے آتی آوازوں نے اس کے ارادے کو ناکام بنایا وہ کمرے میں جانے کے بجائے لاؤنج کی طرف بڑھ گئی ابھی وہ دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ اندر سے آتی آواز پہ اس کے قدم وہی تھم گئے

"میں بہت شرمندہ ہو انکل آپ سے لیکن پھر بھی میں آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔" وہ صالح شامریزی تھا وقار شاہ اور مسز وقار شاہ کے بلکل سامنے بیٹھا ان کے بیٹی سے شادی کرنے سے انکار کر رہا تھا اس کی بات سنتے ہی وقار شاہ کے ماتھے پہ بل نمودار ہوئے تھے مسز وقار شاہ بھی حیران نظر آرہیں تھیں

"وجہ جان سکتا ہو میں۔۔۔؟" وقار شاہ کا لہجہ زرا تیز ہوا تھا

"میں نے بابا جان کو منع کیا تھا کہ میں یہ منگنی نہیں کر سکتا لیکن میرے منع کرنے کے باوجود بھی انہوں نے مجبور کیا جس کی وجہ سے مجھے منگنی کے لیے ماننا ہی پڑا۔ اب وہ مجھے شادی کے لیے بھی مجبور کر رہے ہیں لیکن اب میں آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا میں کسی اور سے محبت کر تا ہو اور شادی بھی میں اسی سے کرو گا۔۔۔۔" اس نے بلا جھجک منگنی توڑنے کی وجہ بتادی

www.Novelshub.pk

"لیکن بیٹا آپ کو ہمیں یہ سب منگنی کے وقت ہی بتادینا چاہیے تھا تاکہ ہم لوگ منگنی ہی نہ کرتے۔۔۔۔۔۔"
وقار شاہ کی نسبت مسز وقار شاہ کا لہجہ نرم تھا

مجھے موقع ہی نہیں ملا تھا اگر ملتا تو اسی وقت بتادیتا۔۔۔۔۔۔"اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا وہ وہی کھڑی اسے بات کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی آج منگنی کے بعد وہ اسے پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی اسے اس سے محبت نہیں تھی پھر بھی نہ جانے کیوں اس کا یوں انکار کرنا برا لگا تھا اسے۔

"ٹھیک ہے تم اب جاسکتے ہو۔۔۔۔۔۔" وقار شاہ اسے مزید اپنے سامنے برداشت نہیں کر سکتے تھے ان کا لہجہ بہت سخت اور پتھریلا تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ میں پہنی منگنی کی انگھوٹی اتار کے اس نے جھک کے اپنے سامنے رکھی میز پہ رکھ دی وقار شاہ اور مسز وقار شاہ نے اسے ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا اور وہ دروازے کے پاس کھڑی علیزہ کے موجودگی سے بھی بے خبر تھے۔وہ جیسے ہی ان کے لاؤنج کی دہلیز پار کرنے لگا علیزہ کی آواز پہ اس کے قدم خود بخود رک گئے تھے

"روکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔"علیزہ عین اس کے سامنے کھڑی ہو گی علیزہ کی آواز سنتے ہی وقار شاہ اور مسز وقار شاہ بھی اپنی اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اس نے بھی اپنے ہاتھ میں پہنی منگنی کی آنگھوٹی کو اتارا

"اسے بھی لیتے جاؤ اور آئندہ کبھی اس گھر کی دہلیز پہ قدم رکھنے کا سوچنا بھی مت۔۔۔۔"اس نے اس کے پہلو میں گرے ہاتھ کو پکڑ کے اپنے درمیان میں کیا اور انگھوٹی اس کی ہتھیلی پہ رکھ دی صالح نے ایک نظر اپنے ہاتھ پہ رکھی انگھوٹی کو دیکھا اور ایک نظر علیزہ کو۔اس کے تیور ٹھٹکا دینے کی حد تک بگڑے ہوئے تھے وہ کچھ بھی کہے بنا وہاں سے چلا گیا تھا علیزہ نے اس کی پشت کو غصے سے گھورا تھا اسے اپنے کہے الفاظ اپنے آس پاس گونجتے ہوئے محسوس ہوئے تھے

"وہ لنگور مجھے بلکل بھی پسند نہیں ہے"

"کیونکہ میں اس سے محبت نہیں کرتی........"

"حیا میں ان عام لڑکیوں کی طرح نہیں ہو جو اپنی زندگی کا کیا ہوا فیصلہ چپ چاپ مان لیں گئیں میں علیزہ شاہ ہو اپنی زندگی کے فیصلے خود کرنے والی... اور میں شادی بھی اسی سے کرو گئی جس سے مجھے علیزہ شاہ کو محبت ہو گی......"

"انکار کی ابھی کوئی وجہ نہیں ہے... جس دن مجھے وجہ ملی نہ اسی دن انگھوٹی اتار کے اس لنگور کے منہ پہ ماروں گئی"

اسے وجہ نہیں ملی تھی لیکن صالح کو وجہ مل گئی تھی وہ اس کی پہنائی ہوئی انگھوٹی اس کے منہ پہ مار کے چلا گیا تھا وہ علیزہ شاہ تھی اگر اسے اپنی پسند کا اختیار تھا تو صالح شامریزی کو بھی تھا وہ بھی علیزہ کی طرح عام نہیں تھا کبھی جو الفاظ علیزہ نے اسے کہنے کے لیے صرف سوچے تھے آج وہی الفاظ وہ کسی طمانچے کی طرح اس کے

www.Novelshub.pk

منہ پہ مار کے لوٹا گیا تھا وہ اپنے ماں باپ سے نظریں ملائے بنا اپنے کمرے میں چلی گی تھی انہوں نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن اس کے سخت تیور انہیں پریشان کرنے کے لیے کافی تھے

راہ عشق ہو تیری ذات ہو

پھر حسن عشق کی بات ہو

کبھی میں ملوں کبھی تو ملے

کبھی دونوں ہم چپ چاپ ہوں

کبھی گفتگو کبھی تذکرے

کبھی ذکر ہو کوئی بات ہو

کبھی ہجر ہو تو دن کو ہو

کبھی وصل ہو تو وہ رات ہو

کبھی میں تیرا کبھی تو میرا

کبھی اک دوجے کے ہم رہیں

کبھی صعوبتیں

www.Novelshub.pk

کبھی رنجشیں

کبھی دوریاں

کبھی قربتیں

کبھی الفتیں

کبھی نفرتیں

کبھی جیت ہو کبھی ہار ہو

کبھی بھول ہو کبھی دھول ہو

نا نشیب ہوں نا اداس ہوں

صرف تیرا عشق ہو میری ذات ہو

سناٹا چھا چکا تھا رات گہری سے گہری ہوتی جا رہی تھی آج آسمان پہ چاند دیکھائی نہیں دے رہا تھا آج آسمان پہ بادلوں کی راج دھانی تھی بادلوں نے چاند کو اپنی آوٹ میں چھپا دیا تھا بادل پورے آسمان پہ چھائے اٹھکلیوں میں مصروف تھے بادلوں کی راج دھانی میں ہوا بھی خوشی سے سرشار تھی وہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی اپنے ہی خیالوں میں بھٹک رہی تھی اس کے ہر سو بس شیرو کے خیال بھٹک رہے تھے وہ چاہ کے بھی ان سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر پا رہی تھی گویا اس کی ذات میں شیرو کی محبت کی قندلیں روشن ہونا شروع ہو چکی تھیں

www.Novelshub.pk

بادلوں میں ہلچل مچی تھی

ہوا کی خوشی مانند پڑی تھی

آسمان پہ بجلی چمکی تھی

اور اس کے خیالات کی رو بدلی تھی

"وہ ایک غنڈہ ہے اور غنڈے کبھی بھی اچھے نہیں ہوتے۔۔۔۔" کسی کی شناسا سی آواز اس کے خیالوں میں گونجنے لگی تھی

اس نے اپنے لب سختی سے بھینچے، اس نے ماہنور کی بات کی نفی کرتے ہوئے سر دائیں بائیں جھٹکا تھا ہوا کا تیز جھونکا اسے چھو کہ گزرا تھا وہ ہوا کی شرارت پہ مسکرائی تھی خیالات پھر بھٹکے تھے فضا میں آواز گونجی تھی "ہنستی رہا کرے اچھی لگتی ہیں۔۔۔۔" وہ چونکی، اس نے ارد گرد دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا اس نے بیزاری سے سر جھٹکا وہ واپس کمرے میں آ گی اور اپنے بیڈ روم کی ساری لائٹس آف کر کے بیڈ پہ ڈھیر ہو گی آسمان پہ چھائے بادل اس کی واپسی پہ اداس سے ہو گے تھے اب ان کا برسنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے تھے ان کے پیچھے چھپا چاند ان کے جاتے ہی پوری آب و تاب سے اپنی سلطنت پہ نمودار ہوا تھا لیکن پھر بھی حیا کے خیالات شیرو کی ذات کے ارد گرد بھٹکتے رہے تھے

گویا اس کے سر جھٹکنے سے بھی وہ جھٹکے نہیں تھے

\-\-\-\-\-\-\-\-،\-،،،،\-\-\-\-\-،\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شیرو نے بلوچستان کی سرزمین پہ قدم رکھا تھا

دور کہیں صحرا سے دھول اڑی تھی

www.Novelshub.pk

گویا بلوچستان کے صحرا نے اسے خوش آمدید کہا تھا

وہ اندھیرے میں قدم اٹھاتا آگے بڑھتا جا رہا تھا

وہ رو کا سامنے ہی کوئی بائیک پہ سوار اس کی طرف بڑھ رہا تھا شیر و نے آنکھیں چندھیا کے بائیک سوار کو دیکھا

،وہ کوئی بلوچستان کا ہی باسی تھا شیر و نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بائیک روکنے کا کہا

"سلام شہری بابو۔۔۔۔۔" بائیک سوار نے بائیک روکتے ہی مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا

"وعلیکم سلام۔۔۔۔" شیر و نے خوشدلی سے اس کا ہاتھ تھما

"کہا جانا ہے شہری بابو۔۔۔۔۔؟" بائیک سوار سمجھ دار تھا شیر و کے روکنے کی وجہ جان گیا تھا

"اس پتے تک۔۔۔۔۔" شیر و نے جیب سے کاغذ نکل کے اس کے سامنے کیا جو کہ اسے عابد نے دیا تھا بائیک سوار نے کاغذ پہ لکھے حروف کو غور سے دیکھا

"بیٹھ جاؤ شہری بابو ہماری منزل بھی وہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔" اس کے کہتے ہی شیر و اس کے پیچھے بیٹھ گیا

"کہاں سے آئے ہو۔۔۔۔؟" وہ آگے بڑھ رہے تھے جب بائیک سوار نے پوچھا

"پنجاب سے۔۔۔۔۔"

"نام کیا ہے۔۔۔۔۔؟"

"شیر و۔۔۔۔۔" وہ گردن اکڑا کے بولا

"ہمممم شیر و۔۔۔۔۔" اس نے اسکے نام کو دہرایا

مجھے شبیر کہتے ہیں۔۔۔۔" بائیک سوار نے اسے اپنا نام بتایا

"شبیر میں سے "ب" نکال دو پھر "شیر" بن جائے گا۔۔ تم شیر و اور میں شیر۔۔۔۔۔۔" اس نے بھی شیر و کی طرح گردن اکڑائی۔۔

وہ کیوں پیچھے رہے بلا؟۔۔۔

شیر و نے بس سر ہلانے پہ ہی اکتفا کیا

"کرتے کیا ہو۔۔۔۔۔؟" خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے شبیر نے پھر سوال کیا

"کچھ خاص نہیں، بس کبھی کبھی لوگوں کی ہڈیاں توڑ دیتا ہوں۔۔۔۔۔"

"پھر تو تم آدمی خطرناک ہو۔۔۔۔۔"

"ڈرو نہیں تمہیں کچھ نہیں کہو گا۔۔۔۔۔۔۔"

ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔ شیر و کے کہنے پہ وہ قہقہ لگا کے ہنسا تھا

"ڈر کون رہا ہے۔؟ اپنا بھی کچھ یہی کام ہے۔۔۔۔۔" اس نے شیر و کو اپنے کام سے بھی آگاہ کر دیا تھا

"لو پھر تو ہم ایک ہی برادری کے ہیں۔۔۔۔۔۔" شیر و خوشی اور جوش سے بولا

"یہاں کس لیے آئے ہو۔۔۔۔؟"

"یہاں بھی کچھ لوگوں کی ہڈیاں توڑنی ہیں۔۔۔۔۔۔۔"

اگر مدد کی ضروت ہو تو اس شیر کو ضرور یاد کرنا تمہارے لیے اس دل کے دروازے ہمیشہ کھولے رہیں گے، آخر ہماری برادری کے ہوں۔۔۔۔۔۔۔ شبیر نے اسے اسی کی بات کا حوالہ دیا

"پہلی دفعہ آیا ہو یہاں مدد کی ضرورت تو پڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔" شیر و اس سے متفق نظر آ رہا تھا

"یہ لو جب بھی مدد کی ضرورت پڑے اس نمبر پہ کال کر لینا شیر فوراً حاضر ہو جائے گا۔۔۔" اسنے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکال کی پیچھے اس کی طرف بڑھایا جیسے شیر و نے پکڑ کے اپنی جیب میں ڈال لیا

یوں ہی باتوں باتوں میں وہ شیر و کی منزل تک پہنچ گے

"مہربانی شیر صاحب۔۔۔۔۔۔" شیر و نے بائیک سے اترتے ہی ماتھے تک ہاتھ لے جا کے اس کا شکریہ ادا کیا

"رب رکھا، زندگی میں دوبارہ موقع ملا تو ضرور ملاقات ہو گی شیر و صاحب۔۔۔۔" وہ بھی اسے اسی کے انداز میں کہتے ہوئے بائیک آگے بڑھا لے گیا اور شیر و اندر بڑھ گیا جہاں عابد اس کا انتظار کر رہا تھا

وہ سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے عثمان صاحب اور مرتضی صاحب اپنے بزنس کے بارے میں اپنے اپنے خیالات شئیر کر رہے تھے جبکہ نصرت بیگم اور حلیمہ بیگم اپنے محلے کی ہوتی سرگرمیوں پر غور و فکر کر رہیں تھیں حیا اور الیان نیچے بیٹھے اپنے ہی راز و نیاز کرنے میں مصرف تھے ماہنور کیچن میں سب کے لیے چائے بنانے میں مصروف تھی

"اسلام علیکم۔۔۔۔" لاؤنج میں داخل ہوتے ہی خنان نے سب کو مشترکہ سلام کیا اور عثمان صاحب کے ساتھ والی نشست پہ براجمان ہو گیا

"وعلیکم سلام۔۔۔۔" سب نے ایک ساتھ اس کے سلام کا جواب دیا

"کہاں مصروف ہو آجکل برخودار۔۔۔" مرتضی صاحب نے پوچھا اب سب اس کی جانب متوجہ تھے

www.Novelshub.pk

"آجکل اک کیس میں پھنسا ہوا ہو جو کہ بہت پیچیدہ نظر آرہا ہے مجھے۔اسی میں الجھا ہوا ہو بس۔۔۔۔"

"بڑی امی میں سوچ رہا تھا کہ کیوں ناہ خنان بھائی کی اب شادی کر دی جائے تاکہ یہ اپنے پولیس کیسز کے بجائے اپنی شادی کے کیسز میں الجھ جائے۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے کے مرتضی صاحب خنان کی بات کا جواب دیتے الیان نے فوراً اپنی ٹانگ اڑانا ضروری سمجھا

"اس طرف میرا دھیان ہی نہیں گیا ڈھونڈتے ہیں لڑکی خنان کے لیے تمہاری نظر میں کوئی ہے تو بتاؤ۔۔۔۔۔۔"حلیمہ بیگم نے الیان سے پوچھا

مجھے سے کیوں پوچھ رہیں ہیں آپ خنان بھائی سے پوچھے ناہ کیا پتا انھوں نے کوئی پہلے سے پسند کر رکھی ہو۔۔۔۔۔"

"کیوں بیٹا جی کوئی ہے پسند آپ کو۔۔۔۔۔۔۔؟"نصرت بیگم نے پوچھا وہ کچھ نہیں بولا تھا بس اس نے مسکراتے ہوئے سر جھکا دیا اس کے یوں کرنے پہ سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری تھی

"شرمائے نہیں خنان بھائی بتادے۔۔۔۔"حیا نے مشورہ دیا تھا اسے۔اس نے سر اٹھا کے حیا کو دیکھا

"اب کیا وہ سب کے سامنے اس کا نام لیتے ہوئے اچھا لگے گا۔۔؟"

اور اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ عثمان صاحب کے سامنے انہیں کی بیٹی کا نام لیتا جوتیاں تھوڑی ہی کھانی تھی اس نے مرتضی صاحب سے،اس نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا

"اچھا چھوڑے لڑکی کا ناہ بتائے بس اتنا بتادے آپ کو کس طرح کی لڑکی پسند ہے۔۔۔۔"اک نیا مشورہ الیان کی طرف سے ملا تھا اسے۔

www.Novelshub.pk

"حیا جیسی۔۔۔۔۔۔۔" بے اختیار ہی اس کی زبان سے پھسلا تھا حیا کا نام سنتے ہی سب چونکے تھے اپنی بے اختیاری پہ اس کے گلے میں گلٹی ابھر کے مدعوم ہوئی تھی سب کی نظروں سے بچنے کے لیے وہ اٹھ کھڑا ہوا مجھے کیس پہ کام کرنا ہے میں چلتا ہو۔۔۔۔ امی چائے کمرے میں لے آیئے گا۔۔۔" اس نے کسی کی طرف بھی دیکھنے کی ہمت نہیں کی تھی نظریں جھکائے وہ لاؤنج سے نکل گیا تھا اس کے نکلتے ہی ماہنور چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوئی تھی

"کیا ہوا ہے اتنی خاموشی کیوں چھائی ہوئی ہے۔۔۔۔۔" اس نے سب کے چہروں پہ نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا

"کچھ نہیں بیٹا۔۔ آپ چائے لائے۔۔۔" مرتضی صاحب نے جواب دیا تھا اس نے سب کو چائے پکڑائی اور خود الیان اور حیا کے ساتھ نیچے بیٹھ گی سب پھر سے اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے لیکن حلیمہ بیگم کا ذہن حیا کے نام پہ الجھ چکا تھا

-------------------------------،"""---------------------------------

سڑک کنارے درختوں کے زرد پتے گرے پڑے تھے پتوں کے بغیر درخت ویران نظر آرہے تھے ہلکی ہلکی ہوا نے موسم کو خوشگوار بنایا ہوا تھا ہوا کی آمد پہ بار بار زمین پہ پڑے پتے اپنی جگہ بدل رہے تھے لیکن وہ ان سب سے انجان اپنی سوچوں میں گم بیٹھی ہوئی تھی اس کی آنکھیں بلکل ویران تھی وہ آنکھیں کسی ان دیکھے شخص کی منتظر تھیں کسی کی راہ تکتی وہ خود سی ہی انجان لگ رہیں تھیں ہوا کا ایک تیز جونکا اس کے بالوں

www.Novelshub.pk

کو چھو کے گزرا تھا اس کا ارتکاز ٹوٹا تھا اس نے آنکھیں بند کی تھیں چہرے پہ پلکوں کی بھاڑ سجدہ ریزہ ہوئی تھی وہ مسکرائی تھی اس کی مسکراہٹ کا آسمان پہ چھائے بادلوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا تھا اس نے اپنے چہرے پہ پانی کے قطرے گرتے ہوئے محسوس کیے تھے اس نے پلکوں کی بھاڑ اٹھائی تھی اس نے چہرہ آسمان کی جانب کر کے بادلوں پہ اک خفا سی نظر ڈالی تھی بدلے میں بادل زور سے برسے تھے پانی کے قطروں کی رفتار تیز ہوئی تھی وہ اداسی سے مسکرائی تھی وہ وہاں سے اٹھ جانا چاہتی تھی لیکن کسی کا انتظار اسے اٹھنے نہیں دے رہا تھا

کیا وہ کسی کا انتظار کر رہی تھی؟

مگر کس کا؟

اور کیوں؟

وہ خود پر سے اپنا اختیار کھو رہی تھی کوئی ان دیکھی زنجیر اسے اپنے ساتھ باندھ رہی تھی وہ بھیگ چکی تھی مگر انتظار تھا کہ مزید بڑھتا جا رہا تھا اس نے خود کو ڈپٹا اس نے پھر سے آنکھیں بند کر کے خود ریلکس کرنا چاہا اس نے ابھی آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ اسکے چہرے پہ پڑتی بارش کی بوندوں نے اپنا راستہ بدل لیا اس نے ناک پہ بل ڈالے اوپر دیکھا بوندوں نے راستہ نہیں بدل تھا بلکہ ان کے راستے میں رکاوٹ حائل ہوئی تھی کوئی اس پہ چھتری تانے کھڑا تھا اس نے گردن ترچھی کر کے اس کو دیکھا وہ شائد وہی تھا جس کا وہ انتظار کر رہی تھی وہ اس کے سامنے کھڑا تھا بارش میں مکمل بھیگا ہوا، اسکے ماتھے پہ بندھی کالی پٹی کے اوپر اس کے بال بکھرے ہوئے تھے بالوں کی نوک پہ ٹھہرے پانی کے ننھے قطرے اسکی آنکھوں سے گزر کر تھوڑی تک کا سفر طے کر رہے تھے وہ بارش میں بھیگتا مسکرا رہا تھا اس کی مسکراہٹ قوس قزح جیسی تھی اسنے اپنے ارد گرد رنگ

www.Novelshub.pk

بکھرتے محسوس کیے تھے وہ مسکرائی تھی انتظار ختم ہوا تھا وہ اٹھ کھڑی ہوئی اب وہ دونوں اک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے فرق صرف اتنا تھا کہ وہ بارش میں بھیگ رہا تھا لیکن اس تک بارش کی بوندیں پہنچنے میں ناکام ہو رہی تھیں اس کے سر پہ تانی چھتری اسکے اور بارش کے درمیان رکاوٹ بنی کھڑی تھی اسنے اسکے کے ماتھے پہ بھیگتے بالوں کو سمیٹنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا

"حیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسی وقت اسے اپنے پیچھے سے کسی کی سخت آواز سنائی دی تھی اسکا ہاتھ وہی ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا اسنے اپنے پیچھے دیکھا اپنے پیچھے کھڑے وجود کو دیکھ کے اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی اس کے چہرے پہ نرمی تھی لیکن آنکھوں میں سختی تھی اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر اسنے اسکا ہاتھ تھما تھا وہ اسے لیے آگے بڑھ گیا تھا بارش کی بوندیں پھر سے اسے بھیگونے لگی تھیں اسنے آگے بڑھتے ہوئے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا وہ وہی ویسے ہی کھڑا تھا

بلکل ساکت

برف کی طرف جما ہوا

ہاتھ میں پکڑی چھتری بلکل ویسے ہی تھی لیکن اب وہ اسکے نیچے نہیں کھڑی تھی وہ دونوں ایک دوسرے کو خود سے دور ہوتا دیکھ رہے تھے صرف وہ آگے بڑھ رہی تھی وہ وہی کھڑا تھا حیا نے دیکھا تھا

موسم یک دم بدلہ تھا

بارش نے زور پکڑا تھا

آسمان پہ بجلی کڑکی تھی

www.Novelshub.pk

ہوامیں جوش آیا تھا

سڑک پہ گرے پتے طوفان کی طرح اٹھے تھے

اسنے دیکھا اس سے دور ہوتا وجود سرخ مائع میں بدلتا ہوا میں تحلیل ہو رہا تھا اسکے دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سے برستی بوندوں کا رنگ بدلہ تھا گاڑھے خون جیسا سرخ رنگ وہ کہیں نہیں تھا لیکن اس کے وجود سے نکلا خون ہر طرف بکھرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

وہ یک دم اٹھی تھی ماتھے پہ پسینے کے ننھے قطرے چمک رہے تھے اسنے ارد گرد نظر دوڑائی، اسکے ساتھ ماہنور سوئی ہوئی تھی وہاں کچھ نہیں تھا

نہ ہی خون

نہ بارش

نہ طوفان

اور نہ ہی وہ

"تو یہ خواب تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اسکے لب دھیرے سے ہلے تھے اسنے شکر کا سانس لیا، لیکن پھر بھی دل میں اک بے چینی سی بیدار ہوئی تھی اسنے سائیڈ ٹیبل پہ پڑے اپنے موبائل کو دیکھا

"کیا وہ ٹھیک ہو گا۔۔؟" موبائل کو دیکھتے ہی اس کے دل میں اسکی فکر نے انگڑائی لی تھی

آج پہلی بار اسکی کی فکر اس کی سوچ پہ حاوی ہوئی تھی

www.Novelshub.pk

آج اسکی فکر نے پہلا قدم اسکی طرف بڑھایا تھا

وہ اٹھی اور ساتھ ہی اس نے موبائل بھی اٹھایا وہ بلکونی میں آئی تھی اس نے موبائل کی تاریک سکرین کو اپنے سامنے کیا آج وہ انجان سا نمبر اسکی سکرین پہ نہیں جگمایا تھا وہ موبائل کو پکڑے کشمکش کا شکار تھی دل اسے میسج کرنے کے لیے اکسا رہا تھا جبکہ دماغ اسے باز رہنے کی تلقین کر رہا تھا اسی کی فکر سوچوں پہ حاوی ہو رہی تھی اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں

فیصلہ ہو چکا تھا

جیت دل کی ہوئی تھی

دماغ بازی ہار گیا تھا

اسنے جلدی سے ٹائپ کیا

"تم ٹھیک ہو۔۔۔۔؟"

اسنے اسی نمبر پہ سینڈ کیا جو آج اس کی موبائل کی روشن سکرین کی زینت نہیں بنا تھا

اس کے ہاتھوں میں لرزش تھی

دھڑکنیں الگ ہی انداز میں دھڑکنے لگیں تھیں

نظریں سکرین سے ہٹنے سے انکاری تھیں

ایک منٹ، دو منٹ، تین منٹ، وقت گزر رہا تھا لیکن اسکے میسج کا ریپلائے نہیں آ رہا تھا جوں جوں وقت گزر رہا تھا اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی

وقت تھا جیسے تھم گیا تھا

www.Novelshub.pk

ہر گزرتا سیکنڈ صدیوں کی مسافت طے کر رہا تھا

ذہین میں عجیب عجیب سے خیالات مچلنے شروع ہو گے تھے

دس منٹ بعد، پورے دس منٹ بعد اسکی موبائل کی تاریک سکرین جھگمگائی تھی اسنے ایک سکینڈ کی بھی تاخیر کیے بنا اسکا پیغام کھولا تھا

"ابھی تک تو ٹھیک ہو آگے کا پتا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسنے نا سمجھی سے سکرین پہ جگمگاتے الفاظ کو دوبارہ پڑھا

"آگے کا پتا نہیں۔۔۔۔۔۔" اسنے یہ کیوں کہا؟ ایک نئ فکر نے اسکے دماغ تک رسائی حاصل کر لی تھی

"محبت کے سفر کا پہلا قدم مبارک ہو مس حیا"

اسکی موبائل سکرین پہ پھر سے اسکا پیغام جگمگایا تھا حیا کی ڈھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں ہاتھوں کی لرزش جو کہ تھم چکی تھیں پھر سے عود آئی تھی اسنے موبائل کو جلدی سے پاور آف کیا، کہیں وہ مزید کچھ اور نہ کہہ دے اسنے اپنی بے ترتیب ہوتی ڈھڑکنوں کو سنبھالا یوں ہی اسکی اپنی ہی کفیت پہ اسکے لب مسکرائے تھے

رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی

آج پورے چاند کی رات تھی

اسکی محبت کی ابتدا کی رات تھی

وہ محبت کی راہوں کی مسافر بن چکی تھی

محبت کی ابتدا ہو چکی تھی

اسکی محبت نے ابتدا کی سرحدوں پہ رہنا تھا

یا انتہا کی سرحدوں تک پہنچنا تھا

کون جانتا تھا؟

کون جان سکتا تھا؟

کیا کوئی جان سکتا تھا؟

ہرگز نہیں

یہ تو تقدیر کے فیصلے تھے

بلا کوئی تقدیر کے فیصلے بھی جان پایا ہے؟

نہیں

بلکل بھی نہیں

ہرگز نہیں

رخصت نہ مانگ ورنہ تجھے روک لوں گا میں

یوں مجھ کو چھوڑ جا کہ مجھے خبر بھی نہ ہو

www.Novelshub.pk

رات کے دو بج رہے تھے ہر طرف سناٹا تھاوہ دونوں سڑک کے درمیان کھڑے تھے ان کے سامنے عمارت تھی جو دیکھنے میں عام سے بنگلے کا نمونہ پیش کر رہی تھی چونکہ رات کا وقت اسلیے عمارت کی ساری بتیاں جلا دی گئیں تھیں سامنے ہی چھت پہ دو گارڈ پہرہ دے رہے تھے ایک گارڈ سامنے بیرونی گیٹ کے پاس بیٹھا خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھاوہ دونوں عمارت کا جائزہ لیتے آگے بڑھے تھے پچھلی طرف سے وہ عمارت کے گرد چھوٹی چاردیواری پھلانگ کے اندر داخل ہوئے ان کے اندر داخل ہوتے ہی عمارت کی ساری بتیاں بند ہو گئیں تھیں دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا شیر و نے سر کو ہلکا سا خم دیا گویا پوچھ رہا ہو

"تیار ہو۔۔۔"

بدلے میں عابد نے بھی اسی کے انداز میں سر ہلایا کے بتایا

"تیار ہو۔۔۔۔"

شیر و نے پائپ کے زریعے چھت پہ چڑھنا شروع کیا جبکہ عابد وہی کہیں اندھیرے میں گم ہو گیا پورے پانچ منٹ بعد وہ چھت پہ ان دونوں گارڈز کے پیچھے کھڑا تھا اسنے اپنی پینٹ کی جیب میں سے ایک چھوٹی سی پن نکالی وہی پن پیچھے سے اسنے دونوں گارڈز کی گردن پہ چھبائی ہلکی سی کراہ کے ساتھ وہ دونوں گردن پہ ہاتھ رکھے وہی ڈھیر ہو گے تھے وہ ان دونوں کو وہی چھوڑے دائیں طرف بنی بالکونی کی طرف بڑھا کھڑکی کھلی تھی شاید ہوا کے لیے کھڑکی کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھاوہ کھڑکی کے زریعے اندر داخل ہوا کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی جو کہ کمرے کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ رکھی گی میز کے اوپر رکھے گے شو پیس سے آ رہی

www.Novelshub.pk

تھی سامنے ہی بیڈ پہ تقریباً پانچ سالا بچہ سویا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی ایک خاتون بھی سوئی ہوئی تھی جو کہ لگ بھگ پنتالیس سال کی تھی شاید وہ بچے کی دیکھ بھال کے لیے تھی وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا بیڈ کی جانب بڑھا ،اس نے جھک کے سوتے ہوئے عیسی کو اٹھایا وہ نیند میں زرا سا کسمکا یا تھا وہ اسے اپنے کندھے سے لگائے داخلی دروازے کی جانب بڑھا

"بھائی سب ٹھیک ہے ناہ؟" اسکے کان میں لگے بلیو ٹوتھ سے عابد کی آواز آئی تھی

"ہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔؟" اسی وقت اسکے موبائل کی میسج ٹیون بھی بجی ،اسنے اگنور کیا کیونکہ اسے وہاں سے نکلنا تھا اسکے پاس ٹائم کم تھا

"جلدی کرے پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس۔۔۔"

"کہاں ہے آپ۔۔۔؟"

"کمرے سے نکل رہا ہو۔۔۔" اس کی آواز بلکل مدھم تھی بامشکل ہی عابد سن پایا تھا

"سامنے ہال ہے ،ہال میں سے گزرتے ہوئے دائیں طرف مڑے وہاں گیلری ہے وہی پہ آپ کو سیڑھیاں ملے گی۔۔۔"

وہ اسکی ہدایت کے مطابق سیڑھیاں اتر رہا تھا

"سیڑھیاں اترتے ہی بائیں جانب آپ کو ایک دروازہ نظر آئے گا وہ داخلی دروازہ ہیں وہاں سے باہر نکل آئے۔۔۔"

وہ جیسے ہی سیڑھیاں اترا وہاں پہ کسی کی آواز گونجی تھی

www.Novelshub.pk

"اوئے کون ہو تم؟روکو۔۔۔" وہ اسے آواز دیتا اسکی طرف بڑھ رہا تھا اسکے ہاتھ میں ٹارچ لائٹ تھی جس سے وہ شیرو کا چہرا دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا شیرو رک گیا تھا

"کون ہو تم۔۔۔۔؟" وہ اسکے سامنے کھڑا اسکے چہرے کو ٹارچ لائٹ کی زد میں رکھے پوچھ رہا تھا سفید روشنی میں کالی آنکھیں چمکی تھی ماتھے پہ بندھی پٹی نے بھی اپنی جھلک دھکلائی تھی اسکے لب مسکرائے تھے اسنے جواب دینے کے بجائے ایک زوردار مکا اسکی گردن کی شاہراگ کے نزدیک مارا، وہ ہی زمین بوس ہوا تھا اسکے ہاتھ میں پکڑی لائٹ دور جا گری تھی اب اسکے صبح تک اٹھنے کے کوئی چانسز نہیں تھے اس پہ ایک نظر ڈالے وہ داخلی دروازے سے باہر نکل آیا سامنے والے گیٹ کے پاس بیٹھا گارڈ ابھی تک سو رہا تھا اسکے پاس سے گزرتے ہوئے شیرو نے اس پہ ایک نظر ڈالی

"سستے، نکمے، بے وقوف، بے کار گارڈز۔۔۔۔۔۔"

انہیں اپنی رائے سے نوازتے وہ گیٹ عبور کر کے باہر مین سڑک پہ نکل آیا

"کہاں ہو عابد۔۔۔۔؟"

"تھوڑا آگے چل کہ بائیں طرف آجائیں۔۔۔۔۔"

"پکڑو اسے۔۔۔۔" عابد کے پاس پہنچتے ہی اسنے سوئے ہوئے عیسی کو اسے پکڑایا اور خود جلدی سے موبائل نکال کے میسج پڑھنے لگا میسج پڑھتے ہی اس کے لبوں پہ جاندار سی مسکراہٹ آئی تھی اس نے جلدی سے ریپلائے کیا

"ابھی تو ٹھیک ہو آگے کا پتہ نہیں۔۔۔۔۔" اسے اپنی حالت عجیب سی ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی

www.Novelshub.pk

وہ خوش تھا

بہت خوش

اتنا خوش کہ وہ چاہتا تھا کہ وہ ابھی کسی طریقے اسکے پاس پہنچ جائے

وہ اس کے سامنے کھڑا ہو کہ اسے بتائے کہ رمض شہریار کی پاکیزہ محبت اسے اپنے سنگ محبت کی راہوں پہ لے آئی ہے

وہ اب تنہا نہیں تھا وہ بھی اب اس کے ساتھ تھی

کیا تھا کہ وہ ابھی پیچھے تھی

کیا تھا اسکی محبت نے ابھی محبت کی راہوں پہ قدم رکھا تھا

کیا تھا وہ آگے نکل آیا تھا

لیکن اسے یقین تھا

اسے اپنی محبت پہ یقین تھا

وہ اور اسکی محبت اسے اور اسکی محبت کو اپنے سنگ ملا لے گی

کیا واقعی ہی وہ اس کے سنگ چل پائے گی؟

کیا واقعی ہی وہ اسے اپنے سنگ ملا پائے گا؟

یا وہ وہی کھڑی رہے گی؟

رشتوں کی زنجیر سے بندھی

اور وہ بس اکیلا ہی آگے بڑھتا جائے گا

www.Novelshub.pk

کون جانتا تھا؟

کیا کوئی جان سکتا تھا؟

بھلا کیسے کوئی جان سکتا تھا؟

یہ تو تقدیر کے فیصلے تھے

بلا کوئی تقدیر کے فیصلے بھی کوئی جان پایا ہے؟

نہیں

بلکل بھی نہیں

ہرگز نہیں

اسنے خود پہ قابو پاتے ہوئے پھر سے ٹائپ کیا

"محبت کے سفر کا پہلا قدم مبارک ہو مس حیا"

اسے مبارک دینے کے بعد اسنے موکی کے نمبر پہ میسج چھوڑا تھا

"Success ...."

وہ صرف ایک لفظ تھا صرف ایک لفظ جیسے پڑھتے ہی موکی کی آنکھیں تشکر سے بھر آئی تھیں وہ وہی خدا کے خضور جھکا تھا

موکی کو میسج کرنے کے بعد اسنے ایک نمبر ڈائل کیا دوسری بیل پہ ہی اسکی کال آنسر کرلی گئی تھی

"شبیر۔۔۔؟" شیرو نے تصدیق کے لیے پوچھا

www.Novelshub.pk

"شیر۔۔۔۔" وہ کال کرنے والی کو پہچان گیا تھا اسلیے اسنے شبیر کہنے کے بجائے شیر کہہ کہ اسکی تصدیق پہ مہر لگا دی

"ابھی مل سکتے ہو۔۔۔؟" شیر و نے پوچھا

"جگہ بتائے بندہ خاضر۔۔۔۔۔" وہ تو تیار بیٹھا تھا

"آجاؤ وہی پہ جہاں مجھے چھوڑا تھا۔۔۔۔۔۔" شیر و نے جگہ بتائی

"شیر و کے پہنچنے سے پہلے ہی شیر وہاں پہنچ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔" کہتے ہی دوسری طرف سے کال کاٹ دی گی تھی

شیر و نے موبائل کو آنکھوں کے سامنے کیا شیبر کی حرکت پہ اسکے آ ئبر و ستائشی انداز میں سکڑے تھے

"چلو عابد۔۔۔۔" اسنے عابد کو مخاطب کیا جو کہ خود کو عیسی کی ذات میں گم کر بیٹھا تھا وہ سوئے ہوئے عیسی کا کندھا تھپکتے دائیں بائیں ٹہل رہا تھا

"چلیں۔۔۔۔۔" وہ تینوں بائیک پہ سوار اپنے ٹھکانے کی جانب بڑھ گے تھے وہ وہاں صرف دو آئے تھے مگر واپسی تینوں کی ہوئی تھیں نئ دشمنی کو ہوا دیے وہ کامیاب لوٹے تھے

وہ جیسے ہی گھر پہنچے سامنے ہی صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سامنے پڑی میز پہ پاؤں قینچی کی صورت رکھے وہ بیٹھا ہوا تھا اسے یوں وہاں دیکھ کر دونوں حیران ہوئے عابد نے نا سمجھی سے شیر و کی طرف دیکھا شیر و نے آنکھوں ہی آنکھوں اسے تسلی دی

www.Novelshub.pk

"ڈر تو نہیں گے شیر و صاحب۔۔۔۔؟" وہ بولا

"شیر و کسی سی نہیں ڈر تا بلکہ ڈراتا ہے۔۔۔۔۔" شیر و کے کہنے پہ اس کا قہقہ گونجا تھا عابد نے آگے بڑھ کہ اسکے ساتھ عیسی کو اسی صوفے پہ لیٹایا اور خود تھوڑے فاصلے پہ رکھی کرسی کو اس کے قریب رکھ کر بیٹھ گیا

"اندر کیسے آئے۔۔۔۔۔؟" شیر و نے پوچھا اور ساتھ ہی اسکے سامنے رکھے گے صوفے پہ بیٹھ گیا

"کوئی جن تو ہوں نہیں جو سیدھا دیوار میں گھس کے اندر آجاؤ گا بندہ بشر ہو دروازے سے ہی آیا ہو یاررر۔۔۔۔۔۔۔۔"

شیر و سمجھ گیا تھا ان کے لیے لوک دروازے سے اندر آنا مشکل نہیں تھا ایک چھوٹی سی پن کی ضرورت ہوتی تھی بس

"شبیر،،، تمہارے سپرد ایک امانت کرنا چاہتا ہو۔۔۔" شیر و کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ شیر یک دم سیدھا ہوا تھا

"امانت،،،،،،؟" شبیر نے دوہرایا

"ہاں امانت،،، امید ہے کہ تم میری امانت کی اپنی جان سے بھی زیادہ خفاظت کرو گے۔۔۔۔"

"تم حکم تو کرو۔۔۔۔"

"وہ بچہ دیکھ رہے ہو۔۔۔۔" اسنے سوئے ہوئے عیسی کی جانب اشارہ کیا، عابد بھی اب ان کی طرف متوجہ ہو چکا تھا

"ہاں۔۔۔۔۔" شبیر نے شیر و کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا

"یہ بچہ تین سال کی قید سے آزاد ہوا ہے میں نہیں چاہتا کہ یہ اب دوبارہ اسی قید میں جائے، اسلیے میں اسے تمہارے سپرد کرنا چاہتا ہو، ابھی حالات بگڑے ہیں جب تک حالات ٹھیک نہیں ہو جاتے تم اس بچے کو اپنے پاس رکھنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"فکر نہیں کرو تم آج سے یہ بچہ میری زمہداری ہے اپنی جان سے بھی بڑھ کر اس کا خیال رکھوں گا یہ وعدہ ہے شیر کا شیر و سے

تم بس بے فکر ہو جاؤ۔۔۔۔۔" اسنے خوش دلی سے عیسی کی زمہ داری قبول کی تھی

"بھائی آپ کیسے اس پہ یقین کر سکتے ہیں ابھی ایک ہی تو ملاقات ہوئی ہے آپ کی اس سے۔۔۔" عابد نے بلا جھجک پوچھا، اسے پہلی ہی نظر میں عیسی سے انسیت محسوس ہوئی تھی وہ گول مٹول آنکھوں والا بچہ اسے بہت اچھا لگا تھا وہ کیسے اسے یوں ہی کسی کے سپرد کر سکتا تھا ان دونوں نے عابد کی طرف دیکھا جس کے چہرے پہ فکر کے آثار نمایاں تھے جبکہ وہ صرف شیر و کو دیکھ رہا تھا

"عابد جو ہم برے لوگ ہوتے ہیں ناہ، ہم حقیقت میں برے نہیں ہوتے ہم صرف اچھے لوگوں کی نظروں میں برے گردانے جاتے ہیں سمجھے جاتے ہیں حقیقت میں ہم جیسے برے لوگوں جیسا مخلص کوئی نہیں ہوتا ہم جب وعدہ کرتے ہیں ناہ تو اس وعدے کی پاسداری کے لیے ہم اپنی جان تک داؤ پہ لگا دیتے ہیں ہم اپنے وعدوں اور قول کے پکے اور سچے ہوتے ہیں شبیر سے پہلی ملاقات میں ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ اپنی کہی بات کا بھرم رکھنا جانتا ہے اور پہلی ملاقات میں لگائے گے اندازے کبھی بھی غلط نہیں ہوتے اسلیے بے فکر رہو شبیر عیسی کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر خفاظت کرے گا ہمارے بجائے یہ اسکے ہاتھوں میں محفوظ رہے گا

www.Novelshub.pk

۔۔۔۔۔"شیروکے کہے گے ایک ایک الفاظ نے شبیر کو سرخرو کیا تھا کیا یہ اب ممکن تھا کہ وہ شیروکو دغا دیتا؟ ہر گز نہیں بلکل بھی نہیں۔

"وہ اپنی جان کی بازی لگا کہ عیسی کی خفاظت کرے گا اس تک وہ ایک آنچ بھی نہیں آنے دے گا اسے ہر سرد و گرم سے مخفوظ رکھے گا۔۔۔۔"وہی بیٹھے یہ عہد اسنے شیرو سے نہیں خود سے کیا تھا اور خود سے کیا ہوا عہد بھی کوئی توڑ پایا ہے بھلا۔۔۔"

گویا عابد ابھی بھی مطمئن نہیں تھا لیکن شیرو کے سمجھانے پہ اسے مطمئن ہونا پڑا اسنے منہ بسورے عیسی کو دیکھا جو ابھی بھی سویا ہوا تھا سوتے ہوئے بھی اسکے چہرے پہ درد کے آثار تھے اسکے گالوں پہ مٹے مٹے آنسوں کے نشان تھے عابد کو بے اختیار ہی اس پہ پیار آیا اسنے جھک کے اسکے ماتھے پہ بوسا دیا اسنے اس کے دائیں ہاتھ کو تھاما اسکے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کا ایک پورا کاٹا ہوا تھا اسکی ہتھیلی جلی ہوئی تھی ایک بار نہیں کئی بار جلائی گی تھی کچھ زخم نشان کی صورت میں باقی رہ گے تھے کچھ زخم ابھی تازہ تھے عابد کے ماتھے کی رگیں تنی تھیں اسکا ہاتھ دیکھ کے شبیر اور شیرو کو بھی تکلیف ہوئی تھی

"عابد اسے سونے دو۔۔ تم اٹھو اور چائے بناؤ۔۔۔"شیرو نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے اسے عیسی سے دور کرنا چاہا

وہ اٹھ گیا اس کا رخ سائیڈ پہ بنے کیچن کی طرف تھا شیرو کا حکم وہ چاہ کہ بھی نہیں ٹال سکتا تھا پیچھے وہ آئندہ کا لحہ عمل طے کرنے میں مصروف ہو گے ان کی آواز کیچن میں چائے بنتا عابد با آسانی سن سکتا تھا۔۔۔

----

www.Novelshub.pk

وہ دونوں کیفے ٹیریا میں آمنے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں چونکہ صبح کا وقت تھا اسلیے وہاں سٹوڈنٹ کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی

حیا کے چہرے پہ انوکھی چمک تھی جبکہ علیزہ کا چہرا مرجھایا ہوا تھا

"تمہارہ منہ کیوں آج لٹکا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔" بات کی شروعات حیا نے کی

"تمہارہ چہرا کیوں اتنا چمک رہا ہے۔۔۔۔۔۔" جواب دینے کے بجائے اسنے بھی حیا کے انداز میں ہی سوال کر ڈالا

"میرا تو روز ہی چمکتا ہے۔۔۔۔۔"

"لیکن آج اس میں کوئی انوکھی ہی چمک ہے۔۔۔۔۔۔" علیزہ نے بغور اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا

"بات کو ٹالو نہیں علیزے بتاؤ آج کیوں منہ لٹکا ہوا ہے تمہارا۔۔۔۔۔" اسنے اپنی طرف سے اسکی توجہ ہٹانی چاہی

علیزہ نے ایک گہرا سانس اندر کھینچا

"منگنی ٹوٹ گی میری۔۔۔۔۔"

"اوووووو۔۔۔۔۔۔۔۔" حیا نے لبوں کو گول کیا

"اور توڑ کے بھی وہ لنگور گیا ہے۔۔۔۔۔ بس اسی بات کا دکھ کھائے جا رہا ہے مجھے۔۔ ہائے یہ موقعہ مجھے کیوں نہیں ملا۔

کاش اے کاش میری طرف سے یہ منگنی ٹوٹتی اور پھر اس لنگور کی شکل دیکھتی میں۔۔۔" اسنے باقاعدہ رونی شکل بنا کہ دہائی دی

www.Novelshub.pk

"اسنے توڑی کیوں۔۔۔۔۔؟"

"موصوف کو کسی اور سے محبت تھی۔۔۔۔۔" اسنے دکھی شکل بنائی

"تمہیں اتناد کھ کیوں ہو رہا ہے؟ کہیں تم محبت تو نہیں کرنے لگ گی تھی اس سے۔۔۔۔۔۔۔؟" حیانے جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھا

"اللہ کو مانو حیا۔۔۔۔۔۔" وہ ایک دم اچھلی

"دو دفعہ تو میری ملاقات ہوئی ہے اس سے دوسری دفعہ بھی تب جب وہ منگنی توڑنے آیا تھا بھلا دو دفعہ ہوئی ملاقات سے محبت کہاں ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔"

"محبت تو پہلی ہی ملاقات میں ہی ہو جاتی ہے علیزے۔۔۔۔" وہ کھوئی کھوئی سی بولی بے اختیار ہی اسے شیر و کے ساتھ ہوئی پہلی ملاقات یاد آئی پھر دوسری پھر تیسری اور پھر رات میں اس کے کہے گے الفاظ

میں نے کہا وہ اجنبی ہے
دل نے کہا یہ دل لگی ہے
میں نے کہا وہ سپنا ہے
دل نے کہا پھر بھی وہ اپنا ہے
میں نے کہا وہ دو پل کی ملاقات ہے
دل نے کہا وہ صدیوں کا ساتھ ہے
میں نے کہاں وہ میری ہار ہے

www.Novelshub.pk

دل نے کہا یہی تو پیار ہے

جن کو سوچتے ہی شرمیلی مسکراہٹ نے لبوں کو چھوا تھا

"پتا نہیں وہ کون لوگ ہوتے ہیں جنہیں پہلی ہی ملاقات میں ہو جاتی ہے،،"علیزہ کو تو اپنا ہی دکھ تھا اپنے ہی دکھ میں کھوئی وہ حیا کی مسکراہٹ نہیں دیکھ پائی تھی

علیزہ نے منہ بسورا حیا مسکرائی اسے رمض شہریار یاد آیا اسے بھی تو پہلی ملاقات میں ہی حیا سے محبت ہوئی تھی اب اسکی محبت بہت آگے نکل آئی تھی جلد ہی امکان تھا کہ اسکی محبت عشق کی سرحدوں کو پہنچ جائے گی

"کہاں کھو گی حیا۔۔۔۔"اسنے کھوئی کھوئی حیا کے آگے ہاتھ ہلایا

"کہیں نہیں۔۔۔۔۔۔"وہ سیدھی ہوئی

"حیا تم مجھے مشکوک لگ رہی ہو۔۔۔۔۔۔"

"کیا کیا ہے میں نے۔۔۔۔۔۔"حیا نے اسکی طرف نا سمجھی سے دیکھا

"یہ تو مجھے نہیں پتا۔۔ لیکن کچھ ہے جو مجھے کھٹک رہا ہے۔۔۔۔۔"

"کچھ بھی نہیں ہے خوامخواہ کے وہم نہ پالوں۔۔۔۔۔۔"حیا نے اسے ٹالنا چاہا لیکن وہ علیزہ تھی اتنی آسانی سے ٹلنے والی نہیں تھی

"حیا اگر کچھ ہے ناہ تو ابھی بتا دو ورنہ جس دن مجھے پتا لگا ناہ تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔"اسنے اسے دھمکی دی اس امید پہ کہ شاید وہ بتا دے لیکن سامنے بھی حیا تھی چھوٹی موٹی دھمکیوں کو کہاں خاطر میں لاتی تھی

"بکواس نہیں کرو، اٹھو کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔۔۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی

"حیا دیکھ لو۔۔۔۔" وہ نہیں اٹھی

"بیٹھی رہو جب دل کیا آجانا۔۔۔۔۔۔۔" اسے اٹھتا نہ دیکھ کر وہ اسے وہی چھوڑے آگے بڑھ گی

"حیاااا۔۔۔۔۔۔۔۔۔" چاہ ناچار اسے بھی اٹھنا ہی پڑھا وہ جانتی تھی وہ نہیں بتائے گی جب تک وہ خود نہیں چاہے گی

"حیا تمہیں پتا ہے آج میں کتنی خوش ہو۔۔۔۔۔۔"

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی ماہنور نے اسے پکڑ کے گھوما ڈالا

"بات کیا ہے۔۔۔؟"

"تمہیں پتا ہے ہمارے گھر میں شادی کی بات چل رہی ہے۔۔۔۔۔"

"تمہیں کس نے بتایا۔۔۔۔" جانتی تو حیا بھی تھی لیکن اس نے خود ہی ماہ نور کو نہیں بتایا تھا

"الیان نے۔۔۔۔۔"

"اسکے پیٹ میں تو کوئی بھی بات نہیں بجتی۔۔۔" وہ بڑبڑائی

"کیا کہہ رہی ہو۔۔۔؟" ماہنور کو اس کی بڑابڑاہٹ کی سمجھ نہیں آئی تھی

"کچھ نہیں۔۔۔ کس کی شادی کی بات چل رہی ہے۔۔۔" جانتے ہوئے بھی وہ انجان بنی

"خنان کی۔۔۔" وہ حیا کو لیے بیڈ پہ آبیٹھی اسنے حیا کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا

www.Novelshub.pk

"میں بہت خوش ہو حیا۔ میر اانتظار ختم ہونے والا ہے۔۔۔۔" حیا اس کے چہرے پہ بکھرتے رنگوں کو دیکھ رہی تھی

"شادی تو خنان کی ہونی ہے تم کیوں خوش ہو رہی ہو۔۔۔۔۔؟" معصومیت کی انتہا کر ڈالی تھی حیا نے ماہنور کے تاثرات مصنوعی غصے میں بدلے تھے

"ظاہر سی بات ہے اس کی شادی مجھ سے ہونی ہے۔۔۔" اس کے لہجے میں یقین تھا

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ تمہیں سے شادی کرے گا۔۔۔۔۔۔کوئی اور بھی تو لڑکی ہو سکتی ہے ناہ۔۔۔" وہ اسے کھوج رہی تھی اور اپنا وہم دور کرنا چاہتی تھی کیونکہ جو وہ جانتی تھی وہ ماہنور نہیں جانتی تھی، وہ چپ ہو گی تھی یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا محبت تو یوں ہی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر جاتی ہے

"حیا اگر ایسا ہوا تو۔۔۔۔۔" تھوڑی دیر بعد اسکی متفکر سی آواز کمرے میں گونجی تھی

"وہی تو میں تم سے پوچھ رہی ہو۔ کیا کرو گی تم۔۔۔" وہ اسکا چہرا کھوج رہی تھی یہاں پہ بس اب پریشانی ہلکورے لے رہی تھی

"میں۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی حیا کے موبائل کی میسج ٹیون بجی تھی حیا جانتی تھی کہ کس کا میسج ہو گا اسنے ماہنور کو دیکھا جو اسکا موبائل اٹھا رہی تھی جو کہ ان کے پاس ہی بیڈ پہ رکھا ہوا تھا حیا کے گلے میں گلٹی ابھر کے معدوم ہوئی تھی

www.Novelshub.pk

کیا کشش تھی اسکی آنکھوں میں مت پوچھو

مجھ سے میرا دل لڑ پڑا مجھ کو وہی چاہیے

"واؤووووو۔۔۔۔۔کون ہے یہ حیا۔۔۔۔؟موبائل سے نظریں ہٹا کے اسنے حیا کو دیکھا

"علیزے کا بھائی۔۔۔۔۔۔"وہ جھوٹ نہیں بولتی تھی اسنے بتا دیا تھا اسکی نظریں جھکی ہوئی تھیں ماہنور کے چہرے کے تاثرات حیرت میں بدلے تھے جو وہ نہیں چاہتی تھی وہ ہو چکا تھا

"علیزہ کا منہ بولا بھائی۔۔۔۔؟"ایک امید کے تحت اسنے پوچھا تھا شاید حیا کہے نہیں جبکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ علیزہ کا کوئی بھی بھائی نہیں تھا

"ہاں۔۔۔۔۔۔"اسنے نے ایک گہرا سانس اندر کھینچا

ماہنور نے جلدی سے اسی لیسٹ میں موجود باقی میسج بھی پڑے جو وہی تھے حیا نے ختم نہیں کیے تھے

"حیا تم یہ کیسے کر سکتی ہو۔۔۔۔۔؟"وہ بے یقین تھی اسے حیا سے اس حماقت کی امید نہیں تھی

"میں نے کیا کیا ہے صرف محبت ہی تو کی ہے۔"

"تمہیں محبت کرنے کے لیے وہ غنڈہ ہی ملا تھا۔۔۔۔۔"

"وہ غنڈہ نہیں ہے ماہنور۔۔۔۔۔"حیا نے اسکی حمایت کی

"اسکا حلیہ، اسکے کام، اسکی حرکتیں اور اسکا رہن سہن سب غنڈوں جیسا ہے تو وہ پھر غنڈہ کیسے نہ ہوا۔۔۔۔"بتانے کے ساتھ ساتھ وہ اس سے پوچھ بھی رہی تھی

www.Novelshub.pk

"اسکی محبت غنڈوں جیسی نہیں ہے ماہنور، اسکی محبت سچی ہے، وہ دھوکا دینے والوں میں سے نہیں ہے وہ بہت اچھا ہے یہ میرا دل کہتا ہے۔۔۔۔"

"دل کی مت سنو حیا یہ بعض دفعہ غلط بیانی کر جاتا ہے۔۔۔۔۔" وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ شیرو کے سنگ ان راہوں پہ چلے جن راہوں پہ وہ چل رہی تھی یہ راہیں بہت کٹھن ہوتی ہیں قدم قدم پر آزماتی ہے

"جب محبت ہو جائے نہ ماہنور تو یہ دل بس میں نہیں رہتا پھر یہ ہوتا ہے اور بس محبت۔۔۔۔۔" وہ بے بس تھی شیرو کی محبت نے اسے بے بس کر دیا تھا

"آگے مت بڑھو، یہی سے اپنے قدم واپس موڑ لو آگے تمہاری منزل کے راستے میں بہت رکاوٹیں ہیں ان رکاوٹوں میں سب سے پہلی رکاوٹ میں ہو حیا، میں تمہیں رمض شہریار کا کبھی نہیں ہونے دوگی۔۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے باور کروا رہی تھی

یہ کیا؟؟؟

ابھی تو ہم محبت کے سفر پہ نکلے تھے

ابھی تو ہم نے بہت دور جانا تھا

ابھی تو ہم نے ہوا کے دوش پہ لہرانا تھا

ابھی تو ہم نے مسکراہٹوں کو بکھرنا تھا

ابھی تو ہم نے سازوں کے سنگ گنگنانا تھا

www.Novelshub.pk

ابھی تو ہم نے تال سے تال ملانی تھی

ابھی تو ہم نے آنکھوں میں سپنے سجانے تھے

اور یہ کیا؟؟؟؟

ہمیں ابھی ہی نوید سنادی گی تھی

سزا محبت کی نوید

کیا محبت میں یہ ہی ہوتا ہے؟

کیا محبت یو ہی سزا سناتی ہے؟

کیا محبت نام ہی سزا کا ہے؟

روگ کا

جدائی کا

ہجر کا

وصل کا

غم جاں کا

ادھورے پن کا

"کیوں۔۔۔۔۔؟" حیا کی پھٹی پھٹی آواز نکلی تھی

www.Novelshub.pk

اسنے اپنے کارناموں سے بہت سی دشمنیاں پال رکھی ہو گی حیا قدم قدم پر اسکے دشمن اسکی گھات لگائے بیٹھے ہو گے وہ انتظار میں ہو گے کب وہ ان کے ہاتھ آئے اور وہ اسکا کام تمام کر دے۔ ایسے میں وہ خود کو بچائے گا یا تم کو۔۔۔؟ اسنے حیا کی جانب سوالیہ نگاہیں اٹھائی تھیں وہ کچھ نہیں بولی تھی

"اسکی سنگت کسی دلدل سے کم نہیں ہے حیا۔۔۔۔ لتم اتنی معمولی نہیں ہو کہ ہم صرف محبت کے سنگ تمہیں اس دلدل میں پھینک دے۔۔۔۔۔۔ جینے کے لیے صرف محبت ہی کافی نہیں ہوتی۔۔۔۔ باقی سب بھی دیکھنا پڑتا ہے۔۔۔" وہ اسے اس وقت اپنی ہم عمر ماہنور نہیں لگی تھی وہ تو کوئی اور تھی جو اسے ان راہوں سے واپس پلٹنے کا کہہ رہی تھی حالانکہ وہ تو خود انہیں راہوں پہ تھی اور بہت آگے تھی پھر وہ کیسے اسے واپس پلٹنے کا کہہ سکتی تھی؟

"ماہنور تم بھی تو۔۔۔۔۔۔

میری بات اور ہے حیا۔۔ ماہنور نے اسکی بات کاٹی

میں نے کیسی غنڈے سے محبت نہیں کی ہے حیا میں نے خنان سے محبت کی ہے اے ایس پی خنان سے جو کہ ہر ایک لڑکی کا آئیڈل ہے۔۔۔ وہ رکی بس ایک لمحے کے لیے اسنے حیا کی آنکھوں میں دیکھا

"اے ایس پی خنان اور رمض شہریار میں بہت فرق ہے حیا۔۔"

"محبت فرق کہاں دیکھتی ہے ماہنور۔۔۔۔۔"

"محبت نہیں دیکھتی لیکن آجکل کا معاشرہ ضرور دیکھتا ہے۔۔ میں اپنی نظر سے نہیں کہہ رہی میں معاشرے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہہ رہی ہوں۔۔۔۔" اسنے صفائی دی کہی وہ اسکی محبت کو خود غرض ناہ سمجھ بیٹھے

"چینج کرلو میں تمہارے کیلیے کچھ کھانے کو لاتی ہو۔۔۔۔۔" وہ بڑی بہنوں کی طرح اسکا گال تھپکتے اسے سوچوں میں گرا چھوڑ کر کیچن کی جانب بڑھ گی تھی

"محبت کی راہوں سے پلٹنا مشکل ہی ناممکن ہوتا ہے ماہنور۔۔ میں تمہاری طرح اب چاہ کے بھی واپس نہیں پلٹ سکتی جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔۔" وہ اسکے جانے کے بعد صرف سوچ سکی تھی اسکی مسکراہٹ کہیں کھو گی تھی جو کہ شاید اب ایسے واپس نہیں ملنے والی تھی

صبح کے اجالے کے ساتھ جو اس نے سنا تھا وہ اسکو طیش دلانے کے لیے کافی تھا وہ اپنے سب کام چھوڑ کے سیدھا بلوچستان آیا تھا اسنے جیسے ہی بلوچستان کی سرزمین پہ قدم رکھا تھا اسی وقت شیر و نے بلوچستان کی حدود سے باہر قدم رکھا تھا وہ اپنی مطلوبہ جگہ پہ پہنچتے ہی اپنے سامنے کھڑے گارڈز پہ چلایا

"تمہارے ہوتے ہوئے وہ اسے کیسے یہاں سے لے کے جا سکتا ہے تم لوگ سوئے ہوئے تھے کیا۔۔۔۔"

وہ تینوں اسکے سامنے کھڑے اسکا چلانا برداشت کر رہے تھے کوئی کچھ نہیں بولا تھا کسی میں بھی کچھ بولنے کی ہمت ہی نہیں رہی تھی

"کون تھا وہ۔۔؟ تم لوگوں نے اسکا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔؟" وہ ان تینوں کے چہرے پہ نظریں دوڑا رہا تھا اسکا دل یہی چاہ رہا تھا کہ وہ ان تینوں کو سولی پہ چڑھا دے وہ تینوں ایک بچے کی حفاظت تک نہیں کر پائے تھے

www.Novelshub.pk

"میں نے دیکھا تھا اسے۔۔۔" جواب ٹارچ لائٹ والے کی طرف سے آیا تھا

"کون تھا وہ کیسا دیکھتا تھا وہ۔۔۔۔؟"

"وہ یہاں کا نہیں تھا وہ کہیں اور سے آیا تھا پہلی دفعہ دیکھا ہے اسے میں نے۔۔۔۔۔" وہ نظریں جھکائے کھڑا تھا

"موکی کو اس کے بارے میں پتا نہیں چلنا چاہیے۔۔۔ اسے ڈھونڈو جتنی جلدی ہو سکے اسکے بیٹے کو ڈھونڈو۔۔ ورنہ اپنے بربادی کے دنوں کی الٹی گنتی شروع کر دو۔۔۔" وہ ان تینوں پہ ایک اچٹتی نگاہ ڈالے وہاں سے نکل آیا تھا اور جاتے جاتے ٹارچ لائٹ والے کو اپنے ساتھ آنے کی دعوت دینا نہیں بولا تھا

"تم میرے ساتھ آو۔۔۔۔۔"

طوفان کی آمد ہو چکی تھی

اب اسکا برپا ہونا باقی تھا

یہ کس کو اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا

کون جانتا تھا؟

وہ خنان کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی اندر سے آتی آواز پہ اسکے قدم آگے بڑھنے کے بجائے وہی ساکت ہوئے تھے

"خنان بیٹا ہم نے شروع سے ہی تمہارے لیے ماہنور کو سوچا ہوا تھا۔۔۔" حلیمہ بیگم کی جنجھلائی ہوئی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی تھی

www.Novelshub.pk

لیکن امی میں نے جب بھی سوچا ہے حیا کو سوچا ہے ماہنور کو نہیں۔۔۔میں حیا سے شادی کرنا چاہتا ہو امی،، میں

۔۔۔۔

(اسنے زرا سا وقفہ لیا تھا) حیا سے محبت کرتا ہو امی۔۔۔۔۔"

وہ خنان کے الفاظ تھے یا کسی پہاڑ کی نوک سے ٹوٹا ہوا پتھر جو اس کے سر پہ کسی آتش فشاں کی طرح آ پھٹا تھا اسکے لیے اپنے ہی پیروں پہ کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تھا اسنے دیوار کا سہارہ لے کے خود کو گرنے سے بچایا

کیا محبت یوں ہی آزماتی ہے۔۔؟

ہاں ناہ محبت یوں ہی آزماتی ہے

محبت تو نام ہی آزمایش کا ہے

"آپ ابو سے بات کرے ناہ اور انہیں کہے کہ وہ چچا جان سے حیا کے لیے بات کرے۔۔۔" وہ ان کے دونوں ہاتھ تھامے ان سے التجا کر رہا تھا اسکی التجا سے باہر کھڑے وجود کی آنکھوں سے سفید مائع اسکی گالوں پہ لڑھکا تھا

"اچھا میں بات کرتی ہو تمہارے ابو سے۔۔۔ تم ٹینشن نہیں لینا عثمان صاحب کبھی بھی انکار نہیں کریں گے۔۔۔" وہ مسکرائی خنان اظہار تشکر سے ان کے سینے سے جا لگا تھا وہ جو چاہتا تھا وہ پانے جا رہا تھا اس کی خوشی دیدانی تھی

وہ خود کو گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے تک آئی تھی وہ جو کسی کی محبت میں خود کو رکاوٹ بنائے کھڑی تھی آج اپنی محبت کے راستے میں رکاوٹ دیکھ کے اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وقت آ گیا تھا اسکی خاموش محبت اسکے اندر ہی دم توڑنے والی تھی

www.Novelshub.pk

کیا اب بھی وہ رمض شہریار کے راستے میں رکاوٹ بنے گی

یا اپنی محبت کو پانے کے لیے پیچھے ہٹ جائے گی

اسے فیصلے کرنا تھا

کیا اسکے لیے فیصلہ کرنا آسان تھا؟

نہیں بلکل بھی نہیں

ایک طرف خنان اور اسکی محبت تھی

دوسری طرف حیا اور اسکی محبت تھی

وہ کہاں تھی؟

وہ دونوں کی محبت کے درمیان تھی

اسے خود غرض بننا تھا

اپنی محبت کے لیے اسے خود غرض بننا تھا

اگر وہ خنان سے محبت کرتی تھی

تو اس سے کئی گنا زیادہ وہ حیا سے بھی کرتی تھی

کیا وہ اپنی محبت کو پانے کی خاطر حیا کو اندیکھی آگ میں دھکیل سکتی تھی؟

نہیں بلکل بھی نہیں، ہر گز نہیں

حیا کی محبت کا پلڑا ابھاری تھا وہ حیا کو رمض شہریار سے جوڑی ہر مصبیت سے بچانے کے لیے اپنی محبت کو اسکے قدموں میں رکھنے کے لیے تیار تھی فیصلہ مشکل تھا

ہاں ایک محبت کرنے والے کے لیے اپنی محبت کسی دوسرے کے سپرد کر دینا مشکل تھا لیکن وہ ماہنور تھی حیا کو دل و جان سے چاہنے والی وہ اسے بچانے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی

کیا اس کے یوں کرنے سے حیا بچ پائے گی؟

کون جانتا تھا؟

کوئی بھی تو نہیں

اگر شیر و دشمنوں کے گھیرے میں چل رہا تھا تو خنان بھی دوستوں کی سنگت میں نہیں چل رہا تھا وہ بھی دشمنوں کی زد میں آ چکا تھا حیا کو گولی بھی تو خنان کے توسط سے ہی لگی تھی لیکن ماہنور کی بد قسمتی تھی کہ وہ اس سب سے انجان تھی

آج ٹی وی لاؤنج میں گھر کے بڑوں کی محفل بر جمان تھی الیان دروازے سے کان لگائے اندر ہوتی باتوں کو سننے کی کوشش کر رہا تھا، خنان اپنے کمرے میں اپنے ہی کاموں میں مصروف تھا، وہ لان کی سڑھیوں پہ بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی اسکی سوچوں کا محور ایک ہی شخص تھا وہ تھا رمض شہریار، اسکے ساتھ ہوئی ہر ملاقات اسکی سوچوں میں ہلبلی سی مچا رہی تھیں

وہ اسے کب اچھا لگا تھا؟؟

جب اسنے اسے رات کے اندھیرے میں اپنی پوری تصدیق کے ساتھ اسے اے ایس پی خنان کے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا اسکے دل نے اسکے اس عمل کو اچھائی کے ترازو میں تولا تھا اسکی کہی گی آخری بات نے اسکا خوف اسکے دل میں بیٹھایا تھا لیکن اسکے ساتھ ہوئی دوسری ملاقات کے دوران وہ خوف بھی کہیں اڑن چھو ہو

www.Novelshub.pk

گیا تھا علیزہ کی منگنی پہ اسے دیکھتے ہی اسکے دل نے اسکی سلامتی کی دعا کی تھی وہ لگ ہی اتنا دلکش رہا تھا کہ اسکی کی نظر بار بار بھٹک کے اسکی طرف اٹھتی تھی وہ حیران تھی اسنے خود کو کئی بار ڈاپٹا بھی تھا لیکن دل تو بغاوت کرنے پہ مچلتا رہا تھا اسی روز شیرو کی آنکھوں کی چمک اسے سب کچھ باور کروا گی تھی لیکن وہ جان بوجھ کے ہی انجان بنی رہی، واپسی کے سارے راستے وہ اسی کو سوچتی رہی تھی ہسپتال میں بھی وہ اسکی آمد سے بے خبر نہیں تھی ماسک کے پیچھے چھپے چہرے کو وہ پہچان گی تھی لیکن اس وقت بھی وہ انجان بنی رہی لیکن کب تک وہ انجان بنی رہتی؟ کبھی ناہ کبھی تو آشکار ہونا تھا ناہ۔۔۔۔۔۔۔اور جب آشکار کا لمحہ آیا تھا تب اور بھی بہت سی باتیں آشکار ہونے کے لیے اسکی منتظر کھڑی تھیں اسنے گہرا سانس اندر کھینچا اسی وقت اسے اپنے ساتھ کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اسکے ساتھ ماہنور آبیٹھی تھی

"کن سوچوں میں گم ہو حیا۔۔۔۔۔۔۔" اسنے نے چہرہ موڑے ماہنور کو دیکھا اسکی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں جو کہ اسکے رونے کی چغلی کھا رہیں تھیں

"تم روتی رہی ہو۔۔۔۔۔؟" اسنے اسکے سوال کو نظر انداز کیا وہ اسے دیکھ رہی تھی جواب اپنی سوجی ہوئی آنکھیں جھکا گی تھیں

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"کیوں۔۔۔۔۔؟" نظریں اسکے چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھیں

"تم نے کہا تھا حیا اگر میری دعاؤں میں دم ہوا تو میں خنان کو پالو گی۔۔۔۔ اسنے جھکی ہوئی آنکھیں اٹھا کہ اسے دیکھا

www.Novelshub.pk

لیکن حیا کسی کو بس دعاؤں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا کسی کو پانے کے لیے قسمت کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے، میری قسمت میں خنان کی محبت نہیں لکھی گی لیکن خنان کی قسمت میں تمہاری محبت ضرور لکھ دی گی ہیں۔۔۔۔" وہ نہیں سمجھی تھی یا پھر وہ سمجھ کے بھی انجان بن گی تھی ماہ نور اندازہ نہیں لگا پائی تھی وہ تو بس آنکھوں میں حیرت سموئے اسے بولتے ہوئے سن رہی تھی

"سمجھی۔۔۔؟" حیا نے نفی میں سر ہلایا

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"خنان مجھ سے نہیں تم سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔" اسے بتاتے ہوئے اسکی آنکھ سے اک آنسو گالوں پہ بہہ نکلا تھا

حیا کچھ بول نہیں پائی تھی

"ہم دونوں محبت کے معاملے میں بد قسمت ٹھہری ہیں حیا۔۔۔۔۔۔۔" ایک آنسو نے کئی آنسوؤں کو باہر نکلنے کا راستہ دکھا دیا تھا کسی لڑی کی طرح وہ اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے

اے کاش!! حیا تم نے رمض شہریار سے محبت نہ کی ہوتی تو آج میرے لیے بھی فیصلہ کرنا آسان ہوتا۔۔۔۔۔۔۔" اسنے ہاتھ کی پشت سے اپنے گالوں پہ بہتے آنسوؤں کو صاف کیا

"ماہنور وہ بہت اچھا ہے پلیز مجھے اپنی خوشیوں کا قاتل مت بناؤ۔۔۔۔۔۔" وہ اپنی بہن کے ارادے سمجھ گی تھی اسنے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے اسکی کی بھی آنکھوں سے آنسو رواں تھے ایک درد بھری ہنسی نے ماہنور کے لبوں کو چھوا تھا

"اٹھو حیا۔۔۔میری فکر مت کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ اسے اٹھانے ہی لگی تھی کہ حیا کے موبائل کی میسج ٹیون بجی جو ان کے درمیان ہی رکھا ہوا تھا

حیا نے بھیگی آنکھوں سے موبائل کی روشن سکرین کو دیکھا

"کھولو۔۔۔۔۔۔۔۔"ماہنور نے اسے سکرین پہ جگمگاتے پیغام کو کھولنے کا کہا حیا نے کپکپاتے ہاتھوں سے بنا موبائل کو اٹھائے پیغام کھولا

"میں نے کہا تھا میں زیادہ انتظار نہیں کرواؤ گا میں واپس آگیا ہوا ب بس تم سے ایک ملاقات کا انتظار ہے۔۔۔۔۔۔"

نیچے وہی دو چھوٹے سائز میں الفاظ لکھے ہوئے تھے۔"من سودائی"

"حیا ابو کا مان رکھ لینا۔۔۔۔۔۔۔"اسنے سکرین سے نظریں ہٹا کے حیا کو دیکھا اسی وقت حیا نے بھی اسے دیکھا دونوں کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں ان دونوں کی آنکھوں میں ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں تھیں ایک دوسرے کی محبت میں وہ دونوں اپنی اپنی ذات کو لہولہان کر رہیں تھیں

"ماہنور خود کے ساتھ اور میرے ساتھ ایسا مت کرو۔۔۔۔۔۔"

"میں تو کچھ بھی نہیں کر رہی حیا، میں تو بس یہی چاہ رہی ہو کہ خنان کو اس کی محبت مل جائے۔۔۔۔"

"تمہاری محبت کہا جائے گی ماہنور۔۔۔۔؟"

"وہ جہاں ہے اسے وہی پہ دبا دو گی۔۔۔۔۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔"

www.Novelshub.pk

"جانتی ہو مشکل ہے لیکن ناہ ممکن تو نہیں ناہ، اور ویسے بھی محبت میں محبوب کی چاہ میں خوش رہا جاتا ہے تم خنان کی چاہت ہو اسکی خوشی ہو، مجھے اسکی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہیے۔ وہ تمہارے ساتھ خوش رہے گا اور تم اسکے ساتھ۔ مجھے تم دونوں کو خوش دیکھنا ہے بس تم لوگوں کی خوشی کے لیے میں خود کو فراموش تک کر سکتی ہو حیا۔۔۔"

یہ تمہاری غلطی فہمی ہے کہ میں خنان کے ساتھ خوش رہ پاؤ گی میں اسکے ساتھ کبھی بھی خوش نہیں رہ پاؤ گی تمہاری محبت تمہاری خوشیوں کو روندھ کر میں خوش رہ پاؤ گئ ماہنور؟

وہ اس سے پوچھ رہی تھی

"تم رمض شہریار کے ساتھ بھی خوش نہیں رہ پاؤ گی حیا۔۔۔۔۔۔" دونوں کے پاس جیسے الفاظ ختم ہو گے تھے اس کے آگے مزید حیا نے کچھ کہا تھا اور ناہی ماہنور نے

"حیا، ماہنور خنان، بھائی۔۔۔۔" اندر سے الیان کی آواز انہیں سنائی دی تھی وہ انہیں بلا رہا تھا

"اٹھو۔۔۔" وہ حیا کا ہاتھ پکڑے اٹھ کھڑی ہوئی وہ جیسے ہی اندر جانے کے لیے مڑی تھیں انہیں سامنے وہ کھڑا نظر آیا تھا جس کے چہرے پہ شاک، صدمہ، حیرت اور غصہ بیک وقت ہلکورے لے رہا تھا وہ ان کی سب باتیں سن چکا تھا اسکے چہرے کے تاثرات سے ان دونوں نے یہی اندازہ لگایا تھا اسکو دیکھتے ہی دونوں کا رنگ فق ہوا تھا

"حیا اس دن تم نے اسے دیکھا تھا ناہ۔۔۔۔۔؟" وہ حیا سے پوچھ رہا تھا حیا سر جھکا گئ تھی اسکا جھوٹ پکڑا گیا تھا

www.Novelshub.pk

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی حیا۔۔۔۔۔۔" ہمیشہ اس سے نرمی سے بات کرنے والا خنان آج اپنے لہجے کی نرماہٹ کو برقرار نہیں رکھ پایا تھا ان دونوں پہ ایک غصیلی نگاہ ڈالے وہ اندر کی جانب بڑھ گیا تھا جہاں اسے بلایا جا رہا تھا پیچھے وہ دونوں بھی اپنی بھیگی آنکھوں کو پونچھتی اسکے پیچھے چل دی تھیں وہ کیا سوچ رہیں تھیں اور تقدیر کیا سوچ بیٹھی تھی، کون جانتا تھا؟ کوئی بھی تو نہیں

وہ دونوں بی جان کے سامنے سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ان کے سامنے بی جان کے ساتھ وفا بیٹھی انہیں غور سے دیکھ رہی تھی

"وفا تمہارے میڈیکل ٹیسیٹ کا کیا بنا۔۔۔۔؟" شیر و نے پوچھا

"فیل ہو گی میں۔۔۔۔۔" اسنے منہ بنایا

"کوئی بات نہیں پھر سے کوشش کرنا۔۔۔۔۔۔" عابد نے تسلی دی

"وہ تو میں ضرور کرو گی ہر بار تھوڑی فیل ہونا ہے میں نے۔۔۔۔" وہ پرسکون تھی اسے فیل ہونے کو کوئی صدمہ نہیں تھا

"آپ میری چھوڑے اپنی بتائے، کہاں تھے آپ لوگ۔۔۔۔؟"

"ایک کام کے لیے گے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔" شیر و سر جھکائے بولا

"بیٹا تم لوگوں کو بتا کے جانا چاہیے تھا۔۔۔۔" کب سے خاموش بیٹھی بی جان بولی تھیں

"غلطی ہو گی بی جان اب جب بھی کہیں جائیں گے آپ کو بتا کے جائیں گے۔۔۔۔"

www.Novelshub.pk

"رمض بیٹا تم لوگ یہ کام چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ آئے روز تم کسی ناہ کسی سے لڑ جھگڑ رہے ہوتے ہو، یہ تم لوگوں کی حرکتیں تم لوگوں کی آنے والی زندگی میں بہت مشکلات پیدا کر گئیں تم لوگ آج اکیلے ہو کب تک اکیلے رہو گے ؟ تم لوگوں کی ذات سے اور بھی رشتے جڑ جائے گے کیوں ان آنے والے رشتوں کے لیے مشکلات پیدا کر رہے ہو۔۔۔" آج پھر بی جان انہیں سمجھا رہی تھیں اور وہ بھی ہمیشہ کی طرح آج بھی سر جھکا گے تھے

"جس طرح کی تم لوگوں کی حرکتیں ہے ناہ کوئی بھی عزت دار باپ تم لوگوں کو اپنی بیٹی نہیں دے گا پھر ساری زندگی یوں ہی دوسروں کی ہڈیاں توڑتے ہوئے گزار دینا۔۔۔۔"

"بی جان یاد آیا بھائی شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔" عابد جلدی سے بولا، وفا بھی پوری طرح متوجہ ہوئی

"شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔" انہوں نے عابد کی نقل اتاری وہ تو آج کچھ زیادہ ہی غصے میں لگ رہیں تھیں۔۔ "اسے لڑکی کون دے گا؟"

"بھائی نے لڑکی پسند کر رکھی ہے۔۔۔۔۔۔۔"

"بھائی تو بڑے تیز ہیں۔۔۔۔" وفا نے اندازہ لگایا

"ہو گی وہ بھی کوئی ایسی کی طرح کی۔۔۔۔۔"

"نہیں بی جان وہ بہت اچھی ہے۔۔۔۔۔" شیر و جلدی سے بولا کہیں بی جان اسکے بارے میں کوئی غلط اندازہ ہی ناہ لگا لے

"بھائی دیکھتیں کیسی ہیں ؟۔۔۔۔۔۔۔" وفا نے پوچھا

"تمہارے جیسی تو بلکل بھی نہیں دیکھتیں۔۔۔۔۔" جواب عابد کی طرف سے آیا تھا

www.Novelshub.pk

"عابد بھائی۔۔۔۔۔۔" اسنے منہ بسورا

"کب ملوائے رہے ہو اس سے۔۔۔۔۔" اب کی بار بی جان کا لہجہ تھوڑا نرم تھا

"بہت جلد ملوا گا بی جان۔۔ آپ بس دعا کیجئیے گا وہ مجھے مل جائے۔۔۔۔۔۔" اسنے عقیدت سے بی جان کے ہاتھ تھامے

"یہ حرکتیں چھوڑ دو رمض بیٹا، تمہیں ان حرکتوں کے سنگ کوئی بھی اپنی بیٹی نہیں دے گا۔۔۔"

"بی جان وہ مل جائے گی تو میں سب کچھ چھوڑ دو گا۔ میں اسے پانے کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہو بی جان۔۔ یہ سب چھوڑنا تو بہت معمولی سا ہے۔۔۔۔۔۔"

"اگر وہ تمہاری قسمت میں ہوئی ناہ تو بیٹا وہ تمہیں ضرور مل جائے گی۔۔۔۔۔۔۔" بی جان نے اسے تسلی دی

واؤووو کتنا مزا آئے گا رمض بھائی کی شادی پہ۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔ اسنے شیرو کو مخاطب کیا۔۔ لوگ پٹخائے چلاتے ہیں شادیوں پہ ہم گولیاں چلائے گے گولیاں۔۔۔۔" وہ تو کافی پرجوش لگ رہی تھی شیرو اسکی بات پہ مسکرایا تھا ہاں البتہ عابد اور بی جان کو اسکا مشورہ پسند نہیں آیا تھا

"ہم بس سادگی سے نکاح کریں گے بھائی کا۔۔۔۔۔" عابد نے اپنی رائے دی

"آپ اپنا نکاح سادگی سے کر لیجئے گا لیکن رمض بھائی کی شادی دھوم دھام سے ہی ہو گی۔۔۔۔"

"ہائے ے ے۔۔۔ عابد نے ایک ٹھنڈی آہ بھری

میرا نکاح۔۔۔۔ نکاح کے لیے ایک عدد لڑکی کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ لیکن مجھے تو ابھی تک کوئی بھی نہیں ملی بی جان آپ ڈھونڈے ناہ میرے لیے لڑکی مجھے بھی بھائی کے ساتھ ہی شادی کرنی ہے۔۔۔۔۔"

اب کی بار اسنے بھی شیرو کی طرح بی جان کے ہاتھوں کو تھاما

www.Novelshub.pk

"آپ کو دے گا کون۔۔۔۔۔۔۔" وفا نے بی جان کا جملہ دوہرایا عابد نے اسے آنکھیں دیکھائی

"ہاں ڈھونڈتی ہو کوئی تم جیسی ہی۔۔۔۔۔۔۔"

"کیا مطلب بی جان۔۔۔۔۔" اسنے نا سمجھی سے انہیں دیکھا

"کچھ نہیں۔۔۔اٹھو تم دونوں اپنے حلیے ٹھیک کرو میں کھانا لگاتی ہو۔۔ آج کھا کے جانا۔۔" عابد نے ان کے تھامے ہاتھ چھوڑ دیے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں ان کے ساتھ ہی وفا بھی اٹھ گی پیچھے وہ دونوں بھی اپنے حلیے درست کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے

اندر داخل ہوتے ہی ان دونوں نے سب کو اپنا منتظر پایا تھا حیا وہاں خالی پڑے سنگل صوفے پہ بیٹھ گی جبکہ ماہنور نے حلیمہ بیگم کے ساتھ نشست سنبھالی حیا کہ بلکل سامنے خنان اور الیان بیٹھے تھے اسکی دائیں طرف عثمان صاحب اور مرتضی صاحب بیٹھے ہوئے تھے بائیں طرف نصرت بیگم، حلیمہ بیگم اور ماہنور بیٹھی ہوئی تھیں

"میں حیا بیٹی کی مرضی جانے بنا کوئی بھی فیصلہ نہیں کرو گا۔۔۔" وہاں عثمان صاحب کی آواز گونجی تھی سب ان سے متفق نظر آرہے تھے وہ قدم قدم چلتے حیا کے قریب آئے۔

"حیا بیٹا ہم نے آپ کے لیے خنان کو چنا ہے آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔۔۔؟" وہ شفقت سے اپنا ہاتھ اسکے سر پہ رکھے پوچھ رہے تھے باقی سب بھی اسکی طرف متوجہ تھے

"کیا تم میری واپسی کا انتظار کرو گئی۔۔۔؟"

www.Novelshub.pk

"میں واپس آتے ہی تمہیں تم سے مانگ لو گا۔۔۔۔۔"

وہاں پہ کسی کے کہے گے الفاظ گونجے تھے جو کہ صرف حیا کی سامعتوں سے ٹکرائے تھے

"محبت کے سفر کا پہلا قدم مبارک ہو مس حیا"

اسنے سر اٹھا کہ اپنے سر پہ ہاتھ رکھے اپنے ابو کو دیکھا انکی آنکھوں کی چمک، انکی خوشی، ان کا مان کیا وہ سب ختم کر دے؟

اسنے ماہنور کو دیکھا اسکے چہرہ ہر قسم کے تاثر سے پاک تھا وہاں کچھ نہیں تھا

حسد، نفرت، کسی کو کھونے کا دکھ کچھ بھی تو نہیں تھا، اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر ماہنور مسکرائی تھی گویا اسنے اسے تسلی دی تھی کہ

"وہ اسکی فکر ناہ کرے بس بابا کا مان رکھ لے"

اگر ماہنور اپنے ابو کے فیصلے پہ خوش تھی تو کیا وہ نہیں ہو سکتی تھی؟ وہ تو اپنے بابا کی لاڈلی بیٹی تھی

کیا وہ رمض شہریار کی محبت کی خاطر اپنے بابا کی برسوں کی محبت کو ختم کر دے؟

یا پھر ماہنور کی محبت کی خاطر وہ اپنے بابا کا مان توڑ دے؟

نہیں وہ حیا تھی حیا نور اپنے بابا کی لاڈلی اس وقت اسے اگر کسی کی محبت عزیز تھی تو وہ اسکے بابا کی محبت تھی

وہ اپنے بابا کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی

کچھ بھی

www.Novelshub.pk

یہاں تو بس اسنے نے اپنے بابا کی ماں کی خاطر اپنی محبت کو قربان کرنا تھا وہ محبت جو صرف چند دنوں کی تھی کیا وہ اپنی چند دنوں کی محبت کی خاطر اپنے بابا کی برسوں کی محبت کو داؤ پہ لگا دے؟

وہ جانتی تھی وہ رمض شہریار کی کبھی نہیں ہو سکتی تھی اسکی بہن رمض شہریار کے لیے نہیں مان رہی تھی کیا اسکے بابا مان جاتے؟ یہ تو ناممکنات میں سے تھا

اسنے فیصلہ کر لیا تھا اسنے بابا کی ماں کی خاطر ماہنور کی محبت کی بھی پرواہ نہیں کی تھی رمض شہریار کی محبت کی پروا کہا کرتی وہ۔۔۔

اسنے اپنے بابا کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے سر جھکا دیا تھا ایک آنسو اسکی جھکی پلکوں سے گرا تھا لیکن پھر بھی وہ مسکرا دی تھی اسکا فیصلہ جان کر عثمان صاحب کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھری تھی وہ مسکراہٹ جو اسنے پہلے کبھی بھی ان کے چہرے پہ نہیں دیکھی تھی وہ مسکراہٹ انمول تھی اسکے لیے ماہنور کے لیے بھی، اس مسکراہٹ نے ان دونوں کے سارے حساب چکتا دیے تھے

سب اسے باری باری گلے سے لگائے دعائیں دے رہے تھے

اگر وہ رمض شہریار کی محبت کی خاطر انکار کرتی تو کیا وہ ان دعاؤں کی حقدار ٹھہرتی؟

نہیں

بلکل بھی نہیں

ہرگز بھی نہیں

آج بدھ تھا جمعہ کو انکے نکاح کی تاریخ رکھ دی گی تھی سب خوش تھے خنان خوش تھا

www.Novelshub.pk

کیاوہ خوش تھی؟

ماہنور خوش تھی؟

نہیں۔۔۔۔۔وہ دونوں خوش نہیں تھیں لیکن وہ خوش دِیکھ رہی تھیں وہ اپنوں کی خوشی کی خاطر خوش تھیں کوئی بھی ان دونوں کے دل کا حال نہیں جان پایا تھا سوائے خنان کے

لیکن وہ بھی خود غرض بن گیا تھا

اپنی محبت کو پانے کی خاطر وہ خود غرض بن گیا تھا

وہ کسی قیمت پہ بھی حیا کو، اپنی محبت کو کھونا نہیں چاہتا تھا

وہ رمض شہریار کو جانتا تھا پہلی ملاقات پہ ہی وہ اسے ناپسند کر آیا تھا

اگر حیا ماہنور کو مانا لیتی تو پھر خنان نے نہیں ماننا تھا اگر خنان مان جاتا تو اسکے بابا نے نہیں ماننا تھا

اسکی راہیں کٹھن تھیں

بہت زیادہ

حد سے بھی زیادہ

اس دنیا میں انکی محبت کا مل جانا ناممکنات میں سے تھا

لیکن کیا دوسری دنیا میں ان کی محبت کا مل جانا ممکن تھا؟

کون جانتا تھا؟

کوئی بھی تو نہیں

---

www.Novelshub.pk

وہ دونوں کافی شاپ میں آمنے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں حیا کی دروازے کی طرف پشت تھی جب کہ علیزہ دروازے کے بلکل سامنے بیٹھی ہوئی تھی اسکی بار بار نظریں دروازے کی طرف اٹھ کے واپس پلٹ آتی تھیں

"اتنی بھی کیا مصروفیات ہیں حیا کہ تم کسی کے بھی میسج کا جواب دینا گوارہ نہیں کر رہی۔۔۔" وہ بلکل سپاٹ لہجے میں پوچھ رہی تھی

"وہی بتانے آئی ہو۔۔۔" وہ اپنے سامنے رکھے گے کافی کے کپ میں چمچ ہلاتے ہوئے بولی

"میرا نکاح ہے۔۔۔۔۔۔" علیزہ نے اسکے لہجے میں نمی گھلتی ہوئی محسوس کی تھی

"کس سے۔۔۔۔؟" اسے سن کے حیرت ہوئی تھی

"خنان سے۔۔۔۔۔۔۔" علیزہ نے کوئی بھی تاثر نہیں دیا تھا شاید وہ پہلے سے ہی جانتی تھی

"کل تک تو وہ خنان بھائی تھے آج خنان ہو گے۔۔۔۔۔۔۔۔" اسکا لہجہ طنزیا ہو گیا تھا حیا نے کافی کے کپ سے نظریں ہٹا کہ اسے دیکھا بے یقینی سے، اسے علیزہ سے اس جملے کی توقع نہیں تھی

"ظاہر سی بات ہے نکاح ہونے والا ہے میرا ان سے اب بھائی کہتے ہوئے اچھا تھوڑی لگے گا۔۔۔۔۔"

"رمض بھیا کا کیا۔۔۔۔؟"

"کیا۔۔۔۔؟" حیا کی ناک پہ بل ڈالے تھے کافی میں چمچ ہلاتا ہاتھ ساکت ہوا تھا

بھلا اسکا یہاں کیا ذکر؟

www.Novelshub.pk

"زیادہ معصوم مت بنو حیا۔۔۔ تم نے کیا سمجھا تھا تم کچھ نہیں بتاؤ گی تو میں انجان رہو گی رمض بھیا نے مجھے سب بتادیا ہے تم رمض بھیا کے ساتھ ایسے کیسے کر سکتی ہو۔۔۔۔۔۔؟"
"کیا کیا ہے میں نے اسکے ساتھ۔۔۔۔۔۔؟" ہمیشہ سے نرم لہجے میں بات کرنے والی حیا کا لہجہ غصے کی بدولت تیز ہوا تھا
"تم انہیں اپنی محبت کا عادی بنا کہ انہیں تنہا کیسے چھوڑ سکتی ہو حیا۔۔۔۔۔؟"
"کوئی کیسی کو بھی اپنا عادی نہیں بنا سکتا یہ عادت انسان کو خود بخود لگتی ہے اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی
"چلتی ہو۔۔۔۔۔۔"
"رکو حیا تم میرے سوالوں کا جواب دیے بنا نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔۔" وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی
"ٹھیک ہے پوچھو کیا پوچھنا ہے۔۔۔۔۔۔۔" وہ اب دونوں آمنے سامنے کھڑی تھیں
"تم رمض بھائی کے میسج کا جواب کیوں نہیں دے رہی۔۔۔۔۔۔۔"
"یہ پوچھنے کے لیے تم نے مجھے یہاں بلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔"
"بات کو ٹالو نہیں جو پوچھا ہے وہ بتاؤ۔۔۔۔۔۔"
"میں تمہیں جواب دہ نہیں ہو۔۔۔۔۔۔۔"
تمہارے پاس کوئی جواب ہے ہی نہیں حیا۔۔ جھوٹے، دھوکے باز لوگوں کے پاس جواب ہوتا بھی نہیں ہے آج سے تم بھی ان لوگوں کی صف میں کھڑی ہو گی ہو۔۔۔ تم دھوکے باز ہو تم نے رمض بھائی کو دھوکہ دیا ہے۔۔ تم انہیں اپنا عادی بنا کہ چھوڑ رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ علیزہ کے الفاظ تھے یا طنز میں ڈبوئے ہوئے نشتر۔ جو سیدھے اسکے دل کے آر پار ہوئے تھے وہ اپنے بھائی کی محبت میں اپنی دوست کو دھوکے باز کہہ رہی تھی وہ دوست جس پر دل و جان سے مرنے کے وہ دعوے کرتی تھی کیا اسے حیا پہ یقین نہیں تھا یا پھر رمض شہریا کی محبت کے آگے اسکے نزدیک اسکی محبت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی علیزہ کے الفاظ نے اسے تکلیف دی تھی

اسکا ہاتھ اٹھا تھا

کافی شاپ میں تڑاہ کی آواز گونجی تھی

وہاں پہ موجود لوگوں نے گردنیں موڑ کے آواز کے تاقب میں دیکھا تھا جہاں علیزہ اپنے گال پہ ہاتھ رکھے اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی

مجھے ان لوگوں سے سخت نفرت ہے جو محض اپنے دل کی تسکین کے لیے کسی بے قصور کو اپنے سوالوں کے کٹھرے میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ آج سے تم بھی انہیں لوگوں کی صف میں شامل ہو علیزہ شاہ۔۔۔۔۔۔۔"

اسے اسی کے الفاظ لوٹاتی وہ چلائی تھی گردن موڑے دیکھتے لوگوں نے آج اس لڑکی کا چلانا دیکھا تھا جو اپنی خاموشی سے دوسروں کے دلوں کو فتح کرنا جانتی تھی

علیزہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ حیا اس پہ کبھی ہاتھ اٹھائے گی دونوں کی دوستی کو رمض شہریار کی محبت کی نظر لگ چکی تھی

"میرے سامنے آئندہ کچھ بھی بکواس کرنے سے پہلے سو بار سوچنا۔۔۔۔" وہ انگلی اٹھائے اسے وارن کر رہی تھی

www.Novelshub.pk

"اور اپنے اس رمض بھیا کو بھی بتا دینا، کہ حیا نور اتنی گری پڑی نہیں ہے کہ اسے گھر بسانے کے لیے ایک غنڈے کا انتخاب کرنا پڑے۔۔۔۔۔" آج اسنے ماہ نور کی زبان بولی تھی اسکی اپنے ہی الفاظ سے اسکا دل تکلیف کی اتھاہ گہرایوں میں گرا تھا

وہ ضبط کے کن مراحل پہ کھڑی تھی بس وہ ہی جانتی تھی

کل نکاح ہے میرا اے ایس پی خنان مرتضی احمد سے تمہیں اور تمہارے رمض بھیا کو (اسنے رمض بھیا پہ اچھا خاصہ زور دیا تھا) کو دعوت دیتی ہو۔۔۔ دل مانا تو آجانا، ورنہ تم لوگوں کے ناہ آنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔۔۔"

اسنے باظاہر علیزہ سے کہا تھا لیکن وہ مخاطب اپنے پیچھے کھڑے شیر و سے تھی اپنے پیچھے کھڑے شیر و کی موجودگی سے وہ باعلم تھی

اسے کل ہی کسی انجان نمبر سے میسج وصول ہوا تھا کہ حیا کا نکاح ہے اس میسج کی تصدیق کے لیے اسنے کئی میسج حیا کو کیے تھے لیکن حیا نے اسکے کسی بھی میسج کا جواب دینے کے بجائے اسکا نمبر بلاک لیسٹ میں ڈال دیا تھا مجبوراً اسے علیزہ سے رابطہ کرنا پڑا تھا تبھی اسنے علیزہ کو سب کچھ بتایا تھا ابھی علیزہ کے توسط سے ہی حیا وہاں موجود تھی وہ ٹریفک کی وجہ سے وہاں لیٹ پہنچا تھا لیکن وہاں پہنچتے ہی جو اسکی سماعتوں نے سنا تھا وہ اسکے لیے کسی تباہ شدہ بستی سے کم نہیں تھا بلکل ایسی ہی بستی جس میں اسکے والدین جل کے راکھ ہوئے تھے اسی بستی میں آج اسنے خود کو جلتا ہوا محسوس کیا تھا

www.Novelshub.pk

اپنے پیچھے اسکی بے یقینی سے چلتی سانسیں وہ باآسانی سن سکتی تھی اگر وہ کسی ان دیکھی آگ میں جل رہا تھا تو وہ بھی ٹھنڈے پانی میں نہیں نہا رہی تھی اسکی بھی حالات شیر و سے کم نہیں تھی اپنے ضبط کو برقرار رکھنے کے لیے اسنے اپنے بیگ پہ گرفت مضبوط کی، وہ مڑی اسنے صرف ایک نظر اپنے پیچھے کھڑے شیر و کو دیکھا،۔۔۔اس ایک نظر میں ہی اسنے شیر و کے چہرے پہ رقم تحریر کو اپنے دل پہ نقش کیا تھا وہ تحریر اسے پل پل ازیت سے دوچار کرنے کے لیے کافی تھی اسکے بائیں طرف سے گزرتے ہوئے وہ داخلی دروازہ عبور کر گی تھی

وہ اتنے گہرے صدمے میں تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہل نہیں پایا تھا

جو ہی اسکے قدم دروازے سے باہر نکلے تھے اسکا ضبط ٹوٹا تھا آنسو پلکوں کی باڑ توڑے اسکے گالوں پہ بہہ نکلے تھے دل کو اک امید تھی وہ اسکے پیچھے آئے گا اپنے دل میں اسی امید کو دباتے وہ مخالف سمت چل پڑی تھی اسنے راستہ بدل لیا تھا تا کہ وہ اسکا تک ناہ پہنچ پائے اس میں اسکا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رہی تھی اسے ڈر تھا کہ اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو اسکے سامنے اسکے دل کا حال ناہ آئیا کر دے اور وہ دل کے ہاتھوں مجبور کوئی غلطی ناہ سرزد کر بیٹھے

"بھائی یوں ناہ جانے دے اسے، اس سے بات تو کریں۔۔۔۔۔۔" اپنے صدمے میں کھوئے اسنے علیزہ کی آواز سنی جو اسے حیا کے پیچھے جانے کا کہہ رہی تھی وہ ہوش میں لوٹا تھا سرخ انگارہ آنکھیں لیے وہ اس کے پیچھے بھاگا اسکا رخ اسی راستے کی طرف تھا جہاں سے وہ آیا تھا جہاں سے حیا آئی تھی وہ اسی راستے پہ پاگلوں کی طرح بھاگتا رہا تھا لیکن وہ اسے وہاں نہیں ملی تھی وہ اپنا راستہ بدل چکی تھی جب کہ وہ اسی راستے پہ پاگل ہوتا پھر رہا تھا وہ اب وہاں راستے کے بیچ و بیچ کھڑا گہرے سانس لے رہا تھا

www.Novelshub.pk

اور وہ مخالف سمت اپناتی اپنے گھر پہنچ چکی تھی دونوں کے راستے جدا ہو چکے تھے ان راہوں پہ اب وہ اسے نہیں ملنے والی تھی اسکی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کے اسکے قدموں کی زینت بنا تھا وہ تھکے ہارے اور ایک لوٹے ہوئے مسافر کی مانند واپس لوٹا تھا اسکا رخ اپنے گھر کی جانب نہیں تھا اسکا رخ اسکی گھر کی جانب تھا جہاں اسنے سات سال پہلے قدم رکھا تھا

آج سات سال بعد وہ وہی جا رہا تھا اپنی تکلیف اپنے کرب اپنی ازیت کو کم کرنے کے لیے۔۔۔۔وہاں کے مکینوں سے کچھ شکوے کرنے کے لیے وہ واپس اس جگہ کا رخ کر رہا تھا اس جانب اسکا اٹھتا ہر قدم اسکو نئی تکلیف سے دوچار کر رہا تھا

(وہ محبت ہے اے ایس پی خنان کی اور عشق ہے رمض شیریار کا اب دیکھنا یہ ہے کہ محبت اور عشق کی جنگ میں فتح کس کا مقدر ٹھہرتی ہے)

وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھا ہوا تھا آنسو اسکی آنکھوں سے مسلسل بہہ رہے تھے اسکی آنکھوں کے سامنے مٹی کے دو ڈھیر تھے جس کے نیچے اسکے والدین اپنی ابدی نیند سوئے ہوئے تھے

"امی ابو۔۔۔۔۔۔۔۔" اسنے انہیں پکارہ تھا اسکا لہجہ میں کیا کچھ نہیں تھا ازیت دکھ خود کو ٹھکرائے جانے کی تکلیف

کرب سب کچھ تھا

میں نے سات سال تک اس قبرستان کا رخ نہیں کیا جانتے ہے آپ لوگ کیوں،؟

www.Novelshub.pk

کیونکہ میں آپ کا بیٹا نہیں رہا تھا میں وہ رمض شہریار نہیں رہا تھا جس سے آپ لوگوں کی امیدیں وابستہ تھیں میں شیر وبن چکا تھا وہ شیر و جو سب پہ اپنا رعب بیٹھانا جانتا تھا جس کا بس ایک ہی کام تھا پیسوں کی خاطر لوگوں کو ہسپتال کے بستر تک پہچانا، میں آپ لوگوں کا خواب بھول چکا تھا آپ لوگ چاہتے تھے کہ میں معلم بنتا دوسروں کی تربیت کرتا لیکن آپ لوگوں کو کھونے سے مجھ سے آپ لوگوں کی تربیت بھی کہیں کھو گی تھی میں خود تکلیف میں تھا مجھے دوسروں کو بھی تکلیف دینے میں مزہ آنے لگا تھا میں اپنے عمل سے شرمندہ تھا مجھے آپ لوگوں کا سامنا کرتے ہوئے ڈر لگتا تھا لیکن آج میں یہاں آیا ہو جانتے ہیں کیوں ؟۔۔۔

اسکے آنسو کی رفتار تیز ہوئی تھی سنسان پڑے قبرستان میں ویران پڑے درخت لہرائے تھے ان کی شاخوں سے جڑے سوکھے ہوئے پتے ہوا کا بوجھ سہہ نہیں پائے وہ ہوا کے ایک جھونکے سے ہی زمین بوس ہوئے تھے کیوں کہ میں آپ لوگوں سے گلہ کرنے آیا ہو شکوہ کرنے آیا ہو۔ آپ لوگوں کو مجھے چھوڑ کے نہیں جانا چاہیے تھا آپ چلے گے وہ بھی ایک ساتھ آپ میں سے ایک کو میرے ساتھ رہنا چاہیے تھا تاکہ میں یوں خود کو برباد نہ کرتا میں آپ کو بتانے آیا ہو کہ۔۔۔۔۔ وہ لمحے بھر کو رکا

وہ بھی مجھے چھوڑ رہی ہے جس سے میں نے آپ لوگوں کے بعد محبت کی تھی آپ لوگوں کے ایک ساتھ مجھے چھوڑ جانے پہ میں ٹوٹا تھا میں غلط راستے پہ بھی نکلا تھا لیکن آپ لوگوں کی تربیت نے مجھے روک لیا تھا میں نے غلط راستے کو اپنایا تھا لیکن میرا وہ غلط راستہ بھی دوسروں کی مدد پہ مبنی تھا لیکن راستہ تو غلط ہی تھا نا اسی وجہ سے وہ مجھے چھوڑ رہی ہے اگر وہ مجھے نا ملی نا تو میں ٹوٹ جاؤ گا یوں ٹوٹوں گا کہ پھر سے کبھی جڑ نہیں پاؤ گا۔

۔۔۔۔"

میں آپ لوگوں سے آج کہنے آیا ہو۔ کہ اگر وہ میری ناہ ہو سکی تو میں اسے کسی اور کا بھی نہیں ہونے دو گا آپ کا بیٹا اسے پانے کے لیے ہر حد پار کر جائے گا آپ لوگ بس مجھے معاف کر دیجیئے گا یا پھر کوئی بھی غلط قدم اٹھانے سے پہلے مجھے اپنے پاس بلا لیجیئیے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ چپ ہوا تھا اسکے آخر میں کہے گے الفاظ اسکے ماں باپ نے سنے ہو یا ناہ سنے ہو لیکن اسکے اوپر موجود ذات نے ضرور سنے تھے نیچے گرے پتوں میں شور برپا ہوا تھا سوکھے پتوں کی آپس میں ٹکرانے کی آواز ہر سو گونجی تھی اسنے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے تھے فتح پڑنے کے بعد اسنے اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پہ پھیرا اور اٹھ کھڑا ہوا

آج سات سال بعد اسنے اپنے والدین سے بھی ملاقات کر لی تھی وہ اک مضبوط فیصلے کے بعد واپس لوٹا تھا جو اسنے مانگا تھا اسے اس میں کچھ تو ملنا ہی تھا لیکن کیا ملنا تھا وقت سے پہلے کوئی بھی نہیں جان سکتا تھا

رات کے تقریباً سات بجے کا وقت تھا اندھیرا ہر سو پر پھیلانے کے لیے تیار تھا احمد ہاؤس میں نکاح کی تیاریاں عروج پہ تھیں ہر ایک کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی گھر کی لاڈلی بیٹی اور مرتضی صاحب کے اکلوتے بیٹے کا نکاح تھا مرتضی صاحب اپنی نگرانی میں احمد ہاؤس کو سجا وار ہے تھے ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف تھا لیکن وہ جب سے واپس آئی تھی خود کو یوں ہی کمرے میں بند کیے بیٹھی تھی آنکھوں پہ اس کا اختیار نہیں تھا بار بار اسکی تکلیف اسے اپنے دل پہ محسوس ہو رہی تھی جو کہ آنسوؤں کی صورت اسکی آنکھوں سے بہہ رہی تھی کمرے کا دروازہ کھولا کوئی اندر آیا تھا وہ جانتی تھی کہ اندر آنے والی شخصیت کون ہے

www.Novelshub.pk

"بیٹا کیوں اپنی آنکھوں پہ ظلم کر رہی ہو۔۔ کل تمہارا نکاح ہے تمہیں خوش ہونا چاہیے۔۔۔۔۔" نصرت بیگم اسکے ساتھ آ کے بیٹھی تھیں وہ بے اختیار ہی ان کے گلے لگ گی

"کیا بات ہے بیٹا تم خوش نہیں ہو کیا۔۔۔۔۔" اسکا یوں رونا انہیں تشویش میں مبتلا کر گیا تھا

"امی مجھے اک عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے یوں لگ رہا ہے جیسے بہت برا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔" وہ ان کے گلے لگی کہہ رہی تھی

"امی کچھ بھی ہو جائے آپ اپنی حیا بیٹی پہ اعتبار کرے گی ناہ۔۔۔۔۔۔" وہ ان سے دور ہٹی تھی

"بیٹا یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔؟" حیا کی باتیں انہیں پریشان کر رہیں تھیں

"امی آپ بس اتنا بتائے آپ اپنی بیٹی پہ اعتبار کرے گی ناہ۔۔۔۔۔" وہ ان کے ہاتھ تھامے آنکھوں میں آس لیے پوچھ رہی تھی

"بیٹا بیٹیوں کے معملے میں جو اعتبار کی ڈور ہوتی ہے ناہ وہ بہت نازک ہوتی ہے زرا سی بھی ہلنے پہ یہ ٹوٹ جایا کرتی ہے تمہارے کسی چھوٹے سے بھی عمل سے یہ ہلنی بھی نہیں چاہیے کیونکہ اگر یہ ہلی بھی ناہ تو ہم لوگ تم پہ اعتبار نہیں کر پائے گے۔۔۔۔۔" اسکی ماں نے کیا کہا تھا وہ حیران تھی وہ ان سے اس جملے کی توقع نہیں کر سکتی تھی ٹھیک ہے وہ اپنی والدین کی لاڈلی تھی لیکن اتنی بھی لاڈلی نہیں تھی کہ وہ اسکے غلط ہونے پہ بھی اسکا اعتبار کرتے

آپ کے والدین آپ سے جتنی بھی محبت کرتے ہو آپ کا ایک چھوٹا سا بھی غلط عمل ان کی محبت کو نفرت میں بدلنے کے لیے کافی ہوتا ہے کبھی بھی اپنی والدین کی محبت کا غلط فائدہ مت اٹھائے ورنہ ساری زندگی آپ کے ہاتھ پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں آئے گا، آپ کے والدین کو آپ پہ جو اعتبار ہے اسے کبھی بھی

www.Novelshub.pk

ٹوٹنے مت دے ان کا مان رکھے ان کا خود پہ اعتبار قائم رکھے چاہیے اسکے لیے آپ کو جو کچھ بھی کرنا پڑے آپ کریں کیونکہ جب اعتبار ٹوٹتا ہے ناہ والدین کا۔۔ تو نقصان کی زد میں بھی آپ خود آتے ہیں اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا نقصان کرنا کہاں کی عقل مندی ہے؟ خدارا خود کو اس نقصان سے بچائے والدین کا رشتہ واحد رشتہ ہوتا ہے جو ہر ملاوٹ سے پاک ہوتا ہے اسکی علاوہ کوئی بھی ایسا رشتہ نہیں ہے جو آپ کے ساتھ مخلص ہوگا اور آجکل کے دور میں تو ہر رشتے کی بنیاد خود غرضی پہ رکھی جارہی ہے مطلب پرستی پہ، آپ بہت انمول ہے اپنے والدین کے لیے اپنے آپ کے لیے، چند دن کی محبت کی خاطر خود کو بے مول مت کرے۔ آجکل کے معاشرے میں سچی محبتیں نہیں ملا کرتیں خود کو جھوٹی محبتوں کے پیچھے مت بھگائے، آپ کے پاس سچی محبت ہے جو کہ آپ کے والدین نے آپ کو دی ہے اسے سنبھال کے رکھے سنیت سنیت کے رکھے، یقین مانے کبھی بھی رسوا نہیں ہوگے، مایوس نہیں ہوگے کوئی بھی پچھتاوا آپ کو چھو کہ بھی نہیں گزرے گا، آپ کبھی بھی بے مول نہیں ہوگے آپ معتبر ٹھہرائے جائیں گے اپنی نظروں میں اپنے والدین کی نظروں میں دوسروں کی نظروں میں بھی۔۔ اب آپ پہ منحصر ہے کہ آپ کا انتخاب کیسا ہوتا ہے فائدہ مند یا نقصان دہ

"اٹھو حیا ہم نے مہندی لگوانے جانا ہے۔۔۔۔۔۔" عجلت میں کہتی ماہ نور اندر داخل ہوئی

اٹھو جاؤ مہندی لگوا کے آو۔۔۔۔۔۔ وہ اسکا گال تھپکتی اٹھ کھڑی ہوئی وہ بس انہیں دیکھتی ہی رہ گی وہ چلی گی لیکن اسکی نگاہیں وہی پہ جمی رہی جہاں سے وہ گئیں تھیں

"اٹھو حیا ہم نے واپس گھر بھی آنا ہے۔۔۔۔۔۔" وہ اسکے پاس آئی

www.Novelshub.pk

"ماہ نور مجھے نہیں جانا۔۔۔۔۔۔۔"

"کیوں۔۔۔۔۔؟" حیا کی حالت دیکھتے وہ پریشان ہوئی

مجھے ڈر لگ رہا ہے ماہ نور ایسا لگ رہا جیسے میں گی تو واپس نہیں آ پاؤ گی۔۔۔۔۔"

"اور تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔۔؟" وہ اسکے پاس بیٹھ کے اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرنے لگی

"ماہ نور میں تمہاری خوشیوں کی قاتل نہیں بننا چاہتی مجھے یہ گلٹ مار دے گا۔۔۔۔۔۔۔"

"میری خوشیاں تم لوگوں سے ہی وابستہ ہے حیا اس گلٹ کو زہین سے نکال دو۔۔۔۔۔۔۔" وہ اسے سمجھا رہی تھی پیار سے محبت سے اسکا لہجہ ہر قسم کی مکاری سے پاک تھا اسکی آنکھوں میں سچائی تھی

"ماہ نور جو تم نے چاہا ہے وہ تمہیں ملے گا یہ میرا دل کہتا ہے تمہاری محبت سچی ہے اسمیں خود غرضی نہیں ہے تمہاری محبت تمہیں سرخرو کرے گی وہ تمہیں مل جائے گی دیکھ لینا معجزے ہونے میں دیر نہیں لگتی۔۔۔۔۔۔"

"اچھا مان لیا اب اٹھو ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔" اسنے حیا کا وہم دور کرنے کے لیے اسکی ہاں میں ہاں ملائی اور اسے ساتھ لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اے کاش کوئی اسے بتاتا وہ حیا کا وہم نہیں تھا وہ سچ تھا صرف ایک معجزہ ہونا تھا اور اسے اسکی محبت مل جانی تھی

"کہاں ہو عابد۔۔۔۔۔۔؟" وہ فون کان سے لگائے چل رہا تھا

www.Novelshub.pk

"گھر پہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی تھی

"اے ایس پی کے گھر کے باہر پہرہ دو کوئی بھی باہر آتا ہے تو مجھے فوراً انفارم کرو۔۔۔۔۔۔۔" وہ سڑک کنارے چل رہا تھا اسکے پاؤں کے نیچے بے دردی سے کچلے جانے والے پتے اسے افسوس سے دیکھ رہے تھے وہ آج اپنے حواسوں میں نہیں تھا وہ اپنے محبت کو پانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا وہ شیرو تھا اس سے کسی بھی فعل کی توقع کی جا سکتی تھی

"ٹھیک ہے بھائی ابھی نکلتا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ہممممم۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے ہنکارہ بھرا اور ساتھ ہی کال کاٹ کے فون پینٹ کی جیب میں ڈالا، ابھی بھی وہ اپنے مخصوص حلیے میں تھا ہلکی نیلے رنگ کی پینٹ کے اوپر اسنے سفید بنیان کے ساتھ کالی شرٹ پہن رکھی تھی جس کے بٹن کھولے ہوئے تھے اور وہ اسکے کندھوں پہ جھول رہی تھی سر پہ وہی کالی پٹی بندھی ہوئی تھی جو وہ ہمیشہ سے باندھتا آیا تھا پٹی پہ اسکے بال بکھرے ہوئے تھے جو کہ اسکی آنکھوں کے ساتھ اٹھکلیاں کرنے میں مصروف تھے وہ بس آگے بڑھتا جا رہا تھا اسنے نے کہا جانا تھا؟؟؟ وہ نہیں جانتا تھا وہ خود کو اس وقت اس مچھلی کی مانند محسوس کر رہا تھا جو پانی سے نکلتے ہی بے تاب ہو جاتی ہے جس کی بس ایک ہی چاہ ہوتی ہے دوبارہ اپنی زندگی کی طرف لوٹنے کی دوبارہ پانی میں جانے کی۔۔ وہ بھی بس یہ ہی چاہ رہا تھا کہ بس حیا اسے مل جائے

وہ واپس اس زندگی کی طرف لوٹ جائے

اور وہ دوبارہ شیرو سے رمض شہریار بن جائے

www.Novelshub.pk

وہ انہیں راستوں پہ واپس لوٹ جانا چاہتا تھا جہاں سے وہ آیا تھا اور شیرو کہلایا تھا پہلی دفعہ اسے شیرو کس نے کہاں تھا؟ اسنے جس نے اسے لڑنا سیکھایا تھا اپنے ماں باپ کے جلے ہوئے وجود کو سپرد خاک کرنے کے بعد وہ بلکل ٹوٹ چکا تھا وہ تنہا ویران پڑے گھر کی دیواروں سے لگ لگ کر روتا تھا کوئی بھی اسکے پاس نہیں تھا جو اسے چپ کرواتا اسکا کا غم بانٹتا، تب یوں ہی سڑک کنارے روتے ہوئے اسکی ملاقات بہادر خان سے ہوئی تھی بہادر خان اسے اس راستے پہ لایا تھا پہلے پہل اسنے بہادر خان کے ساتھ مل کے لوگوں سے بھتے وصول کرنا شروع کر دیے لیکن اسکے مرنے کے بعد اسنے سب چھوڑ دیا تھا پھر اسکی ملاقات عابد سے ہوئی وہ بھی اسی کیطرح تنہا سڑکوں پہ پھر رہا تھا وہ اسے اپنے ساتھ لے آیا تھا تب عابد کی عمر اٹھارہ سال تھی اور اسکی بائیس سال، پھر وہ عابد کے ساتھ مل کے لوگوں سے پیسے لے کے ان کے دشمنوں کو مارتا پیٹتا تھا لیکن وہ اس بات کا ضرور خیال رکھتا تھا کہ کوئی بے گناہ اسکی مار کٹائی کی زد میں ناہ آئے پھر یوں ہی اسنے ایک دفعہ پولیس انسپکٹر سے پیسے لے کے ایک مجرم کو ان کے حوالے کیا تھا اس مجرم کو جو پولیس کی پہنچ سے بہت دور تھا پھر یوں ہی ہوتا گیا جو مجرم پولیس ناہ پکڑ پاتی وہ ڈی آئی جی کے حکم سے شیرو کے شکنجے میں آتا پھر وہ مجرم ہوتا اور جیل کی سلاخیں۔۔۔۔۔۔

وہ ماضی کی یادوں میں کھویا بہت آگے نکل آیا تھا اسکے موبائل کی رنگ ٹون بجی تھی اسنے کال آنسر کرتے موبائل کو کان سے لگایا

"بولو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ابھی تین لوگ گھر سے باہر نکلے ہے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا۔۔۔۔۔۔"

www.Novelshub.pk

ٹھیک ہے تھوڑا فاصلہ رکھ کے ان کا پیچھا کرو انہیں شک نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔" اسے ہدایت دیتے اسنے کال پھر سے کاٹ دی اب اسکا رخ شہر کی جانب تھا وہ جانتا تھا کہ وہ کہاں گئی ہوں گی

وہ دونوں دو منزلہ عمارت کے سامنے کھڑے تھے جسکی روشنیاں اندھیرے میں جگمگا رہیں تھیں اس عمارت پہ سامنے بورڈ اویزہ تھا جس کے اوپر برائیڈل پک کے ساتھ برائیڈل ہاؤس لکھا تھا عمارت کے اندرونی دروازے کے بلکل سامنے دس فٹ کے فاصلے پہ لکڑیوں کی بھاڑ کے ساتھ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جس کے اوپر سے اندرونی منظر صاف واضح تھا دروازے پہ کوئی بھی پہرے دار موجود نہیں تھا وہ عابد کے سنگ چھوٹا دروازہ عبور کر کے دس قدم پتھریلی روش پہ چل کے وہ عمارت کے اندرونی دروازے کے سامنے جا کھڑا ہوا اسکے دستک دینے پہ ایک لڑکی نے زرا سا دروازہ کھول کے باہر جھانکا

"بولیں۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ لڑکی چیگم چبو رہی تھی

"حیا سے کہو باہر آئے۔۔۔۔۔۔۔"

"اوکے۔۔۔۔۔۔۔" شیرو کی بات کے جواب میں وہ کندھے اچکائے واپس دروازہ لوک کرتے اندر کی جانب بڑھ گی

"مس حیا آپ کو کوئی باہر بلا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔" وہ مہندی لگواتی حیا سے مخاطب ہوئی

"میں دیکھتی ہو۔۔۔۔۔۔۔" ماہنور جلدی سے بولی اور ساتھ ہی باہر کی جانب بڑھ گی

باہر موجود ہستی کو دیکھتے ہی غصے سے اسکے ماتھے پہ بل پڑے تھے

www.Novelshub.pk

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔"

"حیا سے بات کرنی ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"لیکن اسے تم سے کوئی بات نہیں کرنی دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔"

"میں اس سے بات کیے بنا نہیں جاؤ گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔" شیر واٹل لہجے میں بولا

"تو پھر ٹھیک ہے ناہ جاؤ کرتے رہو یہاں چوکیداری وہ باہر نہیں آئے گی میں اسے باہر آنے ہی نہیں دو گی تمہارے سائے سے بھی میں اسے محفوظ رکھنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کے دباد باسا غرائی

"دیکھتا ہو پھر میں بھی کیسے تم اسے میرے سائے سے محفوظ رکھتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اسنے دیکھتے ہی دیکھتے اسکا بازو پکڑ کے عابد کی طرف اسے دھکا دیا تھا

"پکڑو اسے جب تک میں ناہ کہو تب تک اسے مت چھوڑنا۔۔۔۔۔۔۔" عابد شیر و کی بات پہ سر جھکتا اسے کا بازہ پکڑے سائیڈ پہ لے گیا

"چھوڑوں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ مسلسل اپنا چھوڑاتے ہوئے چلا رہی تھی لیکن عابد کی گرفت مضبوط تھی ایک ہاتھ سے اس نے اسکا بازو سختی سے دبوچا اور دوسرا ہاتھ اسنے اسکے منہ پہ جمایا تاکہ وہ مزید چلاناہ سکے اور شیر و بنا کسی کی پرواہ کیا اندر داخل ہوا

"جائے باہر آپ کو ندر آنے کی اجازت کس نے دی۔۔۔۔۔۔" وہی چیگم چباتی لڑکی چلائی لیکن وہ اسے نظر انداز کرتا حیا کی طرف بڑھا اور اسکا بازہ پکڑے اسے باہر لایا حیا کی مہندی اسکے ہاتھ کے نیچے کچل کے رہ گی تھی

www.Novelshub.pk

"یہ کیا بدتمیزی ہے ہاتھ چھوڑوں میرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اسکی گرفت مضبوط تھی

"جب میں کہہ کے گیا تھا کہ میری واپسی کا انتظار کرنا میں واپس آتے ہی تمہیں تم سے مانگ لوگا پھر کیوں تم نے کسی اور سے نکاح کرنے کی حامی بھری۔۔۔۔۔۔۔۔۔" عمارت پہ جگمگاتی روشنیوں کی روشنی انکے چہرے پہ پڑ رہی تھی دور کھڑی ماہ نور پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی

"تم کہہ کے گے تھے تو کیا وہ پتھر پہ لیکر ثابت ہو گیا تھا تم واپس ناہ آتے تو کیا میں ساری زندگی یوں ہی تمہارا انتظار کرتی رہتی؟ کس ناطے سے کس سے رشتے سے میں ایسا کرتی۔۔۔۔۔۔۔"

"محبت کے رشتے سے۔۔۔۔۔" اسنے اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کے تھی

"کون سی محبت کیسی محبت۔۔۔۔؟"

"وہ محبت جو میں نے تم سے کی ہے، وہ محبت جو تم نے مجھ سے کی ہے۔۔۔۔۔۔"

"اپنے جملے کی اصلاح کرو رمض شہریار۔ محبت صرف تم نے کی ہے میں نے نہیں۔۔۔۔۔۔" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنا اسکے لیے کتنا مشکل تھا لیکن اسنے پھر بھی کہہ دیا تھا

"دیکھو حیا۔۔۔۔۔" حیا کے بازو پہ اسکی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔۔ "میں نے جب جب تمہیں دیکھا ہے میرے دل نے تمہیں پانے کی خواہش کی ہے یوں مت کرو میرے ساتھ تم اک دفعہ میرے دل کا ساتھ دینے کی ہاں تو کرو میں سب کو منا لوگا تمہارے بابا کو منالوگا میں سب چھوڑ دوگا بس ایک دفعہ میرے ساتھ کی حامی تو بھرو۔۔۔" وہ اس سے التجا کرنے لگا تھا اسکے لہجے میں منت تھی اسنے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تھا

www.Novelshub.pk

"تمہاری محبت لاحاصل ہے رمض شہریار میرے ساتھ کے خواب دیکھنا چھوڑ دو۔۔۔۔۔" اسنے اپنے قدم پیچھے کی طرف اٹھائے ہاتھ پہ لگی مہندی خراب ہو چکی تھی جس کا رنگ رمض شہریار کے ہاتھ پہ بھی لگ چکا تھا

"حیا تم میری آخری خواہش ہو۔۔ تمہیں پا نہ سکا تو مر جاؤ گا میں۔۔۔۔۔" ایک آخری التجا کی تھی اسنے

"ہر خواہش پوری نہیں ہوتی، جو پوری ہو جائے وہ پھر خواہش نہیں رہتی۔۔۔۔" اسکے والدین کی محبت کے آگے رمض شہریار کی محبت کمزور تھی

"میں نے جو چاہ ہے وہ پایا ہے حیا۔ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو اور اپنی محبت کو پانے کے لیے شیرو کچھ بھی کر سکتا ہے

مجھے کوئی بھی غلط قدم اٹھانے پہ مجبور مت کرو۔۔۔۔۔" اسکا لہجہ بدلہ تھا سختی میں دھمکی میں

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔؟" حیا کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا ماہنور بھی کانپی تھی

"میں دھمکی نہیں دیتا میں بس وارن کرتا ہو، میں جو کہتا ہو وہ میں کر گزرتا ہو کیونکہ میں شیرو ہو مجھ سے کسی بھی عمل کی توقع کی جا سکتی ہے۔۔۔۔۔"

"رمض۔۔۔۔۔۔۔" حیا اسکے پیچھے دیکھتی چلائی اسنے اپنی بات وہی روکے حیا کی حیرت زدہ آنکھوں کے تعاقب میں دیکھنا چاہا وہ مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے اپنے سر کے پیچھلے حصے میں زوردار ضرب لگتی محسوس ہوئی عابد ماہ نور کو چھوڑے اسکی طرف بڑھا لیکن شیرو تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ منہ کے بل زمین پہ گرا کسی نے دور سے ہی اسکی گردن پہ پن تیر کی مانند چلائی تھی وہ زمین پہ گرتے ہی ہوش و خرد سے بیگانا ہو گیا ماہ نور حیا کی جانب لپکی شیروا بھی ایک ضرب سے سنبھلا بھی نہیں تھا کہ اسکے پیچھے کھڑے ادمی نے دوسری

www.Novelshub.pk

ضرب بھی لگادی اسکے سر کے پیچھلے حصے سے خون دھار کی مانند بہا تھا وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھامے منہ کے بل حیا کے قدموں میں گرا تھا حیا ہل نہیں پائی تھی وہ یک ٹک اسکے سر سے بہتے خون کو دیکھے جا رہی تھی

"رمض۔۔۔۔۔۔۔" وہ وہی اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی

"اٹھو۔۔۔۔۔۔پلیز اٹھو ناہ۔۔۔۔۔" وہ اسکے سر پہ ہاتھ رکھے خون کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

"حیا اٹھو اندر چلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" ماہنور اسے اٹھنے کا کہہ رہی تھی لیکن وہ ماہنور کو فراموش کر چکی تھی

وہ مسلسل اسے ہی اٹھنے کا کہہ رہی تھی جو اسکی آواز سنتے ہی ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گیا تھا

"حیا۔۔۔۔۔۔۔" ماہ نور اسے بوکھلائی ہوئی آواز میں اٹھنے کا کہہ رہی تھی لیکن وہ اسکے سر سے بہتے خون کو روکنے کی سعی میں ہلکان ہو رہی تھی آنکھوں سے آنسو بے اختیار ہی نکل پڑے تھے وہ سب بھول چکی تھی ماہنور کو بھی بس یاد رہا تھا تو رمض شہریار اسے اس وقت کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی اگر کسی کی تھی تو وہ بس شیرو کی ذات کی تھی

"باس کام ہو گیا۔۔ میں جلد ہی شیرو کو آپ کے پاس لے کے آ رہا ہو۔۔۔۔۔" کوئی نقاب پوش فون کان سے لگائے کسی کو بتا رہا تھا اسکی آواز وہ دونوں باآسانی سن سکتی تھیں

"باس اسکے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔۔۔۔۔۔۔"

"وہ ہی لڑکی جس کا کل ایس پی سے نکاح ہے۔۔۔۔"

www.Novelshub.pk

"ٹھیک ہے باس۔۔۔۔" وہ بس اسکی ہی باتیں سن سکی تھیں دوسری طرف سے کیا کہا گیا تھا اس سے وہ انجان تھی لیکن جلد ہی وہ اس سے بھی باخبر ہو گئی تھیں

"یہ جس لڑکی سے باتیں کر رہا تھا اس لڑکی کو بھی اٹھالو باس کا حکم ہے۔۔۔۔۔" اسنے دوسرے نقاب پوش کو حکم دیا

دونوں کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا

"اٹھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" حیا نے شیرو کو جنجھوڑا اس امید کے تحت کہ وہ اسکو بچا لے گا لیکن وہ نہیں اٹھا تھا

نقاب پوش حیا کی جانب بڑھا

"دور رہو میری بہن سے۔۔۔۔۔۔۔" ماہ نور حیا کے سامنے ڈھال بن کے کھڑی ہوئی لیکن وہ اس نقاب پوش کے مقابلے میں کمزور تھی نقاب پوش نے اسے دھکا دے کے پیچھے ہٹایا وہ لڑکھڑائی لیکن اسنے ہمت نہیں ہاری وہ دوبارہ اسکی طرف لپکی

"چھوڑوں اسے تم اسے نہیں لے کے جاسکتے اے ایس پی خنان تمہیں چھوڑے گا نہیں۔۔۔۔۔۔" وہ اسے بازوں سے پکڑے دور ہٹاتے ہوئے بولی

"دیکھ لے گے تمہارے اس اے ایس پی خنان کو بھی۔۔۔۔۔۔" نقاب پوش نے اب کی بار اپنا بازوں چھوڑاتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ریوالور کے نیچے والی نوک اس کے سر میں ماری اسکے سر سے خون بہتا اسکی کنپٹی سے گزرتا گردن پہ لیپٹے اسکے ڈوپٹے میں جذب ہوتا گیا

www.Novelshub.pk

"ماہنور۔۔۔۔۔۔" حیا شیر و کو چھوڑے اسکی طرف لپکی لیکن اس تک پہنچنے سے پہلے ہی نقاب پوش نے اسے اپنی گرفت میں لیا

"ماہ نور۔۔۔۔۔۔ چھوڑوں مجھے درندے انسان۔۔۔۔۔۔"

"جلدی چلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" دوسرا نقاب پوش چلایا

"روکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حیا کو مت لے کے جاؤ پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی روتے ہوئے چلائی لیکن وہ حیا اور شیر و کو لے کے چلے گے عابد کا بے ہوش وجود وہی پڑا رہا اور وہ روتے ہوئے حیا کو پکارتی رہی احمد ہاؤس کی خوشیوں کو نظر لگ چکی تھی کیا ہونا تھا؟

کیا ہونے والا تھا ابھی کے لیے سب انجان تھے

وہ سویا ہوا تھا جب اسکے موبائل کی رنگ ٹیون بجی

"اے ایس پی خنان از سپیکنگ۔۔۔۔۔۔"

"سر شفقت چیمہ واپس آچکا ہے، اس کو گرفتار کرنے کے آرڈر ملے ہیں۔۔۔" دوسری طرف انسپکڑ اسلم تھا

ہمممم۔۔۔ اسنے نیند میں ہنکارہ بھرا

"آرہا ہوں۔۔۔۔۔۔" موبائل کو واپس اسکی جگہ پہ رکھتے وہ بستر سے نکل کے واشروم کی جانب بڑھ گیا

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے صبح ہونے والے فنکشن کو ڈسکس کر رہے تھے جب وہ اور الیان اندر داخل ہوئے

www.Novelshub.pk

"ماہ نور۔۔۔۔" اسکی حالت دیکھتے ہوئے بوکھلائی سی حلیمہ بیگم اسکی جانب بڑھی الیان پریشان سا اسکے ساتھ چل رہا تھا اسنے الیان کو کچھ نہیں بتایا تھا

وہ حلیمہ بیگم کی ہمراہی میں صوفے پر ڈھے سی گی آنسو اسکی آنکھوں سے مسلسل بہہ رہے تھے اسکے چہرے پہ خون کی لیکر جم سی گی تھی سب پریشانی سے اس کے گرد کھڑے ہو گے نصرت بیگم کی نگاہیں اسکے پیچھے دروازے کی طرف تھی

"حیا کہاں ہے۔۔۔۔۔؟" انہوں نے دروازے سے نظریں ہٹائے بنا پوچھا

"وہ لوگ اسے لے گے۔۔۔۔۔۔" اسنے ہاتھ کی پشت سے گالوں پہ بہتی نمی کو صاف کیا

"کون لوگ۔۔۔۔۔۔؟" اسے عثمان صاحب کی پریشان سی آواز سنائی دی

"میں نہیں جانتی وہ کون لوگ تھے وہ بس اسے لے گے۔۔۔۔۔"

"میں کام کے سلسلے میں جا۔۔۔۔۔۔۔۔" خنان پولیس یونیفارم پہنے انہیں اطلاع دینے آیا تھا لیکن ماہ نور کی حالت دیکھتے ہوئے اسکے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گے تھے

"اسے کیا ہوا ہے۔۔۔" وہ اسکی جانب بڑھا، اس سے پہلے کوئی اسے جواب دیتا اسکے موبائل کی مخصوص ٹون بجی

"ہیلو۔۔۔۔۔۔۔" انون نمبر سے کال تھی

"سنا ہے مجھے ہتھکڑی لگانے آرہے ہو تم۔۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے اسے گمبھیر اور سرد لہجہ سنائی دیا

www.Novelshub.pk

"ٹھیک سنا ہے تم نے اب بہت جلد قانون کے شکنجے میں آرہے ہو تم۔۔۔۔" وہ وہاں موجود سب پہ نظر دوڑا رہا تھا سب اسکی جانب متوجہ تھے وہ سب خاموشی کی وجہ سے فون سے ابھرتی آواز با آسانی سن سکتے تھے کچھ بہت غلط ہونے والا تھا اسکے دماغ نے اسے اشارہ دیا تھا

"بھول ہے تمہاری اے ایس پی مجھے پکڑانا اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔"

"آسان ٹارگٹ پہ میں نے کبھی ہاتھ ڈالا بھی نہیں ہے۔ میرا ٹارگٹ ہمیشہ مشکل ہی رہا ہے۔۔۔۔۔۔"

"یہ والا مشکل نہیں ناممکن ہے، میری طرف کوئی بھی قدم بڑھانے سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کے بارے میں ضرور سوچنا۔۔۔" سب کے چہروں کا رنگ فق ہوا تھا عثمان صاحب سر پکڑے صوفے پہ ڈھے سے گے تھے نصرت بیگم نے اپنی چیخوں کا گلا دبانے کے لیے اپنے ہاتھ سختی سے منہ پہ جمائے تھے حلیمہ بیگم اور مرتضی صاحب اپنی اپنی جگہ پہ جیسے جم سے گے تھے انہیں ماہنور کی بات سمجھ آگی تھی

"کیا مطلب ہے تمہارا؟۔۔۔۔۔۔۔" خنان نہیں سمجھا تھا یا پھر وہ سمجھنا چاہتا ہی نہیں تھا

"تمہارے ہونے والے بیوی پلس کزن اس وقت میرے پاس ہے۔ اس کی سلامتی چاہتے ہو تو میرے خلاف جو بھی ثبوت اکٹھے کیے ہیں وہ لے کے فوراً میری بتائی ہوئی جگہ پہ پہنچ جاؤ۔ ورنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ورنہ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟" خنان کے ماتھے پہ بل ڈالے تھے

"ورنہ جو محض تمہیں دھمکانے کے لیے اس پہ گولی چلا سکتا ہے وہ اسے جان سے بھی مار سکتا ہے۔ اسکے علاوہ بھی بہت سے آپشن ہیں۔۔۔۔۔۔ اگلا آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس سوچ سمجھ کے فیصلہ کرنا میری جان۔۔۔۔۔۔" کال کاٹ دی گی تھی وہ کتنی دیر یوں ہی فون کان سے لگائے کھڑا رہا ماہنور کی حالت نے

www.Novelshub.pk

اس پہ سب عیاں کر دیا تھا کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا سب کی آنکھیں نم تھیں جس گھر میں خوشیاں ڈیرہ ڈالنے والی تھیں اس گھر میں ماتم کا سماں تھا

"آپ لوگ فکر نہیں کریں میں حیا کو لے آؤ گا۔۔۔۔۔۔۔" اسنے ان کو کم خود کو زیادہ تسلی دی تھی

"میں نے تمہیں کہاں تھا کہ مت جوائن کرو یہ فیلڈ لیکن تم نے میری ایک نہیں سنی اب اگر حیا بیٹی کو کچھ ہوا ناہ تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کرو گا۔۔۔۔۔" مرتضی صاحب اسکا گریبان پکڑے چلائے تھے عثمان صاحب کے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں تھا وہ باپ تھے کوئی بھی ان کا درد نہیں سمجھ سکتا تھا ان کی جوان بیٹی جس کا کل نکاح تھا وہ آج کسی اور کے قبضے میں تھی وہ چپ ناہ سادھ تے تو کیا کرتے؟ وہ نظریں جھکا گیا تھا

اچانک آنکھ کھلنے پہ اسنے خود کو ایک بند کمرے میں پایا جہاں اندھیرے کے سوا اسے کچھ بھی دیکھائی ناہ دیا وہ کہاں ہے؟ اسکے ذہین میں سوال مچلا وہ اپنے ذہین کو باور کروانے ہی لگا تھا کہ اسکے سر میں درد کی ٹھیسیں اٹھی دکھتے سر کو اسنے ہاتھ سے دبانا چاہا لیکن اسکا ہاتھ صرف ہل سکا ایک بار دو بار کئی بار اسنے ہاتھ کو حرکت دینے کی کوشش کی پر ہر بار ناکام ٹھہرا اسنے خود کو کسی کھردری چیز کے ساتھ بندھا ہوا محسوس کیا اس سے پہلے کہ اس کے حواس سب سمجھنے میں اسکا ساتھ دیتے وہاں موجود اندھیرا روشنی میں نہا گیا ایک دم روشنی ہونے پہ اسنے آنکھیں زور سے پچی تھوڑے وقفے بعد جب اسے یقین ہوا کہ وہ روشنی کا مقابلہ کر سکتا ہے تو اسنے آنکھیں کھولیں اسنے دیکھا سامنے سے دو بندے اسکی طرف بڑھ رہے تھے ایک کی شخصیت روعب دار تھی دوسرا اسکے پیچھے دم ہلانے والا کتا لگ رہا تھا وہ دونوں کو پہچان گیا تھا ان کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرایا

کیا یہی تھا وہ۔۔۔۔۔۔۔؟ رعب دار شخصیت والے نے پوچھا

www.Novelshub.pk

"جی باس یہی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اسکے باس کے ماتھے کی رگیں تنی تھیں وہ یوں آگ بگولا ہوا جیسے اسے ابھی اپنے غصے کی آگ میں جلا کی بھسم کر دینے کا ارادہ ہو

"اسے باہر لاؤ کچھ حساب کتاب چکتا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔۔" وہ اسے حکم دیتا واپس چلا گیا وہ اسکی جانب بڑھا اسنے کرسی کے ساتھ اسکے باندھے وجود کو جیسے ہی آزاد کیا شیر و نے لمحے کی بھی تاخیر کیے بنا اسکے سر کو اپنے ہاتھوں کے شکنجے میں لیتے اسکی گردن کو گھمایا وہ وہی بلکتے ہوئے زمین بوس ہو گیا اسنے وہاں سے نکلنے کے لیے سامنے والے دروازے کے بجائے کوئی اور دروازہ تلاشنا چاہا اسنے جوں ہی کمرے میں نظریں دوڑائی اسکی نظریں ایک جگہ پہ ساکت سی ہو گی وہاں اسکے علاوہ وہ بھی تھی جو اسکے پیچھے ہی اسی کی طرح کرسی پہ باندھی ہوئی تھی اسے وہاں اسکی موجودگی کی توقع نہیں تھی وہ اسکی طرف بڑھا لیکن وہ ہوش و خرد سے بیگانہ تھی

"حیا۔۔۔۔۔" اسنے اسکا گال تھتھپاتے ہوئے اسے پکارہ لیکن وہ ہلی تک نہیں اسکے پاس ہی نیچے زمین پہ مٹی کے پیالے میں تھوڑا سا پانی پڑا ہوا تھا اسنے وہ پانی اٹھا کے اسکے چہرے پہ پھنکا اسنے اپنے چہرے پہ پانی محسوس کرتے ہوئے آنکھیں زور سے میچ کے کھولیں اپنے چہرے پہ اسے جھکا دیکھ کہ اسنے دوبارہ آنکھیں بند کی

"حیا آنکھیں کھولو۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اسے آنکھیں بند کرتے دیکھ وہ پریشان سی آواز میں بولا اسنے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں

"تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔۔۔؟" وہ ہلکا سا مسکرائی

"میں کہاں ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟" مکمل حواس لوٹنے پہ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا اسکی مسکراہٹ سمٹی

"جہاں میں ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ اب جھک کے اسکی رسیاں کھول رہا تھا

"مجھے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ منت امیز لہجے میں بولی

"فکر نہیں کرو یہاں سے نکلتے ہی تمہیں گھر پہنچاؤ گا۔۔۔۔۔۔۔۔" رسیاں کھل چکی تھیں اب وہ انہیں اس سے دور ہٹا رہا تھا

"تب تک بہت دیر ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔" اپنے بابا کا خیال آتے ہی وہ رو دی تھی وہ کچھ بول نہیں پایا تھا وہ یک ٹک اسے آنسو بہاتے دیکھتا رہا اسکے آنسو اسے اپنے دل پہ گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اسکے آنسو اسے تکلیف دے رہے تھے

اور وہ چاہ کہ بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا

"رونا بند کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ ایک دم زور سے چلایا وہ جو کسی کے زرا سے بھی چلانے پر سہم جایا کرتی تھی شیر و کی ڈھار سن کے وہ جم سی گی تھی وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی

"رونے سے مسلے حل نہیں ہوتے اور ناہ ہی تمہارے رونے سے ہم یہاں سے نکل سکے گے اسلیے اب روناہ مت، میں تمہیں دوبارہ روتے ہوئے ناہ دیکھو۔۔۔۔۔۔۔" اسکے چپ ہو جانے پہ اسنے شکر کا سانس لیا اور آئندہ بھی اسے چپ رہنے کی تلقین کرتا اسکا ہاتھ پکڑے باہر کی جانب بڑھ گیا اسنے ابھی باہر قدم رکھا ہی تھا کہ نقاب پوش گارڈز نے اس پہ گنز تانے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا

"اتنی بھی کیا جلدی ہے شیر وچیمے کہ ٹھکانے پہ آئے ہو تھوڑی خدمت تو کروا کے جانا۔۔۔۔۔" وہ گارڈز کے گھیرے کو ہٹاتا اسکے سامنے آ کھڑا ہو

"کہی ایسا ناہو حیمے میری خدمت کرواتے کرواتے اپنی ہی خدمت ناہ کروا بیٹھو۔ اور یقین مانو جب شیر و خدمت کرتا ہے ناہ تو اگلا بندہ موت تک یاد رکھتا ہے۔۔۔۔۔" اسنے حیا کا ہاتھ نرمی سے دبایا گویا اسے تسلی دی ہو

"ڈر نامت میں ہو ناہ۔۔۔۔۔۔۔"

"صرف ایک سوال کا جواب دو صرف ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا

"بکو۔۔۔۔۔۔۔"

"مو کی کا بیٹا کہا ہے۔۔۔؟"

"تمہاری پہنچ سے بہت دور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"مجھے وہ واپس چاہیے۔۔۔۔۔۔"

"بھول جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"مت بھولوں تم اس وقت کہا ہو۔۔۔۔۔۔" اسنے اسے ڈرانا چاہا

"جانتا ہو میں اس وقت تمہارے کتوں کے نرغے میں کھڑا ہو۔۔۔۔۔" ڈرنا تو اسنے سیکھا ہی نہیں تھا

"تمہیں شاید اپنی فکر نہیں ہے لیکن یہ جو لڑکی تمہارے ساتھ ہے اسکی تو ہو گی ناہ۔۔۔۔۔" اسنے اسکے پیچھے کھڑی حیا کی طرف اشارہ کیا شیر و نے گردن ترچھی کر کے حیا کو دیکھا

"اسکی فکر تو جان سے بھی بڑھ کے ہے۔۔۔۔۔" اسکی آنکھیں چمکی تھیں وہ حیا کو دیکھ کے مسکرایا حیا نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا موت کے منہ میں کھڑے ہو کہ وہ ڈائیلاگ بازی میں مصروف تھا حیا کو تعجب ہوا تھا

www.Novelshub.pk

"تو پھر اپنی جان کی جان عزیز ہے یا پھر مو کی کا بیٹا۔۔۔۔۔؟"

"فلحال تو اس وقت دونوں عزیز ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔" اسنے گردن سیدھی کی وہ طنزیا مسکرایا

"دونوں میں سے ایک کو بچا سکتے ہو۔۔۔۔۔۔ سوچ لو کسے بچاؤ گے ؟"

"ایک کو بچا لیا ہے دوسرے کو بھی بچا لو گا۔۔۔ مجھے خود پہ یقین ہے۔۔۔۔۔۔"

"یہ اب آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"میں آسان بنا لو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" کہتے ساتھ ہی اسنے جیمے کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا پھرتی سے اسکی پینٹ میں اڑسا پسٹل

نکال کے اسکی کنپٹی پہ رکھا

"ہتھیار پھینکو گے یا پھر اپنے باس کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اسنے نے چار سو نظریں دوڑاے نقاب پوش گارڈز سے پوچھا جب کے انکا باس پھٹی آنکھوں سے اپنی کنپٹی پہ پسٹل تانے شیر و کو دیکھ رہا تھا اسکے گارڈز نے چپ چاپ ان پر سے ہتھیار ہٹا کہ نیچے اپنے قدموں میں رکھ دیے شیر و مسکرایا

"سمجھ دار ہو۔۔۔ چل مجھے دروازے تک چھوڑ کے آ۔۔۔۔۔" گارڈز کی تعریف کرنے کے بعد اپنے طرف دیکھتے ان کی" باس سے بھی مخاطب ہوا

اتنی جلدی بھی کیا ہے شیر و زرا ادھر بھی تو دیکھو۔۔۔۔۔۔۔" آواز اسکے پیچھے سے آئی تھی

اسنے پیچھے مڑ کے دیکھا اسکے پیچھے کھڑے گارڈز بھی سائیڈ پہ ہوئے وہ مو کی پہ گن تانے کھڑا تھا وہی جس کو اسنے پارکنگ ایریا میں دھویا تھا

"راجو۔۔۔۔" اسے دیکھتے وہ زیر لب بڑبڑایا

"پسٹل ہٹا باس سے۔۔۔۔۔۔" حکم دینے والے انداز میں وہ چلایا

"اووووو تو آج کل کے بچے بھی شیرو پہ چلائے گے۔۔۔۔۔" اسنے اسکی کم عمری پہ چوٹ کی

"بچہ نہیں سمجھو۔۔۔ بہت خطرناک ہو میں۔۔۔۔۔۔۔"

"میرے ایک تھپڑ کی مار ہو تم۔۔۔ پچھلی ملاقات بھول گے ہو۔۔۔۔۔؟"

"وہی تو نہیں بھولا۔۔۔۔ پسٹل ہٹاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ پھر چلایا

"یہ لو ہٹا دیا۔۔۔۔۔۔" اسنے واقعی ہی باس کی کنپٹی سے پسٹل ہٹا دیا تھا حیا کو اسکی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کر کیا رہا ہے اس سے پہلے کہ وہ سمجھ پاتی اسکے چار سو گولیاں چلائی گئیں تھیں اسکے دیکھتے ہی دیکھتے سب گارڈز جو کچھ دیر پہلے ان کے گرد گھیر اڈالے کھڑے تھے اب نیچے زمین پہ بیٹھے اپنی ٹانگیں پکڑے کراہ رہے تھے شیرو نے پاس کھڑے صدمے سے اپنے ارد گرد دیکھتے باس کو گریبان سے پکڑا

"شیرو کو پکڑنا اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے غرایا اور ساتھ ہی اسکا ہاتھ اٹھا تھا کچھ ہی دیر میں باس زمین پہ پڑا کراہ رہا تھا اسے وہی چھوڑے وہ راجو کی طرف بڑھا جو پھٹی ہوئی آنکھوں سے سارا منظر دیکھ رہا تھا موکی پہ تانی گن والا اسکا ہاتھ کانپ رہا تھا موکی کے ہاتھ پیچھے پشت پہ بندھے ہوئے تھے چہرے پہ بھی کافی زخم اور نیل بھی پڑھے ہوئے تھے شاید اسے تشدد کا نشان بنایا گیا تھا ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے وہ کچھ کر نہیں پا رہا تھا ورنہ اس راجو سے نپٹنے کے لیے وہ اکیلا ہی کافی تھا

"اب بتاؤ کتنے خطرناک ہو تم۔۔۔۔۔۔؟" موکی کے اوپر تانی ہوئی گن اسنے ہٹا کہ اس پہ تانی وہ کچھ نہیں بولا ڈر کے مارے اسکی زبان ہی تالو سے چمٹ کے رہ گی

شیرو نے گولی چلائی جو کہ اسکے بازو کو چیرتے ہوئے نکلی

www.Novelshub.pk

"آہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ درد سے کراہا

•شیر و سے زیادہ خطرناک کوئی بھی نہیں ہو سکتا یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔۔۔" اسنے پھر گولی چلائی اب کی بار نشانہ اسکی دائیں ٹانگ تھی وہ لڑکھڑا کے دو قدم پیچھے ہوا

"اور آئندہ مجھے پہ چلانے کی غلطی ناہ کرنا ورنہ جان سے مار دو گا۔۔۔۔۔۔" وہ تیسری گولی چلانے ہی لگا تھا کہ اسے اپنے پیچھے سے گولی چلنے کی آواز آئی وہ گولی اسکے بازو میں پیوست ہوئی تھی

"رمض۔۔۔۔۔۔۔" اسکے بازو سے نکلتا خون دیکھ کے حیا چلائی وہ مڑا اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں وہ حیا پہ گن تانے کھڑا تھا جیسے اسنے زندہ چھوڑا تھا

شیر و سے غصے میں دو غلطیاں ہوئی تھیں

ایک، جیمے کو زندہ چھوڑنے کی

دوسری، حیا سے دھیان ہٹانے کی

"تم اور اس ایس پی نے میرا بہت نقصان کیا ہے اور میں نے اپنا نقصان کرنے والے کو کبھی بخشا نہیں ہے اب میرے نقصان کا کفارہ تو بنتا ہے ناہ۔۔۔۔۔" وہ خباست سے مسکرایا

"سنا ہے یہ لڑکی ایک کی محبوبا اور دوسرے کی معشوقا ہے۔۔۔۔۔۔" شیر و ساکت کھڑا اسے دیکھ رہا تھا حیا کے چہرے پہ کوئی خوف کوئی ڈر نہیں تھا وہ پر سکون سی کھڑی تھی

"تمہاری دشمنی مجھ سے ہے لڑکی کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔" کسی سے بھی ناہ ڈرنے والا شیر و جیسے خود پہ بڑا یقین تھا ابھی اس لمحے اسکا اعتماد اسکا یقین ڈگمگاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

www.Novelshub.pk

اپنے نقصان پہ میں بہت تڑپا ہو کروڑوں کے ہیرے تم نے پولیس کے حوالے کیے تھے موکی کے بیٹے کو بھی تم وہاں سے لے آئے میں نے اپنا بازوں (موکی) کھویا جیسے اپنے ساتھ ملانے کے لیے میں نے ہر حد پار کی اسکی بیوی تک کو جان سے مروایا میں نے۔۔۔

یہ کیسا انکشاف تھا موکی کی سانسیں روکی تھیں

اب تم لوگوں کی باری ہے اس اے ایس پی کو آدھا گھنٹا دیا تھا میں نے فیصلے کے لیے اور تمام ثبوتوں کے ساتھ یہاں آنے کے لیے، بارہ گھنٹے ہو گے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا کوئی ارادہ ہی نہیں اسکا مجھے چھوڑنے کا اب بربادی کے دہانے پہ کھڑا ہوں میں تو کیوں ناہ خود برباد ہونے کے ساتھ ساتھ تم لوگوں کو بھی برباد کر دو تا کہ حساب برابر ہو جائے۔۔۔ اسنے پسٹل پہ گرفت مضبوط کی

"اپنی محبوبا او معشوقا کو اپنے سامنے مرتے دیکھ کے جو ازیت اور تکلیف تم لوگوں کو ہو گی وہ میری ساری بربادی کا ازلہ ہو گی

کفارہ بھی ادا ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"اسکا کوئی قصور نہیں ہے تمہاری دشمنی ہم سے ہے اسے چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔" خنان کی آواز گونجی تھی وہ وہاں پہنچ چکا تھا لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی

"لو چھوڑ دیا۔۔۔۔" اسنے واقعی حیا کو چھوڑ دیا تھا وہ دو قدم پیچھے ہٹا تھا گن کا رخ حیا کی جانب ہی تھا اسکے یوں اچانک چھوڑنے پہ شیر و کے حواس الرٹ ہوئے تھے اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا وہ جلدی سے حیا کی طرف بڑھا وہ اسکا بازو پکڑے اسے اپنے پیچھے کرنے ہی لگا تھا کہ چیمہ نے ٹریگر پہ دباؤ ڈالا گولی نکلی تھی جو کہ

www.Novelshub.pk

سیدھی حیا کے دل کے آر پار ہوئی تھی خون کی چھینٹیں اسکے چہرے پہ پڑی تھیں حیا کہ وجود سے نکلتا خون دیکھ کے وہ جیسے پاگل ہوا تھا

وہ گرتی لیکن شیر و نے جلدی سے اسے اپنی طرف کھینچتے خود میں بھینچا ٹریگر پہ دباؤ پھر پڑا تھا گولی بھی نکلی تھی لیکن اس دفعہ گولی حیا کو نہیں شیر و کو لگی تھی وہ رخ موڑ گیا تھا اس کی پیٹھ جیمے کی طرف تھی لیکن اس کی بد قسمتی تھی کہ گولی حیا کی طرح اسکے دل پہ نہیں لگی تھی بلکہ گردن کے نیچے کمر کے درمیان لگی تھی اس سے پہلے کہ وہ تیسری دفعہ ٹریگر پہ دباؤ بڑھاتا خنان نے ٹریگر دبایا تھا اسکے ہاتھ میں پکڑی گن زمین بوس ہوئی تھی اسکے ہاتھ سے خون فوارے کی مانند ابلا تھا

"حیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ زمین پہ بیٹھا ہوا تھا حیا کا سر اسکی گود میں تھا وہ اسے پکار رہا تھا لیکن وہ بس مسکرائے جا رہی تھی

"حیا۔۔۔۔۔۔۔۔" اسنے آنکھیں بند کرتی حیا کو پھر پکارا اسکا لہجہ نرم تھا روئی کے گولو کی مانند شہد کی طرح میٹھا حیا تو جیسے اسکے لہجے میں ہی کھو گی تھی

"حیا پلیز۔۔۔۔۔۔ آ۔۔ آنکھ۔۔۔ آنکھیں بند مت کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اسکو آنکھیں بند کرتا دیکھ آج زندگی میں پہلی دفعہ اسکی زبان ہکلائی تھی وہ اسکے سامنے اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی اور وہ بے بس سا اسے پکار رہا تھا اس وقت اسے اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا دیکھ کے اسے حساس ہوا تھا وہ اس سے محبت نہیں عشق کر بیٹھا تھا

"حیا۔۔۔ اگر تمہیں کچھ ہوا تو میں پاگل ہو جاؤ گا۔۔۔۔۔۔" وہ چلایا تھا نہیں بلکہ اسکا عشق چلایا تھا عشق میں ڈوبتی اسکی آنکھیں بھیگی تھیں

"رمض۔۔۔۔۔۔۔۔" حیانے دھیرے سے اسے پکارہ اسی کے لہجے میں شہد کی طرح مٹھاس لیے نرم لہجے میں

"جی۔۔۔۔۔۔۔" وہ رو رہا تھا کیا واقعی شیر ورو رہا تھا؟ وہ شیر و جو دوسروں کو رولاتا تھا آج سب کے سامنے خنان کے سامنے موکی کے سامنے چیمے کے سامنے رو رہا تھا سب دکھ سے اسے دیکھ رہے تھے سوائے چیمے کے وہ خوش تھا اس کو برباد کر کے وہ بہت خوش تھا

"میں اب تمہارا انتظار کرو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ مسکرائی کیا جاندار مسکراہٹ تھی اسکی

"نہیں حیا۔۔۔۔۔۔ مت جاؤ میں مر جاؤ گا اگر مرا ناہ تو پاگل ہو جاؤ گا تمہارا عشق مجھے پاگل کر دے گا یوں مت کرو میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ اسے روکنے کا کہہ رہا تھا پر اسکے پاس مہلت نہیں تھی موت اسکے سر پہ کھڑی تھی وہ اسے وہی چھوڑے موت کے سنگ چل پڑی تھی اسکی سانسیں بند ہو چکی تھیں اسکا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا روح ابدی دنیا کی طرف کوچ کر گئی تھی آنکھیں کھولی تھیں جو اسے تک رہی تھیں ان کی چمک مانند پڑ چکی تھی

"حیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ چلایا تھا حلک کے بل چلایا تھا وہ جتنی زور سے چلا سکتا تھا وہ چلایا تھا اس امید پہ کہ وہ سن لے گی وہ لوٹ آئے گی پر اسنے نہیں سنا تھا وہ جا چکی تھی کبھی بھی واپس ناہ آنے کے لیے

خنان آگے بڑھا تھا اسنے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے حیا کی آنکھیں بند کی تھیں جن آنکھوں کا شیر و دیوانہ تھا وہ آنکھیں بھی بند ہو چکی تھیں

"دور ہٹ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔" خنان نے اسے دور کرنا چاہا وہ بھی تو اس سے محبت کرتا تھا لیکن شیر و کو دیکھ کر اسے احساس ہوا تھا اسکی محبت شیر و کے مقابلے میں کمزور تھی آنسو اسکی بھی آنکھوں سے ٹوٹ کے گرے

www.Novelshub.pk

تھے دونوں کی دشمنی کی زد میں حیا آئی تھی وہ دونوں جتنا بھی پچھتاتے ان کے لیے کم تھا اس کی موت دونوں کو مرتے دم تک انگاروں پہ لوٹانے والی تھی

شیر واس کے بے جان وجود کو خنان کے حوالے کر کے اٹھا تھا اسنے زمین پہ پڑی وہی گن اٹھائی تھی جس سے جیسمے نے حیا پہ گولی چلائی تھی وہ اسکی طرف بڑھا جو پولیس کے نرگے میں انسپکڑ اسلم کے ساتھ کھڑا تھا اسنے وہی گن اسکے دل کے مقام پہ رکھی تھی اور ٹریگر دبا دیا تھا اپنی محبت کا اپنے عشق کا اسنے قصاص لے لیا تھا اسنے اپنے عشق میں پاگل ہو کہ پہلا قتل کیا تھا وہ اب اپنے ہی عشق کے ہاتھوں خود قتل ہونے جا رہا تھا

"میں بھی آرہا ہو حیا، میں تمہیں زیادہ انتظار نہیں کرواؤں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسنے گن اپنی کنپٹی پہ رکھی اسکے بغیر جینا اسکے لیے مشکل تھا اسنے موت کو چنا تھا اسنے ٹریگر دبایا ہوا میں ٹھاہ کی آواز دور دور تک گونجی تھی

لیکن یہ کیا وہ پھر بھی زندہ تھا پر کیسے ؟

گن کا رخ موڑا گیا تھا آسمان کی طرف اور رخ کس نے موڑا تھا؟

عابد نے

"بھائی ایسا مت کریں۔۔۔۔۔۔" اسنے منت کی

"عابد وہ چلی گی ہے تمہارے بھائی کو چھوڑ کہ چلی گی ہے عابد میں اسکے پاس نا ہ گیا تو میں پاگل ہو جاؤ گا۔۔۔"

وہ اسکا کندھا ہلائے کہہ رہا تھا عابد کو لگا تھا وہ پاگل ہو جائے گا یا وہ ہو چکا تھا

"بھائی چلے آپ کا خون بہت بہہ رہا ہے ہمیں ہسپتال جانا ہے۔۔۔۔۔" اسکے بازو اور کمر سے خون بہہ رہا تھا پر اسے پرواہی نہیں تھی جس کی پرواتھی وہ جا چکی تھی اسے بھی اسکے سنگ جانا تھا

"وہ جارہی عابد دیکھو وہ جارہی ہے مجھے چھوڑ کے جارہی ہے مجھے بھی جانا ہے اسکے ساتھ۔۔۔۔" اسنے اس طرف اشارہ کیا جہاں خنان اسکے بے جان وجود کو لیے واپس جارہا تھا

"بھائی ہم جائے گے آپ میرے ساتھ آئے۔۔۔۔۔۔۔" اسکی آواز بھر آئی تھی

"تم سچ کہہ رہے ہو ناہ۔۔۔۔۔؟" اسے یقین نہیں تھا

"ہاں میں سچ کہہ رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔"

"تم جلدی لے کے جاؤ گے ناہ وہ کہہ کے گی ہے وہ انتظار کرے گی۔۔۔۔۔۔" وہ اس سے آنکھوں میں آس لیے پوچھ رہا تھا

"ہا۔۔۔۔ہا۔۔ں۔۔۔۔۔۔۔" وہ اسکی حالات دیکھتے ہوئے رو پڑا تھا بلا وہ کیسے اپنے بھائی کو اسکے پاس جانے دے سکتا تھا اگر وہ چلا گیا تو وہ پیچھے تنہا رہ جائے گا وہ چاہ کہ بھی اسے نہیں جانے دے سکتا تھا اگر وہ بروقت ناہ پہنچتا تو وہ خود کو ختم کر لیتا اسنے اسے بچا لیا تھا کیا اسنے یہ ٹھیک کیا تھا بہت جلد اسے اسکا اندازہ ہونے والا تھا

مجھے تم پہ اعتبار نہیں ہے میں خود اسکے ساتھ جاؤ گا میں ابھی جاؤ گا۔۔۔۔" اسنے عابد کو دھکا یا دیا اور خود دیوانہ وار وہ بھاگا تھا ایمبولینس دور ہوتی جارہی تھی وہ اس سے ملنے کی کوشش میں تیز بھاگ رہا تھا لیکن وہ پھر بھی اسکی پہنچ سے دور ہوتی جارہی تھی عابد اسکے پیچھے تھا اور وہ حیا کے پیچھے

www.Novelshub.pk

"روک جاؤ میرے لیے روکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ چلا رہا تھا

وہ بھاگتے ہوئے چلا رہا تھا

"رمض۔۔۔۔۔۔۔" کسی نے اسے پکارہ تھا شیریں لہجے میں اسکے بھاگتے قدم روکے تھے اسنے دیکھا وہ اسکے سامنے کھڑی تھی سفید لباس میں، اپنی طرف اسے تکتا پا کہ وہ مسکرائی وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا جو اب آہستہ آہستہ اسکی طرف قدم بڑھا رہی تھی اس سے زرا سے فاصلے پہ روک کے اسنے اپنا ہاتھ شیرو کی طرف بڑھایا اسکی آدھی ہتھیلی اسکے کندھوں پہ پھیلے سفید ململ کے ڈوپٹے سے ڈھکی ہوئی تھی شیرو نے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا لیکن اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہی وہ خوش خرد سے بیگانہ ہوا تھا وہ منہ کے بل زمین پہ گرا تھا وہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھیں ہاتھ ویسے ہی ہوا میں تخلیل رہ گیا تھا

احمد ہاؤس کے گھر کے سامنے عین دروازے پہ ایمبولینس رکی تھی سب کے دلوں کی دھڑکنیں تھمی تھیں وہ جو کبھی انہوں نے سوچا تک نہیں تھا وہ لمحہ ان کے دروازے پہ کھڑا دستک دے رہا تھا سب دروازے کی جانب بڑھے تھے دھڑکتے دلوں کے ساتھ پر وہ وہی بیٹھے رہے تھے ان میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ قدم بھی اٹھا پاتے اس وقت ان کا دل شدت سے چاہ رہا تھا کچھ بھی غلط سننے سے پہلے ان کی سانسیں تھم جائیں وہ خود کو کہیں چھپا دینا چاہتے تھے جہاں کوئی بھی ان تک پہنچ کر یہ ناہ کہہ سکے کہ ان کی بیٹی مر گی ہے آنسوں پلکوں کی باڑ توڑے گال بھگو رہے تھے باہر سے سسکیوں کی آوازیں آ رہی تھیں انہوں نے اپنے کانوں پہ

www.Novelshub.pk

ہاتھ رکھ کے دبائے تا کہ وہ باہر سے آتی سسکیاں ناہ سن سکے باہر پتھریلی روش کے عین درمیان میں سفید کپڑے سے ڈھکا اسکا بے جان وجود پڑا تھا اسکے وجود کو ڈھنپتا سفید کپڑے کا وہ حصہ جو اسکے دل کے مقام پہ تھا وہ اپنا رنگ سرخ رنگ میں بدل چکا تھا ماہنور نے آگے بڑھ کے کانپتے ہاتھوں سے اسکے چہرے سے کپڑا ہٹایا وہ آنکھیں موندے پر سکون ابدی نیند سوئی ہوئی تھی اسکے چہرے پہ سکون تھا اسکے لب مسکرا رہے تھے ماہنور کے آنسو سے اسکا چہرہ بھیگ رہا تھا نصرت بیگم اسے اٹھنے کا کہہ رہی تھیں وہ جو ان کی ایک پکار پہ اٹھ جایا کرتی تھیں آج وہ اسے کئی بار پکار بیٹھی تھیں پر وہ نہیں اٹھ رہی تھی

الیان دور کھڑا اسکے بے جان وجود کو دیکھ رہا تھا اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسکے پاس جا کے اسے پکارتا مرتضی صاحب دوسرے معملات نبٹا رہے تھے آنکھیں ان کی بھی اشک بار تھیں حلیمہ بیگم کبھی نصرت بیگم کو سنبھالتی تو کبھی نور کو

"چچا جان۔۔۔۔۔" وہ وہی بیٹھے ہوئے تھے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے خنان ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ان کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھے اسنے انہیں پکارا

"خنان بیٹا وہ ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔؟" وہ ایک امید کے تحت پوچھ رہے تھے

"چچا جان اٹھے جنازے کے لیے دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔" قیامت برپا ہونا کیسے کہتے ہے؟ اسوقت کوئی عثمان صاحب سے پوچھتا انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی دنیا اجڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی جوان بیٹی کے جنازے کو کندھا دینا ان کے لیے آسان نہیں تھا بیٹی بھی وہ جس کی مسکراہٹ دیکھ کے وہ جیتے تھے وہ جوان

www.Novelshub.pk

کی لاڈلی بیٹی تھی اسکے جنازے کو اپنے کندھوں پہ اٹھائے گھر کی دہلیز پار کر رہے تھے شاید اسی لیے وہ ان کی لاڈلی تھی کہ اس نے جلد چلے جانا تھا

جس گھر سے آج اسکی ڈولی اٹھنی تھی اس گھر سے اسکا جنازہ اٹھ رہا تھا کل تک جس گھر میں خوشیاں بسیرا کرنے کے لیے تیار تھیں آج اس گھر میں سوگ نے ڈیرہ ڈال لیا تھا جس گھر میں کل سرخ دریاں بیچھائی جا رہی تھیں آج اس گھر میں سفید دریاں بیچھی تھیں ہر آنکھ اشک بار تھی وہ ہر وقت ہنسنے والی انکو آنسو کا تحفہ دیے چلی گی تھی کبھی ناہ آنے کے لیے

زندگی کے سپنے کی بحث گو پرانی ہے

پھر بھی ایک کہانی ہے

اور کہانیاں بھی تو وقت سے عبارت ہیں

لاکھ روکنا چاہیے وقت کو گزرنا ہے

ہنستے ہنستے چہروں کو ایک دن اجڑنا ہے

راحتیں ہوائیں ہیں

چاہتیں صدائیں ہیں

کیا کبھی ہوائیں بھی دسترس میں رہتی ہیں

کیا کبھی صدائیں بھی کچھ پلٹ کے کہتی ہیں

پیار بھی نہیں رہتا اور پیار کا دکھ بھی

www.Novelshub.pk

آنسوں کے دریا کو اک دن اترنا ہے

خوشیوں کو مرنا ہے وقت کو گزرنا ہے

کچھ سال بعد

"اپنے بیٹے کو سمجھالو عابد۔۔۔ یہ جب سے پیدا ہوا ہے اسنے تب سے ہی مجھے تنگ کرنے کی ٹھانی ہوئی ہے۔۔۔۔۔"

وہ ان دونوں کے سامنے کمر پہ ہاتھ رکھے کہہ رہی تھی جبکہ وہ دونوں حیران پریشان سے اسے دیکھ رہے تھے

"کیا کیا ہے اسنے اب۔۔۔۔۔؟" اپنے بیٹے کے کرتوتوں سے تو وہ بھی واقف تھا

"یہ ہمسائے کے بیٹے کا دانت توڑ کے آیا ہے۔۔۔۔۔ ابھی اسی کی اماں اس کے کارنامے میرے گوش گزار کرنے آئی تھی۔۔۔" اسنے اسکے سر پہ چپت لگائی

"اماں ہاتھ ہولا رکھے کرے درد ہوتی ہے۔۔۔۔۔" اسنے منہ بسورا

"سمجھالے عابد اسے۔۔۔ کبھی کسی کا دانت توڑ آتا ہے کبھی کسی کی ہڈی، کبھی کسی کا بازو تو کبھی کسی کی ٹانگ۔۔۔۔۔۔

یہ آخری دفعہ ہے اب اسکی مجھے کوئی شکایت آئی ناہ تو میں تم دونوں کو چھوڑ کہ چلی جاؤ گی۔۔۔۔" اسنے دونوں کی طرف انگلی کرکے وارن کیا

www.Novelshub.pk

"جیسا باپ ویسا بیٹا۔۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی کیچن کی جانب چل دی

"ابا۔۔۔اماں ہر دفعہ یہ ہی کہتی ہے کبھی گی تو نہیں۔۔۔۔۔" چھ سال کے بچے نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اسکی بدقسمتی کے اماں نے سن لیا تھا

"ہاں ہاں تم لوگ تو یہ ہی چاہتے ہو ناہ کہ میں چلی جاؤ تاکہ پیچھے تم رنگر لیاں منا سکو۔۔۔۔یاد رکھنا جس دن میں چلی گی ناہ تم دونوں۔۔۔اسنے دونوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔ دروازے کی چوکھٹ کے ساتھ لگ لگ کے روئے گے۔۔۔۔"

دونوں سر جھکا گے تھے

"آج تم دونوں کو کھانا نہیں ملے گا باہر سے جا کہ مینڈک کا گوشت کھاؤ۔۔۔۔۔۔" ان دونوں کی آنکھیں پھیلی تھیں ان دونوں نے پہلے تو ایک دوسرے کی جانب دیکھا پھر بے چارگی سے اسکی طرف

"یہ تم دونوں کی سزا ہے۔۔۔۔۔۔۔"

"اماں یہ ظلم مت کریں۔۔۔۔۔"

"میرا کیا قصور ہے غلطی تو اسکی ہے ناہ سزا اسے دو ناہ ساتھ میں مجھے کیوں دے رہی ہو۔۔۔۔؟"

بیٹا تو تمہارا ہے ناہ تمہیں پہ گیا ہے۔۔۔لوگوں کی مار کٹائی کرنا تمہاری توسط سے ہی اسے وراثت میں ملا ہے۔۔۔۔" وہ دانت چبا چبا کہ بولی اور ان کی سنے بنا وہ کیچن کی جانب بڑھ گی اب یہ تو طے تھا کہ آج رات انہیں کھانا نہیں ملنے والا تھا باہر مینڈک کا گوشت کھا کے ہی انہیں گزارا کرنا تھا دونوں نے سوچتے ہوئے ہی ناک بسورے تھے دونوں مصنوعی روتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے لگ گے تھے

"ابا۔۔۔۔۔۔"

www.Novelshub.pk

"پتر۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وقت کا کام ہے گزرنا جیسے بھی ہو گزر ہی جاتا ہے وقت کی رت کے ساتھ ہی عابد نے شادی کرلی تھی کس سے ؟علیزہ شاہ سے انکا ایک بیٹا تھا باسل شیرازی جو کہ بلکل شیرو کا پرتو تھا عابد نے اب وہ کام چھوڑ دیا تھا اب وہ گاڑیوں کی ورکشاپ پہ ہوتا تھا زندگی خوش حال گزر رہی تھی علیزہ اسکے ساتھ خوش تھی لیکن جلد ہی امکان تھا کہ باسل شیرازی شیرو کی جگہ لینے والا تھا لیکن اس سے ابھی کے لیے سب بے خبر تھے اور بے خبری میں ہی انسان کا سکون پوشیدہ ہوتا ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"حیا۔۔۔۔۔۔۔"

"حیا بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔"

"بیٹا آہستہ چلو گر جاؤ گی۔۔۔۔۔۔" وہ پانچ سالہ حیات کے پیچھے بھاگتے اسے روکنے کا کہہ رہے تھے

"گر گی تو آپ ہے ناہ نانا آپ اٹھالے گے۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ رو کی نہیں وہ بھاگتے ہوئے انہیں بتا رہی تھی

"بیٹا ہر دفعہ نہیں اٹھا پاؤ گا۔۔۔۔۔۔۔۔" انہوں نے اسے پکڑ لیا تھا اب وہ اسے گود میں اٹھے اندر کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں کھانے پہ سب ان کا انتظار کر رہے تھے

احمد ہاؤس نے جوان بیٹی کا دکھ دیکھا تھا لیکن وقت کی نوازش تھی کہ اب وہ دکھ مٹا تو نہیں پر کم ضرور ہو چکا تھا خنان نے سب کے کہنے پہ ماہنور سے شادی کرلی تھی ان کی ایک پانچ سالہ بیٹی تھی جس کا نام عثمان صاحب نے حیات نور رکھا تھا سب کے لیے وہ حیات تھی لیکن عثمان صاحب کے لیے وہ حیا تھی وہ اسے دیکھ دیکھ کے

www.Novelshub.pk

جیتے تھے حیات میں انہیں اپنی حیا نظر آتی تھی سب نے وقت کے ساتھ جینا سیکھ لیا تھا اور ماہنور وہ اب بھی سب سے چھپ چھپ کے روتی تھی اسے بس ایک ہی پچھتاوا تھا کہ

"کاش اسنے خنان کو دعاؤں میں ناہ مانگا ہوتا تو شاید آج حیا زندہ ہوتی۔۔۔۔۔"

ماہنور کی محبت سچی تھی حیا نے کہاں تھا

"اگر تمہاری محبت سچی ہوئی اور تمہاری دعاؤں میں دم ہوا تو تمہیں خنان مل جائے گا۔۔۔۔۔۔"

اسے خنان مل گیا تھا اسکی دعاؤں نے اسے خنان لوٹا دیا تھا پر اسکے لیے اسے بہت بڑی قیمت چکانا پڑی تھی اسنے حیا کو کھو کے خنان کو پایا تھا اسکی محبت نے اس سے بہت امتحان لیے تھے ہنسنا تو وہ بھی جیسے بھول ہی گی تھی خنان کو پا کہ وہ خوش تھی بھی اور نہیں بھی

الیان ڈاکٹر بن چکا تھا وہ اب عثمان صاحب کی طرح بارعب شخصیت کا مالک تھا غصہ ہر وقت اسکی ناک پہ دھرا رہتا تھا حیا کے جانے کے بعد وہ بھی بدل گیا تھا وقت نے اسے بھی بدل دیا تھا وفا اس سے جونیئر تھی دوسری دفعہ کوشش کرنے پہ وہ کامیاب ہو گی تھی اب وہ الیان کے انڈر ہاؤس جاب کر رہی تھی اسنے بدقسمتی سے الیان کے ساتھ ہوئی دوسری ملاقات پہ اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کر دیا تھا اسکے بعد پھر اس سے جو سننا پڑا تھا اللہ امان وہ دو دن تک صدمے میں گری پڑی رہی تھی

اب جب بھی وہ اسے دیکھتی تھی بے اختیار ہی اسکا ہاتھ اپنی ناک پہ جاتا تھا

مجیب کامران وہ بھی اپنے آبائی گاؤں واپس لوٹ آیا تھا اپنے بیٹے کے ساتھ، شبیر با حفاظت اسکے بیٹے کو اس تک پہنچا گیا تھا واپس آتے ہی اسنے اپنے بابا کی جگہ سنبھال لی تھی اب اسکی زندگی میں چیمہ نہیں تھا اب وہ تھا

اور اسکا بیٹا اسنے اپنے بیٹے کو سنبھال لیا تھا وہ اپنے بیٹے کے ساتھ خوش تھا وہ شیرو کا شکر گزار تھا، احسان مند تھا جس نے اسے دوبارہ اسکو اسکی زندگی کی طرف لوٹا دیا تھا

خواہش تو ناہ تھی تیرے بغیر جینے کی
مگر مجبور کو مجبور کی مجبوریاں، مجبور کر دیتی ہیں

وہ اسکی تصویر کے بلکل سامنے کھڑا تھا تصویر وہی تھی جو اسنے علیزہ کی منگنی پہ اسکی کھنیچی تھی وہی جس میں وہ اپنے چہرے پہ پلکوں کی بھاڑ گرائے مسکرا رہی تھی تصویر کے نیچے بلکل عین وسط میں دیوار پہ سرخ رنگ میں فارسی کے الفاظ لکھے ہوئے تھے

ہر لِحظہ بہ شکل اَن بتِ عیار بر آمد،
دِل برد و نہان شد........

(Every moment my clever beloved appears with a beautiful face
Steal my heart
And disappears...............)
(RUMI)

فارسی کے الفاظ کے نیچے "من سودائی" کے بجائے

www.Novelshub.pk

"من عشق سودائی"

(میرا عشق دیوانہ)

لکھا ہو تھا حیا کی موجودگی میں جو لفظ کھویا ہوا تھا اسکے جانے کے بعد وہ مل گیا تھا

"حیا۔۔۔مجھے اب بس اس دن کا انتظار ہے جب میں تمہارے پاس آؤ گا تمہارے بغیر جینا بہت مشکل ہے حیا ۔۔۔۔تم میرے حواسوں پہ چھا چکی ہو تم نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔۔۔ میرے سامنے مت آیا کرو حیا میں تمہیں دیکھ کے پاگل ہو جاتا ہو۔۔۔۔۔ پھر بس ایک ہی تمنا ہوتی ہے تمہارے ساتھ چلا جاؤ ۔۔۔۔تھوڑا سا تو رحم کرو مجھ پہ۔۔۔۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئی تھیں وہ ہر روز اسکی تصویر کے سامنے کھڑا ہو کہ اس سے التجا کرتا تھا پر وہ ہر دفعہ رد کر دیتی تھی

"رمض۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

کسی کا مٹھاس بھرا لہجہ اسکی سماعتوں سے ٹکرایا تھا وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرایا تھا وہی اسکی جان لیوا مسکراہٹ وہ ہر روز یوں ہی پیار سے اسے پکار کے اسکا دھیان بھٹکاتی تھی وہ مڑا اسکے مڑتے ہی وہ دروازے کی اوٹ میں چھپ گی پیروں کو چھوتا اسکا سفید فراک دروازے کی اوٹ سے جھانک رہا تھا اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

www.Novelshub.pk

"جی جان رمض۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

افففف رمض شہریار کا محبت بھرا لہجہ جو صرف خاص اسکے لیے تھا وہ مسکرائی تھی اسکی ہنسی کی کھنکھناہٹ دیواروں سے ٹکرا کے واپس لوٹی تھی اسکی ہنسی کی کھنکھناہٹ اسکے جلتے دل پہ مرحم رکھتی تھی وہ اسکی ہنسی کو سن کے کھو سا جاتا تھا اسکی ہنسی سحر تھی جس میں کھو کہ رمض شہریار سب بھول جاتا چاہیے ایک لمحے کے لیے ہی سہی

حیا کی یادوں میں وہ پل پل مرتا تھا پر اسکی ہنسی کی کھنکھناہٹ سن کہ وہ جیتا تھا

ختم شد

www.Novelshub.pk